بَلْ نَقْذِفُ بِالْحَقِّ عَلَى الْبَاطِلِ فَيَدْمَغُهُ فَإِذَا هُوَ زَاهِقٌ (القرآن)

نام کتاب ——— جواہر الحق

عنوان ——— عظمت صحابہؓ

ازافادات ——— حضرت مولانا حق نواز جھنگوی شہید رحمۃ اللہ علیہ

مرتب ——— مولانا قاری رحمت اللہ تونسوی

معاون ——— حافظ مولانا محمد ندیم قاسمی

ناشر ——— دار العلوم صدیقیہ لاہور

صفحات ——— 320

قیمت ——— 180
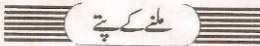
- مکتبہ الصحابہؓ عقب سی ٹی گورنمنٹ ڈیول سوڈیوال بند روڈ لاہور
- مکتبہ ختم نبوت اردو بازار لاہور
- مکتبہ سید احمد شہید اردو بازار لاہور
- مکتبہ آب حیات اردو بازار لاہور
- مکتبہ الحسن اردو بازار لاہور
- کتب خانہ رشیدیہ راجہ بازار راولپنڈی
- مکتبہ دار الارشاد اردو بازار کراچی
- مکتبہ علی معاویہ 24 مارکیٹ سعید آباد کراچی
- مکتبہ عمر فاروق شاہ فیصل کالونی کراچی

فہرست مضامین

......☆......

..................☆☆☆..................

......☆......

پیش لفظ

......مناظر اہل سنت، وکیل صحابہ حضرت مولانا علی شیر حیدری صاحب مدظلہ......

اس پرفتن دور میں صحابہ کرامؓ کے فضائل اور مناقب بیان کرنا ضروری ہے کیوں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت اور قرآن مجید کے منزل من اللہ ہونے اور آقائے کائنات کی عملی زندگی کے صحابہ کرامؓ عینی گواہ ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی نبوت کے گواہوں کی جتنی تعریف کی ہے اور اپنی امت کو ان کے بارے میں جتنا ڈرایا ہے اور ان کی جتنی فضیلت بیان کی ہے ان باتوں کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت پر نقل کر کے پہنچانا ہر عالم دین پر لازم ہے، انہی علمائے کرام میں سے ایک امیر عزیمت حضرت مولانا حق نواز جھنگوی شہید رحمہ اللہ کی ذات مبارکہ ہے جنہوں نے صحابہ کرامؓ کی عزت وعظمت کے تقدس کی خاطر اپنی جان کا نذرانہ پیش کر دیا۔

ہمارے محترم قاری رحمت اللہ تونسوی صاحب نے حضرت جھنگوی شہید رحمہ اللہ کے ملفوظات کو اکٹھا کر کے حضرت کے مشن کو ہر عام وخاص تک پہنچایا ہے، دعا ہے اللہ رب العزت ان کے......علم......عمل......اور مشن سے وابستگی کو قبول فرمائے۔

خاکپائے اہل حق

علی شیر حیدری

جامعہ حیدریہ خیرپور میرس سندھ

۱۶ رمضان المبارک ۱۴۲۸ھ

عرض مرتب

بندہ ناچیز اللہ عزوجل کا بے شمار شکر گزار ہے کہ محض اس کے فضل وکرم سے ایک عظیم کام جو کہ تحریک ناموس صحابہؓ کے لیے ضروری تھا اس وجہ سے کہ امیر عزیمت مولانا حق نواز جھنگوی شہید رحمہ اللہ کی تحریک نہیں ہے اپنی تحریر بلکہ فن خطابت اور دعوت وتبلیغ کے ذریعہ سے مولانا صاحبؒ نے جو تحریک چلائی ہے اس لیے اس کو تحریر کی شکل دینا ضروری سمجھا گیا۔ جیسا کہ کہا جاتا ہے ؎

دو چار روز رہتی ہے تقریر کی آواز
صدیوں سنائی دیتی ہے تحریر کی آواز

بندہ ناچیز کی تمنا تھی کہ مولانا صاحب رحمہ اللہ کے ملفوظات کو تحریری طور پر میدان میں لایا جائے میرے لیے سعادت ہے اور وقت کی آواز بھی، میری زندگی کی آرزو تھی۔

تاریکیوں کو کاٹ کر روشنی کو بانٹ کر
زندگی سنوار دی آرزو کو پالیا

امیر عزیمت شیر اسلام مولانا حق نواز شہید رحمہ اللہ کی آرزو تھی کہ پاکستان کے آئین میں اصحاب رسول ﷺ امہات المؤمنین ...... وبنات النبی ﷺ کے دشمنان کو کافر قرار دیا جائے اور اس کے لیے قرآن وحدیث کے مطابق سزا کا قانون بنایا جائے۔ اس کے لیے امیر عزیمت نے سنی حقوق کے لیے آواز اٹھائی کہ میری آرزو ہے کہ میں ملک پاکستان جس کی بنیاد کلمہ اسلام پر واقع ہوئی کہ پاکستان کا صدر، وزیراعظم اور اہم کلیدی عہدے کا حقدار سنی العقیدہ بن سکے اور قادیانی رافضی بدعقیدہ لوگ اہم عہدوں پر فائز نہ ہو سکیں۔ یہ ہمارا جمہوری حق ہے پاکستان کی اکثریتی آبادی سنی العقیدہ لوگوں کی ہے، دشمنان اصحاب رسول ﷺ

کی نشاندہی کرتے ہوئے امیر عزیمت رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے کہ میں محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے باغ کا مالی ہوں...... چوکیدار ہوں...... صحابہ کرامؓ باغ ہیں۔

جب رافضی شجر اسلام کو نقصان پہنچانے کی کوشش کرتے ہیں تو میں چیختا ہوں...... چلاتا ہوں...... کوئی چور...... کوئی ڈاکو...... محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے باغ کو کاٹنے کی کوشش کرتا ہے۔...... حق نواز نہیں کرنے دیتا۔ بلکہ حق نواز علماء کو بلاتا ہے...... پیروں فقیروں کو...... لیڈروں کو اور عوام کو آواز دیتا ہے یہ دیکھو شاخ صدیقی کو نقصان پہنچایا جا رہا ہے۔ شاخ فاروقیؓ...... شاخ عثمانیؓ...... شاخ حیدریؓ...... کو کاٹا جا رہا ہے، لوگ سمجھتے ہیں کیا ہوگا، حق نواز کہتا ہے کہ شاخیں نشاندہی کرتی ہیں شجرہ اسلام کی یعنی صحابہؓ نبوت کے عینی گواہ ہیں جس وقت صحابہؓ کو اسلام کے شجر سے کاٹ دیا جائے گا تو گواہی کون دے گا۔ جس وقت گواہ نہ ہوں گے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت مشکوک ہو جائے گی...... اس لیے آؤ حق نواز کے ساتھ باغ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کی چوکیداری میں شامل ہو جاؤ...... باغ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کی چوکیدار تنظیم کا نام امیر عزیمت رحمہ اللہ نے سپاہ صحابہؓ رکھا۔ دنیا گواہ ہے کہ امیر عزیمت نے جمیع صحابہ کرامؓ...... امہات المؤمنین و بنات النبیین اور اہل بیت کے چوکیدار ہونے کا ثبوت دیا۔

دنیا جانتی ہے کہ عبداللہ ابن سباح کی روحانی اولاد نے باغ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم شجرہ اسلام یعنی صحابہ کرامؓ پر بے شمار حملے کیے تا کہ اسلام کی اصل شکل و صورت کوئی پہچان نہ سکے۔ جس وقت پہچان نہ ہوگی اس وقت ہم خلافت کی بجائے امامت کا تصور دیں گے اور لوگ اسلام سمجھ کر اس کو اپنا لیں گے حالانکہ ؎

اسلام وہ شجر نہیں جس نے پانی سے غذا پائی
دیا خون اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے تو اس میں بہار آئی

اور امیر عزیمت رحمہ اللہ کے بارے میں کسی نے کیا خوب کہا ہے ؎

وہ تھا باطل کو گریباں سے پکڑنے والا
جنگ سچائی کی للکار کر لڑنے والا

امیر عزیمت رحمہ اللہ تو حق وصداقت کی جنگ لڑ رہے تھے لیکن دشمنان اصحاب رسول اور وقت کی ظالم حکومتوں نے امیر عزیمت رحمہ اللہ اور ان کے رفقاء کو ظلم کا نشانہ بنانا شروع کر دیا۔ رافضیوں نے حملے شروع کیے...... حکومت نے ظلم وتشدد و بربریت کی انتہاء کر دی، امیر عزیمت رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے کہ تم ظلم کے بجائے سامنے میدان میں آؤ...... حملوں کے بجائے مناظرہ کرو...... ہائی کورٹ وسپریم کورٹ میں مجھے چیلنج کرو تا کہ دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی قوم کے سامنے آجائے...... کون سچا ہے...... کون جھوٹا ہے...... دلائل اور براہین کے ساتھ تم بھی آؤ...... میں بھی آتا ہوں۔ اگر عدالت میں تم سچے ہو گئے میں جھوٹا ہو گیا تو مجھے وہاں گولی ماردی جائے...... میرا خون معاف ہے...... اگر میں سچا ہوں اور ان شاء اللہ یقیناً سچا ہوں تو پھر پاکستان کے آئین میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ صحابہ و اہلبیت کے دشمنان کو ام المؤمنین حضرت امی عائشہؓ کے دشمن کو پاکستان کے آئین میں کافر لکھا جائے۔ (ان شاء اللہ ایک دن ضرور لکھا جائے گا)

جو عبادت سمجھ کر سب وشتم کرے اس کے لیے سزائے موت کا قانون بنایا جائے، پاکستان میں سنی اکثریتی آبادی ہے اس کا قانونی دیا ہے...... گرفتاریاں یا نظر بندی یہ انصاف نہیں بلکہ ظلم کا مقابلہ ہمارا پیشہ ہے......

اپنا حق مانگنا بھی جرم بغاوت ہے یہاں
جس کی پاداش میں ہونٹوں کو سیا جاتا ہے

لیکن امیر عزیمت رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے کہ اگر ہم نہ رہے پھر بھی یہ کام ہو کر رہے گا...... ان شاء اللہ...... وہ کہتے تھے۔

چراغ زندگی ہو گا فیروزاں ہم نہیں ہوں گے
چمن میں آئے گی فصل بہاراں ہم نہیں ہوں گے
ہمارے بعد ہی خون شہیداں رنگ لائے گا
یہی سرخی بنے گی زیب عنوان ہم نہیں ہوں گے

حقیقت یہ ہے کہ جس وقت بندہ ناچیز یہ لکھ رہا ہے مولانا صاحب کے ملفوظات کو دیکھتا ہے پھر یوں تصور کرتا ہے کتاب کھول کہ بیٹھوں تو آنکھ روتی ہے......ورق ورق پہ تیرا چہرہ دکھائی دیتا ہے۔

امیر عزیمت رحمہ اللہ کے یہ ملفوظات جس تڑپ اور فکر کے ساتھ مولانا صاحب نے ادا کیے ہیں اس فکر کے ساتھ علماء، طلباء اور عوام الناس عمل میں لانے کی کوشش کریں۔ دفاع اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم و اہل بیت کو سنت الہ و سنت رسول اللہ کا مشن و موقف پایہ تکمیل تک پہنچے گا......ان شاء اللہ۔

اور آخر میں ان تمام حضرات کا شکر گزار ہوں کہ جنہوں نے ہر موقع پر میرے ساتھ تعاون کیا خصوصاً حضرت مولانا مسعود الرحمٰن عثمانی جو کہ اس وقت اڈیالہ جیل میں سات ماہ سے اسیر ہیں ان کی وقتی جدائی میرے لیے پہاڑوں سے زیادہ وزنی ہے پھر بھی وہ میری رہنمائی کرتے رہے ان کی الفت خاص اور رہنمائی کا ثمر جواہر الحق ہے اور مولانا حافظ محمد ندیم قاسمی اور بھائی محمد بلال راؤ صاحب کا اور ان کے علاوہ تمام معاونین کا شکر گزار ہوں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اخلاص کے ساتھ دین کا کام کرنے کی توفیق عطاء فرمائے۔ آمین۔

پہنچایا اسلام ہم تک یہ صدقہ ہے صحابہؓ کا
اٹھا جھولی دعائیں دے یہ فیض ہے صحابہؓ کا
نہ آئے آنچ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پہ مقصد تھا صحابہؓ کا
نہ اٹھے انگلی صحابہؓ پر یہ مشن ہے سپاہ صحابہؓ کا

والسلام

دعاؤں کا طالب

رحمت اللہ تونسوی

26-9-2007

تقریظ

وکیل صحابہ حضرت مولانا مسعود الرحمٰن عثمانی مدظلہٗ

مشہور مقولہ ہے کہ چیزیں اپنی ضد کے ساتھ پہچانی جاتی ہیں، اندھیرا نہ ہوتو اجالے کی قدر کیسے ہو؟ باطل نہ ہوتو حق کی پہچان کیسے ہو؟ اللہ تعالیٰ نے اس کائنات میں کھرے اور کھوٹے کو پہچاننے کا نظام بنایا ہے، حق اور باطل کو پہچاننے کے میزان مقرر فرمائے ہیں، کائنات کی پیدائش سے لے کر آج تک حق وصداقت کا پھریرا لہرانے والے بھی موجود رہے اور باطل کے طاغوتی سرغنے بھی اپنی وارداتوں میں مصروف رہے۔

عرش بریں کے آخری نمائندے حضرت رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں تشریف لائے تو آپ نے بھی حق وصداقت کی نغمہ سرائی کی اور ایک قابل رشک جماعت تیار کی جس کی رہتی دنیا تک مثال پیش نہیں کی جاسکتی اس جماعت کو ''جماعت صحابہؓ'' کہا جاتا ہے، جماعت صحابہ کی تعریف وستائش قرآن نے بھی کی اور مصطفیٰ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی کی، چودہ سو سالہ اسلامی تاریخ کے بڑے بڑے علماء، صلحاء، اتقیاء نے جماعت صحابہ کی عظمت کے گن گائے۔ امیر عزیمت حضرت مولانا حق نواز شہید رحمہ اللہ بھی اسی قافلہ حق کی ایک کڑی تھے جنہوں نے اپنی جان کا نذرانہ پیش کر کے جماعت صحابہؓ کا دفاع کیا۔

پیش نظر کتاب اسی عظیم انسان کی فرمودات کا ایک حسین گلدستہ ہے جسے ہمارے محنتی، فعال، مخلص، جماعتی کاز کے ہمدرد دوست جناب قاری رحمت اللہ تونسوی صاحب نے بڑی محنت، عرق ریزی، اور جانفشانی کے ساتھ ترتیب دے کر اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے جانثاروں، وفاداروں، جھنگوی شہید رحمہ اللہ کے حب داروں کی خدمت میں پیش کی ہے۔

میں اپنے تمام جماعتی دوستوں سے عرض کرتا ہوں کہ وہ اپنے قائدین کی قربانیوں کو مدنظر رکھتے ہوئے ان کے عظیم مشن کو آگے پھیلائیں اور عام کریں۔

اللہ تعالیٰ قاری صاحب سمیت ہم سب کی کاوشوں کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے۔ آمین۔

ابو معاویہ مسعود الرحمٰن عثمانی

اسیر ناموس صحابہؓ اڈیالہ جیل راولپنڈی

29 ستمبر 2007ء

حق اور باطل

اللہ رب العزت کی کیا عجب تقسیم ہے کہ اس ذات اکبر نے دو چیزوں کو مقابل کھڑا کیا اور ان کو حق اور باطل کا نام دیا دنیا آج تک ان دونوں کا مقابلہ دیکھتی آئی ہے روز اول سے ہی حق اور باطل کی کشمکش چلتی آئی ہے اور باطل قوتوں کو دبانے کے لیے حق تعالیٰ شانہٗ نے عجیب وغریب انداز اپنائے۔

ایک طرف رحمان کی رحمانیت ہے......دوسری طرف ابلیس کا جال بچھا ہوا ہے۔

ایک طرف امن ہے......دوسری طرف ناکامی کا بلاوا ہے۔

ایک طرف امن ہے......دوسری طرف جنگ ہے۔

ایک طرف وجود آدم کو سجدہ ریزی کا حکم ہے......دوسری طرف انا و استکبار۔

ایک طرف انسان کو حقائق بتلاتا ہے......دوسری طرف گڑ پر زہر چڑھا کر پیش کیا جاتا ہے۔

حق میں استقلال اور ثبات ہے......باطل گرگٹ کی طرح پینترا بدلتا ہے۔

ایک طرف راہ ہدایت ہے......دوسری طرف جہالت اور ضلالت کی اندھیری رات موجود ہے۔

جب شیطان سجدہ نہ کر کے باطل کی شکل میں نظر آتا ہے۔

تو آدمؑ حق کی شکل میں نظر آتے ہیں۔

نمرود باطل کی شکل میں نظر آتا ہے......ابراہیمؑ حق کی شکل میں نظر آتے ہیں۔

فرعون باطل کی شکل میں......موسیٰ حق کی شکل میں۔

ابوجہل باطل کی شکل میں......حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم حق کی شکل میں۔

فیروز لولو مجوسی باطل کی شکل میں......سیدنا فاروق اعظم حق کی شکل میں

عبداللہ بن ابی باطل کی شکل میں......سیدنا عثمان حق کی شکل میں

شمر باطل کی شکل میں......سیدنا حسینؓ حق کی شکل میں

امیہ بن خلف باطل کی شکل میں......سیدنا بلال حبشیؓ حق کی شکل میں

حجاج باطل کی شکل میں......سعید بن جبیرؒ حق کی شکل میں

خلیفہ منصور غلط احکامات پر باطل کی شکل میں......امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ حق کی شکل میں۔

گورنر مدینہ جعفر باطل کی شکل میں......امام مالکؒ حق کی شکل میں۔

کوڑے مارنے والے باطل کی شکل میں......امام احمد بن حنبل حق کی شکل میں

تا تاری حکمران باطل کی شکل میں ...... امام ابن تیمیہ حق کی شکل میں

اکبر بادشاہ باطل کی شکل میں ...... امام مجدد الف ثانی حق کی شکل میں

پھر جب برصغیر کی سرزمین پر انگریز مسلط ہوا اور آ کر دین اسلام کو مسخ کرنا شروع کیا تو پھر برصغیر کے علماء اٹھ کھڑے ہوئے اور ایک مرتبہ پھر قربانیوں کی داستان شروع ہوئی ......

شاہ ولی اللہ اپنے انگوٹھے کٹوا گئے ...... شاہ عبدالعزیز اپنی جان کا نذرانہ پیش کر گیا گئے ...... شاہ اسماعیل شہید رحمہ اللہ سینکڑوں جانثاروں کے ہمراہ شہادت کا تاج پہن کر سرخرو ہوئے ...... شیخ الہند ایک طرف مدرس نظر آئے تو دوسری طرف قائد ریشمی رومال نظر آتے ہیں ...... قاسم نانوتوی اپنی نوجوانی کو لے کر انگریز کے سامنے سینہ سپر ہو گیا ...... اور انگریز کا خود کاشتہ پودا جب وجود میں آ کر قادیانیت پھیلاتا ہے تو پھر ان اکابرین علماء دیوبند نے اس کو جڑ سے نکال باہر پھینکا ...... عطاء اللہ شاہ بخاری کا سٹیج ...... مدنی کا درس حدیث ...... انور شاہ کاشمیری کا مطالعہ ...... شاہ اشرف علی تھانوی کا تصوف اور تحریک کے ہزاروں کارکنوں نے جیل کی سلاخوں کو بھر کر تحریک ختم نبوت کی حفاظت کی ...... پھر سینکڑوں سالوں سے کام کرنے والی رافضیت نے پر نکالنا شروع کیے اور ملک پاکستان کو خمینی اسٹیٹ بنانا چاہا تو مولانا عبدالشکور لکھنوی رحمہ اللہ کا وارث اٹھا اور صحابہؓ کرام کی عزت وعظمت کا پرچم تھام کر میدان عمل میں اترا اور خمینی کے پیروکاروں کو روندتا ہوا نکل کھڑا ہوا وہ کہا کرتا تھا کہ صحابہ کرامؓ کی عزت وعظمت کی حفاظت کرتے ہوئے اگر میری جان چلی جائے تو یہ سودا مہنگا نہیں۔ .... بالآخر وہ مرد قلندر

عبدالشکور لکھنوی کا وارث قاسم نانوتوی کا پیروکار مدنی کی مسند کا خطیب ......

امیر عزیمت علامہ حق نواز جھنگوی شہید رحمہ اللہ

صحابہ کرامؓ کی عظمت وتقدس کے گیت گاتا ہوا شہادت کا تاج پہن کر سرخرو ہو گیا۔

حق نواز دم کا بھروسہ نہیں ٹھہر جا
چراغ لے کے تم کہاں ہوا کے ساتھ چلے
اس تیز رو ہوائے زمانہ کے باوجود
جل اے چراغ زندگی کہ زندہ رہیں گے ہم

......ابن شمشاد غازی......

تقریظ

استاذ العلماء حضرت مولانا محمد حسن صاحب مدظلہ

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم:

اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل وکرم سے اپنے دین مبین کی اشاعت کے لیے جن منتخب ہستیوں سے خدمت لی ہے ان میں سے ایک عظیم ہستی امیر عزیمت حضرت مولانا حق نواز جھنگوی شہید رحمہ اللہ کی ہے جن کو اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرامؓ کی عظمت کے تحفظ کا خاص ولولہ عطاء فرمایا تھا، اور وہ اپنے اس مبارک پر جوش ولولہ کے ذریعہ صحابہ کرامؓ کی عظمت ومحبت کو سامعین کے قلوب میں دیوانگی کی حد تک بٹھا دیتے۔ حتیٰ کہ حضرت جھنگوی شہید رحمہ اللہ کے بعد ہر سامع کے جذبات یہ ہوتے تھے کہ حضرات صحابہ کرامؓ رضوان اللہ علیہم اجمعین کی عظمت کے تحفظ کی خاطر سب کچھ حاضر ہے۔ ہمارے بھائی حضرت جھنگوی رحمہ اللہ کے نیک خطبات کو حضرت مولانا قاری رحمت اللہ تونسوی زید مجدہم نے جمع کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ س نیک کاوش کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے۔

......آمین......

محتاج دعاء

محمد حسن غفرلہٗ

خادم مدرسہ محمدیہ......لاہور

10-9-2007

خلیفہ بلا فصل، امام الصحابہؓ حضرت سیدنا

صدیق اکبرؓ

امیر عزیمت مولانا حق نواز جھنگوی شہیدؒ

ے

صحابِ پاکِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو حق نے کیا جگر دیا

بہر قوم بے دھڑک سبھی نے مال و زر دیا

کسی نے ثُلث لا دیا کسی نے نصف گھر دیا

مگر عائشہؓ کے باپ نے دیا تو اس قدر دیا

خدا کے نام کے سوا جو کچھ تھا لا کے دھر دیا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خطبہ:

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔
والسبقون الاولون من المھاجرین والانصار والذین اتبعوھم باحسان رضی اللہ عنھم ورضوا عنہ
قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا رایتم الذین یسبون اصحابی فقولوا لعنۃ اللہ علی شرکم
قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اصحابی کالنجوم بایھم اقتدیتم اھتدیتم

صدق اللہ وصدق رسولہ النبی الکریم۔

تمہید:

سپاہ صحابہ فیصل آباد کے عزیز نوجوانو! سپاہ صحابہ کے زیر اہتمام یہ کانفرنس صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے مقدس نام سے آج اس وسیع پیمانے پر پہلی مرتبہ منعقد کرنا بڑی ہی سعادت کی بات ہے...... ناشکری ہوگی ...... اگر میں سپاہ صحابہ فیصل آباد کے نوجوانوں کو اور ان کے سرپرست حضرت مولانا انور کلیم صاحب اور منتظم جلسہ کو ان کی اس محنت پر مبارکباد نہ دوں اور داد نہ دوں ...... پیشتر علماء اور مقررین نے بالخصوص خطیب پاکستان اور میرے اور آپ کے محبوب خطیب اور راہنما حضرت مولانا محمد ضیاء القاسمی صاحب مدظلہ العالی اپنے خیالات کا اظہار فرما گئے ہیں ...... جو میں سماعت نہ کر سکا...... اسی طرح مولانا ضیاء الرحمٰن فاروقی نے نہایت ہی پیارے اور محققانہ انداز میں جانشین رسول سیدنا صدیق اکبرؓ کی ذات گرامی قدر کو نذرانہ عقیدت پیش کیا...... سپاہ صحابہ کے مرکزی سیکرٹری جنرل جناب یوسف مجاہد اور مولانا ایثار القاسمی نے مختصر مگر جامع الفاظ میں آپ کے سامنے سپاہ صحابہ کا پروگرام رکھا...... مقررین کی کثرت کی وجہ سے تاخیر ضرور ہوگئی ہے...... لیکن میں امید کرتا ہوں کہ آپ مجھے

خیالات کے اظہار کا پورا موقع فراہم کریں گے ...... اور آپ نے اگر اپنے جذبات سے مجھے متاثر کرلیا...... تو میں بھی اپنے رب پر توکل کرتے ہوئے یہ کہنا چاہتا ہوں ...... کہ میں بولنے میں بخل نہیں کرونگا۔

سپاہ صحابہؓ سنی نوجوانوں کی ایک منظم تنظیم کا نام ہے...... جو وسائل نہ ہونے کے باوجود، متعدد مشکلات سے گزر کر اپنے موقف پر پوری سختی اور شدت کے ساتھ قائم ہے...... مقدمات اور آئے دن کی پریشانیاں جماعت کے موقف میں لچک پیدا نہیں کرسکی ہیں ...... اور دعا کیجئے کہ رب العزت آئندہ بھی ثابت قدمی کے ساتھ ہم سب کو کام کرنے کی توفیق عطا فرمائے......

ہم کفر کے خلاف برسرپیکار ہیں:

سامعین محترم!

سپاہ صحابہؓ کی تحریک کو روکنے کے لئے بڑی شدت کے ساتھ یہ الزام عائد کیا جاتا ہے کہ ہم فرقہ واریت کا پرچار کرتے ہیں ...... ہم قوم میں اتفاق اور اتحاد کی بجائے انتشار کی تبلیغ کرتے ہیں ...... یہ طعنہ سپاہ صحابہ کو بہر حال پاکستان میں دیا جارہا ہے...... کچھ لوگ یہ طعنہ ضد کی بنیاد پر دے رہے ہیں ...... کچھ لوگ یہ طعنہ حسد کی بنیاد پر دے رہے ہیں ......اور کچھ لوگ سپاہ صحابہؓ کے موقف کو نہ ماننے اور نہ سمجھنے کی وجہ سے دے رہے ہیں ...... جو لوگ فرقہ واریت کا طعنہ ضد اور حسد کی بنیاد پر دے رہے ہیں ......ان کا علاج ہمارے پاس نہیں ہے......اور نہ ہی ہم اپنا وقت جواب دینے پر صرف کرتے ہیں ...... ہاں جو لوگ غلط فہمی کا شکار ہیں ...... ہمیں فرقہ واریت کا طعنہ دیتے ہیں ......ان پر میں یہ واضح کردینا چاہتا ہوں کہ وہ پہلے فرقہ واریت کی تعریف کریں ...... تعریف سمجھے اور تعریف سمجھائیں ...... اگر کفر کے خلاف کام کرنے کو فرقہ واریت کا طعنہ دینے کو قابل مذمت فعل سمجھا جاتا ہے......تو پھر میں ایک سوال کرونگا ...... کہ آپ لوگ اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی ۲۳ سالہ زندگی کو کیا نام دیں گے...... مکہ کا ابوجہل بڑے امن کے ماحول میں، مکہ کا ابولہب پرامن ماحول میں لات

وعزیٰ کو سجدہ کر رہا تھا۔

رسالت مآب ﷺ کے دعویٰ رسالت کے بعد پر امن فضا ختم ہوئی ......اور بدر کی فضائیں ظاہر ہوئیں ...... بدر واحد میں تلواریں نکل آئیں ......اور میں پڑھے لکھے اور ہر شخص سے پوچھنا چاہتا ہوں ......کہ اگر کفر کے خلاف کام کرنے کو فرقہ واریت کا نام دے کر قابل مذمت سمجھا جاتا ہے ......تو پھر معاذ اللہ آپ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی ۲۳ سالہ زندگی کو کس نام سے یاد کریں گے ......بات کو اور آسان کرنے کے لئے اگر۔

کفر کے خلاف کام کرنے

کفر کے خلاف محاذ قائم کرنے

کفر سے اپنی جدائی کرنے کو فرقہ واریت کہہ کر قابل مذمت فعل سمجھا جاتا ہے

تو آپ پاکستان کی تقسیم کو کیا نام دیں گے

جس میں یہ بتلایا گیا تھا کہ دو قومی نظریہ میں ہندو الگ قوم ہے

اور مسلمان الگ قوم ہے اور وہ ہندوں کے ساتھ اکٹھے نہیں رہ سکتے

ایک مسلمان کی حیثیت سے میں پڑھے لکھے طبقے میں اور پڑھے لکھے شہر میں ...... میں یہ سوال کر رہا ہوں کہ اگر کفر کے خلاف کام کرنے کو فرقہ ورایت کا نام دیا جاتا ہے، تو آپ یہاں کیا کریں گے جو میں نے مثالیں دی ہیں اگر کفر کے خلاف کام کرنے کو فرقہ واریت کہہ کر قابل مذمت سمجھا جاتا ہے، تو آپ قادیانیت کے خلاف کام کرنے کو کیا نام دیں گے، یا جو لوگ قادیانیت کے خلاف کام کرتے، مصیبتیں جھیل گئے اور جان دے گئے آپ ان کی ان مصیبتوں اور ان کی ان قربانیوں کو کیا نام دیں گے ......اور اگر یہ جواب ہے کہ نہیں کفر کے خلاف کام کرنے کا نام فرقہ ورایت نہیں ...... بلکہ مسلمانوں کے مابین فروعی اختلافات کی بنیاد کو کچھ طبقات کی تقسیم کو فرقہ ورایت کہا جاتا ہے ......تو پھر میں معذرت سے کہونگا ...... کہ سپاہ صحابہؓ اس جرم کا شکار نہیں ہے، ہم کفر کے خلاف کام کر رہے ہیں مسلمانوں کے خلاف کام نہیں کر رہے ہیں یہ بات آغاز ہی میں بالکل واضح لفظوں میں کہہ دینا چاہتا ہوں ......

چاہے کوئی ہمیں بُرا کہے...... یا اچھا کہے ...... پریس ساتھ دے یا نہ دے ...... یہی جلسہ بلکہ اس سے آدھا اگر پیپلز پارٹی کا ہوتا تو اخبار کے پہلے صفحہ پر آتا...... آئی جے آئی کا ہوتا تو پہلے صفحے پر ہوتا...... تانگے کی سواریوں پر مشتمل کسی اور سیاسی لیڈر کا جلسہ ہوتا تو اخبار کے پہلے صفحہ پر ہوتا...... لیکن کل شائد اس کو ڈیلی بزنس لگا دے تو اس کی مہربانی ہے لیکن بہر حال ظلم کی رات کبھی نہ کبھی ضرور ہٹ جاتی ہے...... اگر پنجابی حقوق کے لئے لڑنا ضروری ہے تو صحابہؓ کی عظمت کیلئے لڑنا کیوں ضروری نہیں ہے۔

اگر مہاجر ماں کے دوپٹے کیلئے ایم کیو ایم ضروری ہے تو صدیق اکبرؓ کے دشمن کا تعاقب کرنے کیلئے سپاہ صحابہؓ ضروری نہیں۔

میں ایک بات اشارتاً کہتا جاؤں کہ پیپلز پارٹی کو کفر کا نام دے کر ایک شخص کام کرتا ہے...... اور اسے کوئی آخرت کا خوف نہیں آتا کہ آئی جے آئی سے سیاسی اختلاف اپنی جگہ...... پیپلز پارٹی سے سیاسی پارٹیوں سے اختلافات اپنی جگہ...... لیکن ان میں کام کرنے والے ہزاروں مسلمان ہیں...... بحیثیت پارٹی ان دونوں کو کافر اور منافق کہنے سے تو کوئی شرم نہیں آئی اور اس پر گویا کوئی تکلیف بھی نہیں ہوئی...... اور دوسری طرف صدیق اکبرؓ کے دشمن کو گلے لگانے سے حرض محسوس ہوا...... غالباً دنیا سے انصاف ختم ہو گیا ہے اور کچھ طبلے کی تھاپ پر ناچنے والے اب بھی غالباً ایسے لوگوں کو اپنا قائد بنائیں تو ہمارے پاس ان کا کوئی علاج نہیں ہے...... ہم اس طرح کی کسی وسیع پیمانے پر تقسیم نہیں کرتے کفر کا فتویٰ لگانا آسان نہیں ہے یہ کہتا ہوں کہ کافر کو مسلمان کہنا اور مسلمان کو کافر کہنا ظلم عظیم ہے بہر حال ابھی اس بات کا وقت نہیں بات تو یہ کھلے گی اور بہت ہی ساری کھلے گی۔

راز کھل رہا ہے:

ایک راز پنہاں تھا...... جو آہستہ آہستہ راز کھل رہا ہے...... مصطفوی انقلاب کی یہ ایک آواز تھی لیکن وہ کل کے اخبارات سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ یہ خانم زہرہ مصطفوی انقلاب ہے اور کوئی انقلاب نہیں ہے۔

جب وقت آئے گا تو ہم اس کا اظہار کریں گے بلکہ یہ بھی بتائیں گے کہ پاکستان کی دھرتی پر وہ خبیث ترین اور بدترین انسان کون سا ہے کہ مجھ سے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پاکستان میں پھرنے کا کرایہ مانگتے ہیں اور مجھ سے رسول صلی اللہ علیہ وسلم واپس مدینے کا ٹکٹ مانگتے ہیں

یہ وقت آنے والا ہے...... کہ میں بتلاؤں بریلوی مکتبہ فکر کو...... اور دیو بندی مکتبہ فکر کو بھی بتلاؤں...... اہلحدیث مکتبہ کو بھی بتلاؤں...... کہ یہ دوسرا پاکستان کی دھرتی پر پیدا ہونے والا قادیانی کون ہے...... وہ وقت آنے والا ہے...... بہر حال یہ میرا عنوان نہیں ہے...... دل میرا چاہتا تھا...... کہ میں اتنے بڑے وسیع اجتماع کو ضائع نہ کروں...... تاہم سر دست میں اس کو موضوع نہیں بنانا چاہتا......

ہم فرقہ واریت کے خلاف ہیں:

میں عرض یہ کرر ہا تھا کہ ہم فرقہ وارانہ گفتگو نہ کرتے ہیں ...... اور نہ فرقہ ورایت پھیلاتے ہیں...... نہ اس کے قائل ہیں...... ہم کفر کے خلاف جنگ لڑ رہے ہیں...... میں عرض کرر ہا تھا...... کہ میں آغاز میں یہ بات واضح کر دینا ضروری سمجھتا ہوں...... کہ میں اور سپاہ صحابہؓ کا ہر کارکن قرآن وسنت تاریخ اسلام اور ۱۴ سو سال کے مقتدر علماء کرام کے فتاوی جات کی روشنی میں یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ شیعہ اثنا عشری اسی طرح کافر ہیں جس طرح قادیانی کافر تھا...... یہ الفاظ ہمارے سوچے سمجھے ہیں...... جذبات سے ہٹ کر ہیں...... اور ہمارا یہ موقف ہے بغیر کسی گول مول لفظ کے ہم یہ موقف رکھتے ہیں ...... اور ہم اس پر دلائل رکھتے ہیں ...... اس ہزاروں کے اجتماع میں یہ بات تین طبقات پر واضح کر دینا ضروری سمجھتا ہوں...... حکومت، شیعہ اور جو طبقات شیعوں کو مسلمان سمجھتے ہیں......

ان تینوں طبقات پر میں واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ اگر تمہیں سپاہ صحابہؓ کا یہ موقف غلط نظر آتا ہے...... یا اس موقف میں تشدد نظر آئے یا اس موقف میں زیادتی نظر آتی ہے...... میں ان تینوں طبقات، حکومت، شیعہ اور تیسرے وہ جو شیعوں کو مسلمان سمجھتے ہیں ...... یہ دعوت دیتا ہوں ...... کہ وہ ہائیکورٹ میں رٹ دائر کریں کہ سپاہ صحابہؓ کے کارکن اور ان کے

خدام یا ان کے عہدے داران شیعوں کو کافر کہتے ہیں ...... اور غلط کہتے ہیں ...... ہائیکورٹ ہمیں ملزم کی حیثیت سے طلب کرے ...... ہائیکورٹ دوسرے مقدمات کی طرح اس کیس کی بھی سماعت کرے ...... پاکستان کے شیعہ، لکھنؤ کے شیعہ، شام اور مصر کے شیعہ جہاں سے چاہیں، اپنے قائدین، اکابرین، مجتہدین، علماء، سکالرز عدالت عالیہ میں بطور گواہ کے لائیں ...... اور سپاہ صحابہ پورے برصغیر سے جو زندہ علماء ...... جو شیعہ کی تکفیر کر چکے ہیں ...... اور وہ علماء جو دنیا سے تشریف لے جا چکے ہیں ...... سب تحریریں، قرآن وسنت اور تاریخ اسلام یہ تمام حوالہ جات ہم بھی ہائیکورٹ میں لاتے ہیں ...... عدالت عالیہ کیس کی سماعت کے بعد اگر شیعہ کو مسلمان لکھ دے ...... تو میں وعدہ کرتا ہوں ...... حلفاً وعدہ کرتا ہوں کہ پاکستانی حکومت ہمیں گولی مارنے کی سزا تجویز کرے ...... تو ہمیں تسلیم ہے۔

ملک بدر کر دے تو تسلیم ہے ...... کوئی اور سزا پر لبیک کہیں گے ...... اور ہمارا کوئی وارث اس سزا کے خلاف اپیل نہیں کرے گا ...... ہم کتاب اللہ پر ہاتھ رکھ کر یہ وعدہ حکومت کے ساتھ بھی کرتے ہیں ...... عدالت کے ساتھ بھی کرتے ہیں ...... شیعہ کے ساتھ بھی کرتے ہیں ...... لیکن شرط یہ ہے کہ حکومت لکھ کر دے۔

شیعہ لکھ کر دے ...... یا شیعوں کو مسلمان کہنے والے لکھ کر دیں ...... اور ہمیں اس رٹ کی جواب دہی کے لئے موقع دیا جائے ...... اگر ہم شیعہ کو کافر نہ ثابت کر سکے تو ہم ہر سزا قبول کریں گے ...... اور اگر ہم نے شیعوں کو کائنات کا بدترین کافر ثابت کر لیا تو پھر حکومت کو یہ چیز تسلیم کرنی پڑے گی ...... کہ جس طرح قادیانی اقلیت کی صورت میں زندگی گزار رہی ہے، اسی طرح شیعہ کو بھی اقلیت کی زندگی گزارنی پڑے گی۔

اس سے زیادہ پرامن بات اور اس سے زیادہ معقول راستہ اور نہیں بتلایا جا سکتا ...... نہ اسمیں فساد کی ضرورت ہے ...... نہ شور اور غوغے کی ضرورت ہے ...... اس پرامن بات میں اگر عدالت عالیہ نے رٹ نہیں لینی تو ایک اور راستہ ہے ...... نصرت بھٹو ایرانا شیعہ ہے ...... شیعہ اس راہنما کو مجبور کرے وہ اسمبلی میں تحریک پیش کروے ...... کہ شیعہ اثنا عشریوں کو

پاکستان میں کچھ لوگ کافر کہہ رہے ہیں ...... اور غلط کہتے ہیں ...... پھر وہ شیعوں کو بھی مرزا ناصر کی طرح اسمبلی میں دفاع کا موقع دیں ...... اور ہمیں بھی مولانا غلام غوث ہزاروی اور مولانا مفتی محمود کی طرح دفاع کا موقع دیں ...... شیعہ اسمبلی میں اپنا اسلام ثابت کریں ...... ہم اسمبلی میں شیعہ کو کافر ثابت کرتے ہیں ...... اگر ہم شیعوں کو کافر ثابت نہ کر سکے ...... تو اس رب کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری اور آپ کی جان ہے ...... ہمیں اسمبلی کے دروازے پر دن دیہاڑے گولی ماردی جائے۔

لیکن ایک بات کہہ دینا چاہتا ہوں ...... آپ کو بھی حکومت کو بھی اور دوسرے طبقات کو بھی کہ اگر سپاہ صحابہ کی اس دعوت کو قبول نہیں کیا جاتا ...... تو ہم شیعوں کو کافر کہنے سے باز نہیں آ سکتے تختہ دار پر چڑھ سکتے ہیں۔

ہم دینی سیاست کے قائل ہیں:

الیکشن میں نے اس بنیاد پر لڑا ہے ...... کہ شیعہ کافر ہے اور کوئی امیدوار ہوگا ...... جو یہ کہے گا کہ میں نے تیرا ووٹ لینا ہے ...... میں نے الحمدللہ یہ کھل کر اعلان کیا تھا ...... کہ شیعہ کے ووٹ کی پرچی پلید ہے وہ پرچی مجھے مت ڈالے تو یہ بھی میں نہیں سمجھتا کہ کچھ لوگ کہیں کہ یہ ہماری سیاسی مجبوری ہے ...... سیاست کی جاسکتی ہے ...... دین کی بنیاد پر بشرطیکہ دماغ درست ہو۔

اور میں آج تحدیث بالنعمت کے طور پر کہتا ہوں کہ اہل جھنگ نے میرے اس موقف کو تسلیم کیا

اور ۳۹ ہزار مسلمان نے جھنگ کی تاریخ میں یہ مہر لگائی ہے کہ ہم یہ سمجھ گئے ہیں کہ شیعہ مسلمان نہیں ہیں ...... جس ۳۹ ہزار نے یہ ووٹ دیئے ...... اس نے تصدیق کردی کہ وہ شیعوں کو مسلمان نہیں سمجھتے اس میں بریلوی اہلحدیث اور دیوبندی یہ سب کے سب ہیں ...... اور مزے کی بات یہ ہے کہ جھنگ کی زمین پر جماعت اسلامی نے میری حمایت کی ہے۔

دیوبندیوں نے کی ہے...... بریلویوں نے کی ہے...... اہلحدیثوں نے کی ہے...... بلا امتیاز، مخالف بھی ضرور تھے...... مخالف تو ہر جگہ ہوتے ہیں...... میں آج بھی یہ کہتا ہوں کہ میں نے الیکشن بھی اس غرض سے لڑا تھا کہ یہ آواز جو میں اس شہر میں بلند کر رہا ہوں میں اسمبلی میں بھی بلند کروں...... اور آئندہ بھی الیکشن اسی بنیاد پر لڑوں گا...... جیت اور ہار میرے رب کے قبضہ میں ہے...... لیکن اگر جیت گیا اور میرے رب نے مجھے وہاں پہنچا دیا بے لچک یہ موقف پیش نہ کر سکوں تو میری قوم مجھے گولی مار دے...... یہ چیز بہر حال طشت از بام ہوگئی...... زیادہ دیر اصحاب رسول پر تبرا ہم پاکستان کی دھرتی پر اب برداشت نہیں کر سکتے...... شیعت کسی راستے سے آئے ہم نے اس کا تعاقب کرنا ہے...... کتنے دجل اور فریب کے چوغے پہن کر آئے...... ہم بہر حال اس کا تعاقب کریں گے۔

ہم سنی حقوق کی جنگ لڑ رہے ہیں:

سامعین محترم! میں ابھی اصل موضوع پر نہیں آیا...... آپ تو چلے جائیں گے...... میں سفر کر کے صبح عدالت کے کٹہرے میں کھڑا ہوں گا...... بہر حال میں چاہتا یہ ہوں کہ شائد پھر دوبارہ زندگی میں ایسا موقع نہ مل سکے...... تو چند ضروری گزارشات میں آپ تک پہنچا جاؤں، لیکن اس شرط کے ساتھ کہ آپ مجھے یہ تاثر دیں کہ آپ کچھ دیر بیٹھ سکتے ہیں۔

میں ہر پڑھے لکھے شخص کو خصوصیت کے ساتھ یقین دلاؤں گا...... کہ ایک دن میں نے بھی مرنا ہے...... آپ نے بھی مرنا ہے...... ضد اور تعصب حسد اور بغض میں ہمارے موقف کو رد نہ کریں...... دیانتداری کے ساتھ اس پر غور کریں...... ہمارے موقف کے دلائل سنیں...... اور اس کے بعد آپ اپنے طور پر فیصلہ کریں میں نے جانشین رسول کو اپنے الفاظ میں نذرانہ عقیدت پیش کرنا ہے...... لیکن کچھ دیر بعد میں پہلے یہ بنیاد باندھنا چاہتا ہوں...... کہ سپاہ صحابہ کرنا کیا چاہتی ہے...... ۴۲ سال گذر گئے ہیں...... پاکستان کو بنے ہوئے ۴۲ سال...... طویل عرصہ میں اور لوگوں نے اپنے حق لئے ہوں گے...... مزدور نے اپنا حق لیا ہوگا...... کسان نے اپنا حق لیا ہوگا...... تاجر نے اپنا حق لیا ہوگا...... مختلف صوبوں نے

اپنے تھوڑے بہت حقوق لئے ہوں گے ...... اور باقی کی وہ جنگ لڑ رہے ہیں ...... لیکن پاکستان واضح سنی اکثریت ہے ...... جس میں مزدور بھی ہے ...... کسان بھی ہے ...... جس میں پنجابی بھی ہے ...... سندھی بھی ہی ...... پختون بھی ہے ...... جس میں شہری بھی ہے، دیہاتی بھی ہے ...... جس میں پڑھا لکھا بھی ہے ...... ان پڑھ بھی ہے ...... اس پوری سنی اکثریتی قوم کو پاکستان میں ۴۲ سال میں اس کے مذہبی حقوق سے یکسر محروم رکھا گیا ہے ...... اگر میں اپنے محلے کی گلی کے حق پر جنگ لڑ سکتا ہوں کہ میں نے چندروزہ زندگی اس محلے میں گزارنی ہے ...... تو مجھے اس حق کے لئے بھی جنگ لڑنی چاہئے کہ جس حق کے ساتھ میرا ایمان وابستہ ہے ...... اور ایک نہ ایک دن بہر حال دنیا چھوڑ کر آخرت کو روانہ ہونا ہی ہے ...... سنی قوم جو پاکستان کی اکثریتی قوم ہے ...... اس کا یہ بنیادی بین الاقوامی حق ہے ...... جو اسے پورے ۴۲ سال سے نہیں دیا گیا ...... اور وہ یہ حق ہے کہ پاکستان کا صدر اور وزیر اعظم دونوں سنی العقیدہ ہوں ...... مرد مسلمان ہونے چاہئیں ...... یہ ہمارا بنیادی حق ہے، یہ ہمارا مذہبی حق ہے ...... اس لئے کہ پاکستان واضح سنی ملک ہے ...... اگر ایران کے آئین میں یہ تحریر کیا جاسکتا ہے ...... کہ ایران کا صدر اور وزیر اعظم ہمیشہ شیعہ اثنا عشری رہے گا ...... تو پاکستان کے آئین میں یہ کیوں نہیں لکھا جاسکتا کہ پاکستان کا صدر اور وزیر اعظم ہمیشہ سنی العقیدہ ہوگا ...... سیاست دان ہوں یا غیر سیاستدان، شہری ہوں یا دیہاتی، مزدور ہوں یا مالک، مجھے وجہ فرق بتلائیں ...... ایران میں شیعہ ۶۰ فیصد ہیں اور سنی ۴۰ فیصد ہیں ...... ۶۰ فیصد شیعہ ۴۰ فیصد سنی کو ایران میں نمائندگی نہیں دیتا ...... جبکہ پاکستان میں سنی ۹۸ فیصد ہیں شیعہ ۲ فیصد ...... اگر شیعہ کہیں گے کہ ہماری تعداد کم بتلائی جارہی ہے ...... تو میں ایک بار پھر ان سے درخواست کرونگا کہ تمہاری تعداد معلوم کرنے کے لئے ایک سنی عالم سفیر ختم نبوت مولانا منظور احمد چنیوٹی نے صوبائی اسمبلی میں آواز بلند کی تھی ...... تم نے چیخ و پکار بلند کی ہے، کہ یہ تعداد مت شمار کی جائے ...... اگر تم سمجھتے ہو کہ میں تم کو دو فیصد غلط کہہ رہا ہوں تو ایک بار پھر ہم اسمبلی کے ذریعہ تمہاری تعداد معلوم کر لیتے ہیں ...... اور اگر تم اس کی اجازت نہیں

دیتے......تو پھر میری جو معلومات ہیں......وہ پھر یہی ہیں کہ پاکستان میں شیعہ ۲ فیصد اور سنی ۹۸ فیصد ہیں......سنی اپنی قوت نہ سمجھیں...... یہ اپنی کمزوری ہے لیکن بہر حال اہل سنت پاکستان میں اکثریتی ٹولہ ہے......اور اس بنیاد پر پاکستان میں اکثریتی ٹولہ ہے......اور اس بنیاد پر پاکستان میں ہمارا یہ حق بنتا ہے......کہ اس ملک میں صدر اور وزیر دونوں سنی العقیدہ مسلمان ہونے چاہئے......جس طرح کہ ایران میں صدر اور وزیر اعظم شیعہ اثنا عشری ہوتے ہیں ......اور آئین اس بات کی اجازت دیتا ہے......اور اسی طرح پاکستان میں آئین کو یہ ضمانت دینی چاہئے ...... یہ ہمارا بنیادی اور بین الاقوامی حق ہے......جو ۴۲ سال سے ہمیں نہیں دیا گیا۔

دوسرا پاکستان واضح اکثریتی سنی آبادی اس بنیاد پر پاکستان کو سنی سٹیٹ بننا چاہئے......جس طرح کہ ایران کے آئین میں یہ وضاحت کر دی گئی ہے......کہ ایران کا سرکاری مذہب شیعہ اثنا عشری ہوگا......اگر وہاں ۶۰ فیصد شیعہ آئین میں اپنا یہ حق منوا سکتے ہیں تو پاکستان کی ۹۸ فیصد سنی قوم اپنا یہ حق کیوں نہیں منوا سکتے......مجھے وجہ بتلائے......

سامعین محترم! پاکستانی شیعوں نے ۹ اور ۱۰ محرم کی چھٹی اپنے ماتمی اور خنجر بردار جلوس نکالنے کے لئے منوائی ہے......پاکستان کی سرکاری قوم آخر ۲۲ جمادی الثانی کو چھٹی کیوں نہیں لے سکتی......۱۸ ذوالحج کی چھٹی کیوں نہیں لے سکتی......یکم محرم کی چھٹی کیوں نہیں لے سکتی......میں نہیں اس پر بحث کرتا کہ ۹ اور ۱۰ محرم کو چھٹی ہونی چاہئے......یا کہ نہیں......مجھے اس سے جھگڑا نہیں......۹ اور ۱۰ محرم کی چھٹی ہے تو پھر ۲۲ جمادی الثانی کی چھٹی کیوں نہیں......۱۸ ذوالحج کی چھٹی کیوں نہیں......یکم محرم کی چھٹی کیوں نہیں۔

افضل البشر کون؟

حسینؓ میرا ایمان ہے......حسینؓ میرا دین ہے......حسینؓ میرے عقیدت کا مظہر ہے، حسینؓ کی عفت حسینؓ کے تقدس سے مجھے ایک مسلمان کی حیثیت سے کوئی انکار نہیں ہے، لیکن ایک سنی مسلمان ہونے کی حیثیت سے میں یہ اعلانیہ کہنے میں حق بجانب ہوں کہ۔

''حسینؓ صدیقؓ سے کم درجہ رکھتے ہیں...... افضل درجہ نہیں رکھتے اور یہ میری عقیدت کے پھول یا جذبات نہیں ہیں...... میرے ایمان کا حصہ ہے...... اور یہ حقیقت ہے، میں نہیں کہہ رہا یا میں کسی تاریخی کتاب کا حوالہ نہیں نقل کر رہا یا کسی عالم کی سوچ نہیں بیان کر رہا...... یہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے...... نبوت پکار اٹھی...... صدیق اکبرؓ کی عظمت کو بیان کرتے ہوئے رسالت بولتی ہے۔

افضل البشر بعد الانبیاء:

انبیاء کے بعد سب سے افضل واعلیٰ، اکمل واطیب، صدیق اکبرؓ ہے...... نبوت نے لفظ بشر کا استعمال کیا ہے...... افضل البشر جس نے استثنا صرف رسولوں کا کیا ہے۔

افضل البشر بعد الانبیاء کہ رسولوں کے بعد آج تک اس دھرتی پر ماں کے پیٹ سے جتنے بشر آئے ہیں...... چاہے وہ بشر آدم علیہ السلام کے زمانے میں تھے...... چاہے وہ بشر نوح علیہ السلام کے زمانے میں سے تھے...... چاہے وہ بشر موسیٰ، عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں سے تھے...... چاہے وہ بشر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں سے تھے...... چاہے وہ بشر آج ہیں...... چاہے وہ بشر قیامت تک مائیں جنے گی۔

افضل البشر بعد الانبیاء:

ابوبکرؓ رسول کے ماسوا ہر بشر سے اعلیٰ ہے...... ابوبکرؓ سے بڑا رسولوں کے ماسوا اس دھرتی پر نہ کوئی پہلے تھا نہ آج ہے...... نہ قیامت تک کوئی ماں جن سکتی ہے......

میں یہ پوچھنے کا حق رکھتا ہوں کہ ۹ اور ۱۰ محرم کی چھٹی ہے......

۲۲ جمادی الثانی کو کیوں چھٹی نہیں...... جس دن اس دھرتی کا رسولوں کے بعد سب سے بڑا انسان فوت ہوا ہے...... وجہ فرق بتلائے مجھے سنی قوم قائل کرے کہ تم اپنے حق کی جنگ کیوں نہیں لڑتے...... تمہارا سیاست دان اس حق کی جنگ کیوں نہیں لڑتا...... کالا باغ ڈیم کی جنگ لڑتے ہو......

صدیق اکبرؓ کی صداقت کی جنگ کیوں نہیں لڑ سکتے ہو......

مجھے انصاف چاہئے:

سامعین محترم! میں انصاف مانگتا ہوں ...... اتنے بڑے مجمع سے اور اتنے بڑے شہر سے کہ ہماری کوئی ایک بات غیر معقول ثابت کی جائے ...... جس میں ہم زیادتی کر رہے ہوں، کوئی ایک بات ...... اگر اور دنیا حقوق مانگتی ہے ...... تو سنی قوم اپنا حق کیوں نہ مانگے، جب بات حقوق کی ہوگی ...... اور میں یہ بھی بتلانا چاہتا ہوں ...... کہ حق کی جنگ لڑنا بڑی مدبرانہ بات ہے ...... تاریخ ہے کہ قومیں اپنے حق کی جنگ لڑتی آئی ہیں ...... افغان مجاہدین اپنے حق کی جنگ لڑ رہے ہیں ...... فلسطینی نوجوان اپنے حق کی تیس سال سے جنگ لڑ رہا ہے ...... اور یہ بات واضح کر دینا چاہتا ہوں ...... کہ حقوق کی جنگ اتنی مقدس ہے کہ بالغ انسان تو اپنی جگہ ایک نابالغ بچہ جس کی عمر کل تین سال ہو ...... وہ بھی اپنے حق کو غصب ہوتا نہیں دیکھ سکتا ...... وہ بھی اپنے حقوق کی جنگ لڑتا ہے ...... سمجھانے کے لئے عرض کر رہا ہوں ...... ایک شخص کے ۲ بیٹے ہیں ...... ایک کی عمر ۷ سال ہے اور ایک کی ۳ سال ہے ...... وہ ۷ سال کے بچے کو ۲ روپے دیتا ہے ...... صبح سکول جاتے ہوئے ...... اور تین سالہ بچی کو ۲ روپے نہیں دیتا ...... یہ ۳ سالہ بچہ چیختا ہے چلاتا ہے ...... دیوار میں ٹکریں مارتا ہے ...... اور کہتا ہے کہ مجھے بھی پیسے ملنے چاہئے ...... کیا مطلب یہ تین سالہ بچہ سمجھتا ہے کہ میرا اور اس کا خون ایک ہے، میری اور اس کی نسل ایک ہے وہ دو روپے کا حق دار ہے ...... تو میں کیوں حق دار نہیں ...... ۳ سالہ بچہ چیخ چیخ کر چلا چلا کر احتجاج کر کے دیوار میں ٹکریں مار کر زمین پر لیٹ کر کے حال حال کر کے ...... واویلا کر کے، اپنے باپ سے اپنا حق منوالیتا ہے ...... میری سنی قوم تین سالہ بچے سے بھی گئی گذری ہے ...... ۴۲ سال گزر گئے ...... آج تک تم نے اپنا مذہبی ایک حق بھی تسلیم نہیں کروایا ...... تم اس بچے سے بھی گئے گزرے ہو ...... صرف فرقہ واریت کا طعنہ دے کر حقوق ضائع کر دیئے جائیں گے ...... قوم اور ملک کا دشمن وہ ہے ...... جو سندھی اور پنجابی کی بنیاد پر جنگ لڑتا ہے ...... وہ دشمن ہے ہم تو اپنی پوری قوم کی جنگ لڑتے ہیں ...... جو اکثریتی ہے ...... اور جیسے بین الاقوامی قواعد وضوابط کے مطابق اپنا حق ملنا چاہئے ...... ہم تو وہ

جنگ لڑتے ہیں۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے غم خوار:

گرامی قدر سامعین! کیا ابو بکرؓ کی بہادری کم ہے...... آج دنیا کا پورا کفر رسول کی جان کا دشمن تھا...... اس رات تنہا ابو بکرؓ ساتھ تھا...... اور جب غار میں پہنچے تو قرآن مجید ایک لفظ استعمال کرتا ہے...... اس پر علماء اپنی اپنی رائے دیں گے...... ناقص سی رائے میں بھی عرض کرتا ہوں...... صدیق اکبرؓ کو فکر لاحق ہوگی رسالت پناہ فرماتے ہیں......

لا تحزن ان اللہ معنا

فکر نہ کیجئے اللہ ہمارے ساتھ ہے...... معنا کا لفظ کہہ کر پیغمبر نے یہ بتلا دیا کہ صدیق اکبرؓ کو تنہا اپنی ذات کا غم نہیں...... رسول کا ساتھ غم تھا...... ورنہ معنا کا مفہوم کچھ سمجھ نہیں آتا، میں مزید کہتا ہوں اگر صدیقؓ کو اپنی جان کا خطرہ ہوتا...... یہ گھبراہٹ محسوس کرتے...... تو کبھی رسول سے درخواست نہ کرتے...... آقا ٹھہر جایئے...... صدیوں کی پرانی غار ہے...... اس میں کئی سوراخ ہیں...... کوئی موذی جانور نہ ہو...... جو آپ کو ایذا نہ پہنچائے...... آپ ٹھہریئے میں پہلے اندر جاتا ہوں...... اگر صدیقؓ اپنی جان کا غم رکھتا ہے...... فکر رکھتا ہے، تو یہ کیوں کہتا ہے کہ آقا آپ ٹھہریئے میں پہلے جاتا ہوں...... دلیل ہے اس بات کی کہ رفاقت رسول میں رسول کی معیت میں صدیق اکبرؓ کو اپنی جان کی کوئی پرواہ نہیں ہے...... وہ قدم قدم پر رسول کی آبرو قدم قدم پر پیغمبر کی عظمت کو سامنے رکھتے ہیں...... آقا ٹھہر جایئے میں سوراخ بند کر لیتا ہوں...... میں غار صاف کر لیتا ہوں...... تاکہ آپ کو کوئی چیز ایذا نہ پہنچائے۔

سوراخ بند کر لئے...... ایک سوراخ بند نہیں ہو سکا...... تو اس پر ایڑھی رکھ دی...... موذی ایذا پہنچاتا ہے...... بلا اختیار بشری تقاضے سے صدیقؓ کی آنکھوں سے آنسو نکل کر معصوم وجود پر گرتے ہیں...... بلا اختیار آنسو نکل کر نبوت کے وجود پر گرتے ہیں...... یہ وہ معصوم وجود ہے...... کہ جس وجود پر مکھی نہیں بیٹھا کرتی...... کیوں نہیں بیٹھتی...... یہ اتنا

لطیف المزاج ہے...... رب اسے اتنا صاف رکھنا چاہتا ہے...... رب اسے اتنا مصفا رکھنا چاہتا ہے...... مالک اسے اتنا پاک اور مقدس رکھنا چاہتا ہے...... کہ وہ مکھی جو گندگی پر بیٹھی ہے...... اس پاک وجود پر نہیں آ سکتی ہے...... کیا میں پوچھ سکتا ہوں...... کہ کیا اگر صدیقؓ مسلمان نہیں تھا...... صدیق مومن نہیں تھا...... تو پھر قرآنی آیت کے مطابق اسے نجس ہونا چاہئے تھا...... ان المشرکون نجس...... اس نجس وجود سے نکلے ہوئے آنسو اس مقدس وجود پر کیسے آ گئے...... جس پر کبھی مکھی نہیں بیٹھا کرتی تھی۔

صدیقؓ کو کافر کہنے والو! زندگی رہی تو ہر چوک پر تمہیں کافر کہوں گا...... زندگی رہی تو عدالت کے کٹہرے میں تمہیں کافر کہونگا...... زندگی رہی تو ہر گلی میں تمہیں کافر کہوں گا...... صدیقؓ کے دشمنو تم تو کل بھی کافر تھے آج بھی کافر ہو۔

صدیقؓ کی صداقت پر نبوت ناطق ہے:

بات آئی تو منہ پر کہتا جاؤں

غار کی سختیاں گزر گئیں

مشکلات گزر گئیں

رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

لا تحزن...... فکر نہ کیجئے...... اللہ ہمارے ساتھ ہے......

صدیقؓ کو اپنی ذات کا فکر ہوتا...... ساتھ نہ جاتے......

اپنی ذات کا فکر ہوتا...... باڈی گارڈ نہ بنتے......

اپنی ذات کا فکر ہوتا رفیق نہ بنتے۔

میرے محترم بھائی فاروقی صاحب فرما رہے تھے:

کہ اگر علیؓ، صدیقؓ کو نہ مانتے تو ہم بھی نہ مانتے میں معذرت کے ساتھ کہتا ہوں...... کہ علیؓ، صدیقؓ کو نہ مانتا تب بھی ہم مانتے...... خطیب کا اپنا اپنا انداز ہوتا ہے...... تردید نہیں کرتا لیکن تھوڑی سی وضاحت کرتا ہوں...... کیوں کرتا ہوں وضاحت۔

صدیقؓ کی صداقت علیؓ کے تابع نہیں ہے......

صدیقؓ مستقل صداقت کا مالک ہے......

صدیقؓ کی صداقت پر قرآن ناطق ہے......

صدیقؓ کی صداقت پر نبوت ناطق ہے......

نبوت پکار رہی ہے:

ثانی اثنین اذھما فی الغار اذ یقول لصاحبہ لا تحزن ان اللہ معنا فانزل اللہ سکینتہ

علیؓ کا تقدس اپنی جگہ

علیؓ کا وقار اپنی جگہ

علیؓ کی عزت اپنی جگہ

علیؓ کی شرافت اپنی جگہ

علیؓ کا علم اپنی جگہ

علیؓ کا فہم اپنی جگہ

لیکن سنیو! صدیقؓ امام ہے......علیؓ مقتدی ہے

اپنے وقت پر علیؓ بھی امام بنا ہے...... مجھے اختلاف نہیں......لیکن درجہ بدرجہ آئے، صدیق اپنی جگہ امام ہے......لیکن مرتبے کا فرق سمجھنا پڑے گا......اور ملحوظ خاطر رکھنا پڑے گا۔

اہل سنت کا عقیدہ:

اہل سنت کا عقیدہ ہے......علیؓ کی امامت باقی صحابہؓ پر اصحاب ثلاثہ کے بعد مسلم ہے......اصحاب ثلاثہ کے بعد باقی تمام صحابہؓ سے بڑے ہیں......علی المرتضیٰؓ سے ایک دن پوچھا لیکن اصحاب ثلاثہ کی فضیلت پر کسی اور صحابی کو فضیلت نہیں دی جا سکتی...... یہ موقف ہے اہل سنت کا......عرض یہ کر رہا ہوں کہ ہم صدیقؓ کی صداقتوں کو علیؓ کا تابع کر کے نہیں مانتے......

ہم اس کو مستقل صداقت کا پتلا مانتے ہیں۔

صحابہؓ جب سقیفہ بنی ساعدہ میں جمع تھے...... مہاجرین انصار تھے...... بحث یہ تھی کہ خلیفہ کون بنے...... جھگڑا یہ تھا...... کہ خلیفہ کون بنے......۱۴ صدیاں بیت گئیں ہیں...... شیعہ کو تبرا کرتے ہوئے کہ نبی کا کفن دفن چھوڑ کر صحابہؓ خلافت کے لئے سقیفہ کیوں آئے...... ۱۴ صدیاں بیت گئیں...... شیعہ کو بکواس کرتے ہوئے...... کہ نبی کا جنازہ تین دن بعد کیوں دفن ہوا......۱۴ صدیاں بیت گئیں...... صحابہؓ پر اعتراض کرتے ہوئے کہ کفن دفن سے پہلے خلافت کا فیصلہ کیوں کیا...... کیا میں پوچھ سکتا ہوں...... پاکستان اور ایران کے شیعوں سے کہ تم نے خمینی کے دفن سے پہلے مجلس خبر دان کی میٹنگ کیوں بلائی۔

تم نے خمینی کے کفن ودفن سے پہلے خامنہ ای کو اس کا جانشین کیوں چنا...... تم نے خمینی کے کفن ودفن میں تین دن تک تاخیر کیوں کی...... تم بتلا سکتے ہو...... اس کی وجہ...... تمہیں ۱۴ سو سال ہو گئے ہیں...... صحابہ کے خلاف بھونکتے ہوئے......۱۴ سو سال بعد تم نے بھی صحابہ کے معقول عمل کو تسلیم کر لیا...... کہ جب کوئی قیادت اٹھتی ہے...... تو اس کے رضا کار پہلے اس کے نظام کو سنبھالتے ہیں کہ نہ کفن دفن کو...... اور پھر ایک بات اور بھی کہہ دوں......۱۴ صدی بیت گئی اعتراض کرتے ہوئے کہ علیؓ قریبی رشتہ دار تھا...... اسے جانشین کیوں نہیں بنایا...... ابو بکرؓ دور کا رشتہ دار تھا...... اسے جانشین کیوں بنایا...... میں پوچھتا ہوں کہ خامنہ ای تو رشتہ دار بھی نہیں ہے...... احمد خمینی کو چھوڑ کر تم نے غیر رشتہ دار کو اس کا جانشین کیوں بنا لیا......

وہ سیاہی جو میرے نامہ اعمال میں تھی
تیری زلف میں آئی تو حسن کہلائی

جو کام ۱۴ سو سال پہلے صحابہؓ نے کیا...... اس سے تم اعتراض کرتے آئے ہو اور ۱۴ صدی بعد وہی کام تم نے خمینی کی لئے خود کیا...... اور یہ بھی کہنا چاہتا ہوں کہ خمینی کے جسم کے پھٹ جانے کا خطرہ ہے...... پھر بھی تم تین دن رکھتے ہو...... رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کا جسم معصوم اگر شرعاً آج تک رکھا جا سکتا...... تو صدیق اکبرؓ چھوڑتے...... وہاں تغیرات کا

کوئی خطرہ نہیں۔

ردائے پیغمبرؐ ردائے صدیقؓ:

مجھے حیرت ہے آج دنیا سے انصاف اٹھ گیا ہے...... کہا جا رہا تھا...... مشکلات غار سے نکلے ...... اور ساتھ چلے جا رہے ہیں...... مدینہ طیبہ پہنچ گئے۔

من تو شدم تو من شدی

دونوں بیٹھ گئے ...... آقا بھی نوکر بھی ...... لیکن نوکر نے اپنے آپ کو اتنا صاف کر لیا تھا...... یا یوں کہئے کہ نوکر کو آقا نے اتنا منزا کر دیا تھا...... اتنا پاک کر دیا تھا......

يتلوا عليهم ويزكيهم

اتنا پاک کر دیا تھا...... اتنا صاف کر دیا تھا کہ وہ نوکر آئینہ بن گیا تھا...... اس آئینہ میں بھی آقا نظر آتا ہے...... آقا موجود نوکر موجود لیکن نوکر آئینہ بن چکا ہے...... اتنا آقا کا عکس نوکر میں نظر آتا ہے...... نوکر آقا نہیں تھا...... نوکر سردار نہیں بنا تھا...... نوکر آئینہ تھا...... شکل آقا کی نظر آتی ہے ...... ناواقف لوگ جو آج مسلمان ہو رہے تھے ...... جب آقا کو نہیں دیکھا تھا...... آقا دیکھتے ہیں ...... لوگ پہلے صدیقؓ کو سلام کرتے ہیں...... بعد میں آقا کو۔

سلسلہ کچھ یوں جاری ہے...... پہلے کچھ آقا کو سلام کر رہے ہیں ...... کچھ پہلے صدیقؓ کو سلام کر رہے ہیں...... نوکر آئینہ بنا ہے...... یہ سلسلہ جاری ہے...... نہ آقا بولتا ہے کہ کیا کرنا ہے...... یہ آقا عام نہیں ...... اس نے ہر غلطی پر ٹوکنا ہوتا ہے...... تشدد ہو تب بھی روکتا ہے ...... ظلم ہو تب بھی روکتا ہے...... زیادتی ہو تب بھی غلط کو غلط فرماتے ہیں...... آج لوگ غلط کر رہے ہیں ...... آقا خاموش ہیں...... آقا نہیں بولے...... نہ بولا نوکر کہ کیا کرتے ہو......

کچھ دیر نوکر اور آقا دونوں دیکھتے رہے ...... دونوں نے نہیں روکا...... کچھ دیر یہ سلسلہ جاری رہتا ہے...... وحی بھی نہیں آئی کہ جو رسول کو فوراً آرڈر کرے...... کہ روکو لوگ غلط کر رہے ہیں ...... وحی بھی نہیں آئی ...... رسول بھی خاموش ہیں امتی بھی خاموش...... خالق بھی خاموش۔

اٹھائیے بخاری شریف ...... سورج چڑھتا ہے...... آقا کو دھوپ لگتی ہے...... نوکر نوکری

کرتے ہوئے چادر لے کر کھڑا ہو جاتا ہے......اور آپ کو سایہ کرتا ہے......لوگ اب سمجھے کہ یہ نوکر ہے......اور وہ آقا ہے......نوکر چادر لے کر کھڑا ہے......غلام چادر لے کر کھڑا ہے......لوگوں نے اس وقت پہچانا......لوگ حیران رہ گئے......کہ یہ خادم ہے اور وہ آقا ہے۔

چادر، چادر، تطہیر، تطہیر

تسلیم کرتا ہوں کہ چادر آئی، تسلیم کرتا ہوں کہ اس میں پانچ آئے......لیکن پانچ کون تھے......چادر کس کی تھی۔

چادر رسول کی آنے والے علیؓ
چادر رسول کی آنے والی فاطمہؓ
چادر رسول کی آنے والے حسنؓ
چادر رسول کی آنے والے حسینؓ

حسنؓ و حسینؓ بچے، فاطمہؓ بچی، علیؓ داماد ہونے کی حیثیت سے بچہ......ان پر چادر باپ دیتا ہے......رسول کی حیثیت سے اس چادر کو تطہیر کا انکار نہیں اس چادر کے تقدس کا انکار نہیں، چادر میں آنے والوں کے کمال کا انکار نہیں......لیکن یہ بھی تو دیکھئے کہ یہ چادر کبھی کسی اور پہ بھی آئی ہے۔

چادر آئی ہے......اس سے انکار نہیں......چادر رسول کی آئی......علیؓ پر چادر رسول کی آئی فاطمہؓ پر چادر رسول کی آئی......حسینؓ پر اور چادر صدیقؓ کی آئی نبی پر وہ چادر میں آنے والے مقدس......یہ چادر ڈالنے والا مقدس......وہاں بھی چادر میں اولاد تھی......یہاں بھی چادر میں اولاد ہے......چادر باپ ڈال رہا ہے......اور باپ اور والدہ کا شیوا ہے کہ بچوں کے سر پر کپڑا اڈالا کرتے ہیں......یہاں بھی اولاد تھی......چادر باپ ڈال رہا تھا۔

صدیق اکبرؓ صحابی ہونے کی حیثیت سے
صدیقؓ امتی ہونے کی حیثیت سے نوکر ہیں

رشتے کی حیثیت سے رسول کا خسر تھا، خسر ہے، خسر رہے گا......خسر کا احترام والد کی

طرح کیا جاتا ہے......

رسول کے خسر کو گالی دینے والا کمینہ،

رسول کے خسر پر تبرا کرنے والی نور جہاں کی اولاد

رسول کے خسر کو گالی دینے والا ہیرا منڈی کی طوائف کی کوکھ سے جنم لینے والا بد طینت، بدفطرت، بدقماش۔

فوج میں نشان ابوبکرؓ کیوں نہیں:

سامعین محترم! میں سنی کے حقوق کی بات کر رہا تھا...... کہ سنی حقوق پامال ہیں...... آج مزدور کے حقوق کی بات ہوتی ہے...... مگر سنی کے حقوق کی بات نہیں ہوتی...... پنجابی کے حق کی بات کی جائے، سنی کے حق کی بات نہ کی جائے...... تم محب وطن ہو...... تم قوم کے وفادار ہو کہ ملک میں پنجابی کو سندھی سے لڑاؤ...... مہاجر کو غیر مہاجر سے لڑاؤ...... اور میں تخریب کار ہوں، جو پوری سنی قوم کی آواز بلند کروں...... ہم قرآن وسنت کی بنیاد پر موقف پیش کریں...... تو تخریب کار ٹھہریں اور تم ذاتیات کی بنیاد پر موقف پیش کرو...... تو تم ملک اور قوم کے خادم ہو۔

کہاں انصاف کو آواز دوں کون انصاف کرے...... تمہارے ساتھ میں عرض یہ کر رہا تھا کہ فوج میں نشان حیدر ہے...... مجھے اس سے کوئی اختلاف نہیں لیکن سوال یہ ہے کہ نشان ابوبکرؓ کیوں نہیں...... کیا ابوبکرؓ بہادر نہیں......

ابوبکرؓ وہ ہے جس نے منکرین زکوٰۃ کے خلاف علم وجہاد بلند کیا ہے...... اور بعض صحابہؓ کے کہنے پر کہ ابھی تازہ حالات ہیں ذرا منظم ہو جائے...... پھر نکلیں گے...... تو صدیقؓ پوری جرأت کے ساتھ جواب دیتے ہیں...... تم ہٹ جاؤ میں تنہا لڑونگا...... یہ بہادر نہیں ہے، یہ دلیر نہیں ہے...... یہ شجاعت نہیں ہے...... اس نے اس وقت رسول کا ساتھ دیا تھا...... جب پوری دنیا رسول ﷺ کی دشمن تھی...... ایک مرد بھی رسول ﷺ کو رسول ﷺ کہنے والا نہیں تھا...... جب مردوں میں صدیق اکبرؓ ایمان لائے...... بچہ اگر ایمان لایا بھی ہے...... تو کوئی

بچے کو کچھ نہیں کہتا ہے بات تو اس وقت بڑے کی مانی جاتی ہے۔

صدیق اکبرؓ اس وقت ایمان لائے، یہ اعلان فرماتے ہیں:

اتقتلون رجلا أن يقول ربی الله

تم اس قائد عظیم ہستی کو شہید کرتے ہو جو صرف یہ کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے، مشکل حالات میں صدیقؓ نے ساتھ دیا ہے...... آج فوج میں نشان حیدر ملتا ہے...... نشان صدیقؓ کیوں نہیں ملتا...... صرف نشان حیدر ہی کیوں کیا ۴۲ سال میں پوری سُنی قوم تم نے اپنے حق کی جنگ لڑی ہے...... تم نے اپنا حق منوایا ہے...... تم اپنے باپ کی جائیداد میں چھوڑے ہوئے ایک مرلہ کی جنگ مدت ہا مدت لڑتے ہو...... سول کورٹ سے ہائی کورٹ سپریم کورٹ، ریونیو بورڈ تک جاتے ہو...... ساری عمر اس پر لگا دیتے ہو...... لیکن انا نہیں چھوڑتے ہو کہ باپ کی وراثت ہے...... میں تم سے پوچھنا چاہتا ہوں...... کہ باپ کی چھوڑی ہوئی جائیداد کے ایک مرلہ جتنی بھی معاذ اللہ صدیق اکبرؓ کی اہمیت نہیں ۴۲ سال بیت گئے...... سنیوں تم لمبی چادریں تان کر سوئے ہوئے ہو...... اور میں بریلوی علماء سے بھی درخواست کرونگا کہ صرف سُنی سُنی کہنے سے بات نہیں بنتی سُنی حقوق کی بات کرو...... ہمارے پیچھے نہ سہی اپنے سٹیج پر ہی سُنی حقوق کی جدوجہد کرو...... لیکن لڑو تو سہی...... یہ سنی حقوق کی جنگ ہے کہ صدیقؓ کے دشمن کو اپنی بغل میں بٹھالو...... یہ سنی حقوق کی بات ہے کہ صدیقؓ کے دشمن کے ساتھ پیار کیا جائے...... خیر یہ عنوان مستقل ہے...... جس پر سپاہ صحابہ کو شدت کے ساتھ راستہ اختیار کرنا پڑے گا...... تاہم آج میرا یہ موضوع نہیں...... میں یہ عرض کر رہا تھا...... فوج میں نشانِ حیدر ہے...... تو نشان صدیقؓ بھی ہونا چاہیے...... نشان عمرؓ بھی ہونا چاہیے...... کیوں نشان عمرؓ نہ ہو...... کیا عمرؓ بہادر نہیں...... تاریخ کا ایک ایک ورق گواہ ہے۔

فاروق اعظمؓ بہادر ہے:

تاریخ کی ایک ایک سطر...... ایک ایک لفظ گواہ ہے...... کہ آقا دارارقم میں نماز پڑھتے تھے...... بیت اللہ میں رسول کو مشرک سجدہ نہیں کرنے دیتے تھے...... بیت اللہ میں

پیغمبر کو اپنے رب کی عبادت نہیں کرنے دی جاتی تھی ...... فاروقؓ ایمان لائے ...... نبوت کے سامنے دو زانو بیٹھے۔

اور سوال کرتے ہیں ...... آقا بیت اللہ ہمارا نہیں ...... بیت اللہ عبادت گاہ نہیں ...... ہم کیوں وہاں نماز نہیں پڑھتے ...... آقا جواب دیتے ہیں کہ عمرؓ تیری قوم پڑھنے نہیں دیتی۔

تاریخ چیختی ہے ...... تاریخ چلاتی ہے ...... فاروق اعظمؓ کہتے ہیں کہ اگر میرے اس تن نے اس گھر کیساتھ وابستہ رہنا ہے ...... تو بیت اللہ میں جھکے گا یا کٹ جائے ...... یہ نہیں ہوسکتا ہے کہ ہم بیت اللہ میں نہ جائیں ...... اور دار ارقم میں نماز پڑھیں۔

شیعو، سنیو، صحافیو، سیاستدانو!

میں تم سے پوچھتا ہوں کہ وہ شخص بتلاؤ ...... جس نے سب سے رسول اللہ کو نماز اس کا باڈی گارڈ بن کر بیت اللہ میں پڑھائی ہو ...... اگر عمرؓ کے سوا تمہارے علم میں کوئی اور شخص ہے۔

پیش کرو، پیش کرو، پیش کرو ...... فوج مین نشان فاروقؓ کیوں نہ ہو ...... جس عمرؓ کی یلغار سے ...... جس عمرؓ کے دبدبے سے نیل پانی چھوڑتا ہے ...... تاریخ کا حصہ نہیں ہے ...... آپ جھٹلا دیں گے ...... اس واقعہ کو نیل پانی نہیں دیا کرتا تھا ...... جب تک جوان لڑکی ذبح نہ کرو، عمرؓ نے خط لکھا ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

من عمرؓ بن خطاب نیل کو خط لکھتے ہیں:

کہ اگر تو رب کے حکم سے چلتا ہے ...... تو مجھے تیرے پانی کی ضرورت ہے ...... اگر کسی اور کے تابع ہے تو میں رب سے پانی لونگا اور یہ خط نیل کی ریت میں دفن کرایا ...... وہ دن گیا اور آج کا دن آیا ...... کہ نیل کا پانی نہیں رکا ...... اس عمرؓ کے لئے فوج میں نشان عمرؓ کیوں نہ ہو ...... اس کے تقدس کی خاطر کہ جس عمرؓ کی عظمت کو دجلہ مانتا ہے ...... اٹھایئے شاہ ولی اللہ انتہائی نقاد عالم ...... برصغیر کے عظیم محدث کو پڑھیئے، لکھتے ہیں کہ جب صحابہؓ دجلہ کو عبور

کر گئے تو ایک لکڑی کا پیالہ دجلہ میں گر گیا......واپس آئے اور کنارے پر کھڑے ہو کر آواز لگاتے ہیں......دجلہ اگر تو رسول کی صداقت مانتا ہے......اور عمرؓ کی عدالت مانتا ہے تو پیالہ واپس کر دے......وہ پیالہ باہر آیا......اور صحابہؓ واپس چلے گئے......اسی قسم کے واقعات کو دیکھ کر کوئی اسلامی شاعر تڑپ اٹھا۔

لگاتا تھا تو جب نعرہ تو خیبر توڑ دیتا تھا
حکم دیتا سمندر کو تو رستہ چھوڑ دیتا تھا

آج فوج میں نشان فاروق کیوں نہیں......
آج فوج میں نشان صدیق اکبر کیوں نہیں......

میں پوچھتا ہوں......سنیوں سے ۴۲ سال ہو گئے......تم نے اپنی حقوق کی جنگ لڑی، تم نے اپنے یہ مطالبات جرأت کے ساتھ پیش کئے......

اگر فوج میں شان حیدر ملتا ہے......اور ملنا چاہئے......تو نشان خالد بن ولید کیوں نہیں ملتا......جس خالدؓ کو اللہ کا رسول اللہ کی تلوار کہے......اگر علیؓ کو اسد اللہ کہا ہے......تو خالد کو رب کی شمشیر کہا ہے......علی کی بہادری اپنی جگہ......شجاعت اپنی جگہ......جرأت اپنی جگہ، علم اپنی جگہ، تقدس اپنی جگہ۔

مانتا ہوں علیؓ، خالدؓ سے افضل ہے......
مانتا ہوں علیؓ خالدؓ سے بلند ہے
مانتا ہوں کہ علیؓ خالدؓ پر بھاری ہے......
لیکن یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ خالدؓ وہ اللہ کی تلوار ہے......جو کسی میدان سے شکست کھا کر ایک دن بھی واپس نہیں لوٹا......

سنی قوم مظلوم کیوں؟

جس دن سنی قوم خالد کی تلوار بنے گی......اس دن کفر کا صفایا ہو جائے گا......ابھی نہیں، ابھی ہم اس مقام پر نہیں پہنچے......مجھے سنی سیاستدان بتلائے کہ کیا تیرے ووٹ اس وجہ سے

بگڑ جائیں گے...... کہ تو نے فوج میں نشان ابوبکرؓ کا مطالبہ کر دیا ہے...... پھر اللہ کرے...... تو واپس وہیں لوٹ جائے...... یہاں سے تجھے تیری ماں نے جنم دیا تھا...... تیرے سے پھر بے غیرت، بے ضمیر، کوئی ماں نے نہیں جنا ہے...... کہ تو خالص اپنے حق کی بات کرتا ہوا بھی سمجھتا ہے کہ ووٹ بگڑتا ہے...... اس کا مطلب یہ ہے کہ پاکستان میں صدیق اکبرؓ کے دشمنوں کی اکثریت ہے...... اس لئے ڈرتا ہے...... حیرت ہے کیوں نہیں...... اس کی آواز بلند کرتے۔

''سنیو! میں اپنے رب سے ڈر کر کہتا ہوں...... حکومت میری راہ نہ روکے...... مجھے صرف ایک سال چوکوں، روڈوں، بازاروں میں اسی طرح کے جلسے کر لینے دے...... اگر ایک سال بعد ایک شیعہ بھی کامیاب ہو کر اسمبلی میں پہنچ جائے تو میرا ناک اور کان دونوں کاٹ دینا......''

شیعہ ووٹوں سے ایک کونسلر بھی نہیں بن سکتا...... قومی اسمبلی کا ممبر تو دور کی بات ہے، ایک بات اور کہوں...... ایک خاتون جیسے پندرھویں صدی میں جھنگ کی ہیر کا لقب دینا مناسب ہوگا...... وہ آج کہتی ہے...... آپ نے پڑھا ہوگا...... کہ سندھی اقلیت میں ہیں...... پنجابی اکثریت میں ہیں...... اقلیت اکثریت کے سر چڑھ کر کیوں بولتی ہے...... میں اس محترمہ سے کہونگا کہ جناب کا تعلق بھی اقلیت سے ہے...... تم سر چڑھ کر کیوں بولتی ہو...... اگر پنجابی اکثریت کی بناء پر سندھیوں پر فوقیت رکھتے ہیں...... تو پھر سنی بھی اکثریت کی وجہ سے شیعوں پر فوقیت رکھ سکتے ہیں...... تم نے سندھی اور پنجابی کا پروپگنڈہ کیا...... اگر ملک دشمن نہیں ہو تو میں سنی قوم کے بنیادی حقوق کی بات کر کے کیوں تخریب کار ہوں...... ساتھ گالی بھی دی ہے...... اس محترمہ نے کہ پنجابی بے غیرت ہیں...... صحافی بھی بڑے بادشاہ ہیں...... انہوں نے کہا کہ پنجابی اس لئے بے غیرت ہیں کہ انہوں نے وزیراعظم سندھی بنایا ہے...... تم غیرت مند ہو کہ حزب اختلاف کا قائد سندھی بنالیا۔

میں یہ عرض کر رہا تھا کہ سنی قوم اپنے حق کی بات کیوں نہیں کرتی...... زکوٰۃ اور عشر سنی

ادا کرتا ہے شیعہ ادا نہیں کرتا...... لیکن شیعہ مدارس شیعہ طلباء چاہئے وہ کالج کے طلباء ہوں یا وہ مدارس کے طلباء ہوں ...... شیعہ اہل سنت کی زکوٰۃ سے اپنا حصہ وصول کر رہے ہیں ...... میں کہنا چاہتا ہوں ...... اگر شیعہ زکوٰۃ دیتا نہیں ہے...... تو لیتا کیوں ہے...... اگر شیعہ کی زکوٰۃ کا پیسہ ایک سنی بچی پر نہیں لگ سکتا...... تو ایک سنی کی زکوٰۃ کا پیسہ اس شیعہ ذاکرہ عورت پر نہیں لگ سکتا...... نہیں لگ سکتا ہے...... جو سر عام سینہ پیٹتی ہوئی بازاروں میں نکلتی ہے...... سنی کے حق کو کیوں غصب کیا جاتا ہے...... سنی حقوق کی تباہی کیوں ہے...... اہل سنت اپنی زکوٰۃ کا پیسہ غیر سنی پر خرچ کرنا روا نہیں سمجھتے ہیں...... ہم پر ظلم کر کے تشدد کر کے ہمارا پیسہ ضائع کیا جا رہا ہے...... اہل سنت کی زکوٰۃ اور عشر سنی یتیم بچوں پر سنی بیوگان پر اور سنی طلباء پر خرچ ہونی چاہئے...... لیکن حکومت تقسیم کر کے ہم سے یہ ہمارا حق چھین رہی ہے...... تم نے اس طویل عرصہ میں جب سے یہ زکوٰۃ کا نظام نافذ کیا ہے...... آواز بلند کی ہے...... آخر وجہ بتلاؤ...... کہ ہم ان سنی حقوق کی جنگ، کیوں نہ لڑیں...... اور اس میں ہماری زیادتی کیا ہے......

سامعین گرامی قدر! بات نتیجہ خیز کرنا چاہتا ہوں...... میں نے مختصر سے چند سنی حقوق کی بات کی ہے...... جن کی سپاہ صحابہؓ جنگ لڑ رہی ہے...... اور ہم سے اس کی جس حد تک جدوجہد ہو سکی...... ہم یہ جنگ لڑیں گے...... اور ۱۶ مارچ ۱۹۹۰ء کو پہلی بار انشاء اللہ مینار پاکستان پر سپاہ صحابہؓ اپنی قوت کا مظاہرہ کرے گی...... میں امید کرتا ہوں کہ سنی قوم ہمارا ساتھ ضرور دے گی۔

گرامی قدر! علماء کرام اور سامعین کرام بات سنی حقوق کی تھی...... میں اختتام پذیر گفتگو کرنا چاہتا ہوں...... اصحاب رسول ہمارے ایمان کا حصہ ہیں...... ہمارے ایمان کا وہ ایسا جز ہیں...... جسے جز لاینفک کہا جاتا ہے...... لیکن پاکستان میں سنی اکثریت پر ظلم بدستور ۴۲ سال سے رکھا جاتا ہے کہ شیعہ اقلیت اصحاب رسول کو گالی دینا ثواب سمجھتی ہے...... شیعہ اقلیت اصحاب رسول پر تبرے کو دین تصور کرتی ہے...... فیصل آباد کے سینوں وقت بہت گزر چکا ہے میری تقریر کا آغاز یہی ہے...... میں آپ کو جھنجوڑنا چاہتا ہوں...... میں آپ

کی غفلت کی چادر صرف چھیننا ہی نہیں پھاڑنا چاہتا ہوں ...... میں آپ کو نیند سے بیدار ہی نہیں کرنا چاہتا بلکہ آپ کو بیدار کر کے ساتھ جھنجوڑنا چاہتا ہوں ...... میں آپ کی غفلت ہمیشہ کیلئے ختم کرنے کا عزم رکھتا ہوں ...... سنی غفلت، سنی سستی اور کوتاہی کے نتائج میں جو آپ کے سامنے آئے کیا ہم اکثریت کے باوجود اقلیت کے غلام ہیں ...... وزیر خارجہ شیعہ، وزیر داخلہ شیعہ، سیکرٹری داخلہ شیعہ، سیکرٹری دفاع شیعہ تم نے اپنی پوری حکومت اقلیت کے سپرد کردی ہے ...... حتی کے میری معلومات کے مطابق وزیراعظم بھی شیعہ اگرچہ وہ انکار کرے سنیئر وزیر وہ شیعہ مجھے حیرت ہے کہ اکثریت اقلیت کو اقتدار کیوں سونپ کر بیٹھی ہے، تم آرائیں اور جٹ کی لڑائی لڑتے ہو...... تم مہاجر اور غیر مہاجر کی لڑائی لڑتے ہو تم اکثریت جس طرح بھی جاری ہو اسطرف ووٹ دیتے ہو لیکن مجھے حیرت ہے کہ اکثریت اقلیت کو اقتدار کیوں سونپ کر بیٹھی ہے تم آرائیں اور جٹ کی لڑائی لڑتے ہو تم مہاجر اور غیر مہاجر کی لڑائی لڑتے ہو ...... تم اکثریت جس طرح جاری ہو ...... اسطرف ووٹ دیتے ہو ...... لیکن جب سنی اکثریت کی بات کی جاتی ہے ...... تو تم آنکھیں بند کر کے سو جاتے ہو ...... مجھے اس کی آج تک سمجھ نہیں آئی ...... آپ اپنے اکثریتی حق کو ضائع کیوں کر رہے ہو ...... عرض یہ کر رہا ہوں ...... اصحاب رسول اہلسنت کے ایمان کا جز ہیں۔

ایک بات یاد آئی اس ہزاروں کے اجتماع میں اور کہتا جاؤں ...... کہنا میاں صاحب سے چاہتا ہوں ...... میاں صاحب کی ساری سیاست کی بنیاد ضیاء الحق کے تقدس پر ہے ...... معذرت کے ساتھ آئی جے آئی کے لوگ بھی ہونگے ...... پیپلز پارٹی کے لوگ بھی ہونگے، مجھے اس بحث میں نہیں پڑنا ...... میں صرف سنی بنیاد پر بات کرونگا کہ میاں نواز شریف ضیاء الحق کے تقدس اس شرافت پر اپنی سیاست کی بنیاد رکھے ہوئے ہے ...... اور یہ طعنہ بھی سہتے ہیں ...... کہ انہیں باقیات ضیاء الحق کہا جاتا ہے ...... میں ان میں سے یہ درخواست کرتا ہوں کہ آپ کے قائد محترم ضیاء الحق یہ فیصلہ کر چکے تھے ...... کہ شیعہ کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے۔

گزشتہ سال مارچ کے طلوع لاہور نے یہ رپوٹ شائع کی تھی ...... کہ ضیاء الحق، جنرل

فضل الحق، جنرل چشتی یہ تینوں شیعوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینا چاہتے تھے...... ضیاء الحق چلے گئے...... فضل حق زندہ ہے...... اس نے بھی تردید نہیں کی...... اگر یہ رپوٹ صحیح ہے تو میاں نواز شریف صاحب ہمارا راستہ مت روکئے ہم وہی بات کہتے ہیں جو تیرے قائد نے کہی تھی...... اور اگر یہ رپورٹ غلط ہے...... تو پہلے طلوع کو الٹا لٹکائے بعد میں سپاہ صحابہؓ کا راستہ روکئے انصاف کیجئے......

اگر طلوع کے خلاف مقدمہ نہیں ہے طلوع کو مار نہیں پڑتی تو حق نواز کو، سپاہ صحابہؓ کو مار کیوں پڑتی ہے...... ضیاء الحق بھی شیعہ کو کافر کہے حق نواز بھی شیعہ کو کافر کہے...... جب اس موقف پر اختلاف نہیں ہے...... تو ہمیں مارتے کس بنیاد پر ہو۔

صدیق اکبرؓ جنتی انسان

سامعین محترم! اصحاب رسول اہل سنت کے ایمان کا حصہ ہیں...... صحابہ اہل سنت کے ایمان کی جزو ہیں...... ہم اصحاب رسول کے خلاف تبرا لمحہ بھر کے لئے برداشت نہیں کر سکتے...... صحابہ کرامؓ وہ جنتی ہیں جن پر جنت بھی رشک کرتی ہے۔

جنتی آدمؑ کے دور میں بھی گزرے
جنتی نوحؑ کے دور میں بھی گزرے
جنتی موسیٰؑ کے دور میں بھی گزرے
جنتی عیسیٰؑ کے دور میں بھی گزرے
جنتی آج بھی ہوں گے......
جنتی رسول کے دور میں بھی تھے......

مجھے اختلاف نہیں ہے...... جنتی بہت سارے گزرے، بہت سارے آئیں گے...... نیک اعمال کر کے لوگ جنت میں چلے جائیں گے...... لیکن جس طرح انبیاء کے بعد صدیق اکبرؓ جنتی بنا ہے...... ایسا کوئی نہیں...... جس طرح رسول کے بعد عمرؓ جنتی بنا ہے...... ایسا کوئی نہیں...... دن دیہاڑے صدیق اکبرؓ جنت جاتا ہے...... دن دیہاڑے جنت کا دروازہ کھلتا

ہے......دن دیہاڑے لوگ دیکھ رہے ہیں......صدیقؓ جنت جارہا ہے......کچھ لوگ جائیں گے......ہم قبرستان دفن کر کے جاتے ہیں......قیامت کے روز راز کھلے گا......کہ کوئی جنتی تھا......قیامت کے دن راز کھلے گا کہ کون جہنمی تھا......صدیقؓ وہ خوش قسمت انسان ہے جس کی زندگی میں بات کھل گئی کہ وہ جنتی ہے......لوگ دیکھتے ہیں کہ صدیقؓ جنت جاتا ہے لوگ دیکھتے ہیں کہ جنت کا دروازہ کھل رہا ہے......صدیقؓ جنتی ہے......جنتی بھی عام جنتی نہیں، ایسا جنتی جو ایڑیاں رگڑ کر جنت نہیں جارہا......جو ماتھے رگڑ کر جنت نہیں جارہا ہے......صدیقؓ وہ جنتی ہے......نخرے کے ساتھ جنت جاتا ہے......کہتا ہے لوگ مجھے جنت کے دروازے پر رکھ دینا......خود بخود کھل جائے تو داخل کرنا ورنہ ہٹالینا صدیقؓ ہے......صدیقؓ ہے......جسم اطہر جنت کے دروازے پر پڑا ہے آواز آتی ہے......

ادخل الحبیب الی الحبیب

جنتی بھی عجیب جنتی دن دیہاڑے جنت میں اور پھر ایسا جنتی جو سو سال پہلے لوگوں نے داخل ہوتا دیکھا......اور ۱۴ صدی بیت گئی ہر سال لاکھوں کا اجتماع جنت دیکھ کر آتا ہے......صدیقؓ کے جنتی ہونے پر اتنی بڑی گواہی اب بھی تو صدیقؓ کو جنتی نہ مانے، اب بھی جو صدیقؓ کو مومن نہ مانے تو وہ کافر نہیں تو پھر کائنات میں کوئی کافر نہیں۔

فیصل آباد والو......کیا یاد کرو گے......ابھی رب کا فضل ہے کہ میں شوگر کا مریض نہیں ہوں......ابھی اور کوئی جسمانی تکلیف نہیں ہے......اب جب تک میری زبان سے کام لے گا......میں اس کو پوری سخاوت کے ساتھ استعمال کرونگا۔

میں اپنی تقریر اپنی زندگی کی آخری تقریر سمجھ کر کرتا ہوں......اور پیپلز پارٹی والو......اور آئی جے آئی والو......اس طرح ساری رات مجمع بٹھا کر دکھاؤ تمہاری مقبولیت کا پتہ چل جائے گا۔

اللہ مجھے تکبر سے بچائے میں سمجھتا ہوں کہ یہ صدیق اکبرؓ کی کرامت ہے......صدیقؓ ایسا جنتی ہے......جو دن دیہاڑے جنتی ہے دیکھنے والا عمرؓ دیکھنے والا عثمانؓ دیکھنے والا علیؓ جن

کے تقدس کی قرآن خود گواہی دیتا ہے:

لقد رضی اللہ عن المؤمنین اذ یبایعونك تحت الشجرة فعلم ما فی قلوبھم فانزل السکینة

رب کہتا ہے کہ میں ان کے قلوب کا امتحان لے چکا ہوں ...... ذاکر بھونکتا ہے ...... شیعہ بھونکتا ہے ...... کنجری بھونکتی ہے ...... طوائف بھونکتی رہی کوئی کچھ کہے ...... صحابہ کا تقدس ایمان، علم، شان، شرافت سب پر مہر لگا چکا ہے ...... میں نہیں کہتا رب کہتا ہے ...... کہ میں ان سے راضی وہ مجھ سے راضی۔

صدیق اکبرؓ دن دیہاڑے جنت جاتے ہیں ...... دیکھتے کون ہیں ...... صحابہ کرام جن کے ایمان کی گواہی رب نے دی ہے ...... کون دیکھتے ہیں جن کی آنکھیں رسول دیکھتی ہیں۔

کون دیکھتے ہیں ...... جن کی آنکھیں جبریل دیکھتی ہیں۔

کون دیکھتے ہیں ...... جن کی آنکھیں قرآن اترتا ہوا دیکھتی ہیں۔

وہ دیکھتے ہیں ...... صدیق اکبرؓ جنت جا رہا ہے ...... اور جاتا کیسے نخرے کے ساتھ کہتا ہے رکھ چھوڑنا جنت کے دروازے پر اگر نامہ اعمال میں ہوگا ...... تو جنت خود کھل جائے گی، رکھ دینا داخل ہو جائے گی۔

آج تک دنیا دیکھتی ہے ...... جنت میں صدیق اکبرؓ ہیں ......

ان پڑھ سے پوچھ — نبی کے روضے کو جنت کہے گا ......

پڑھے لکھے سے پوچھ — نبی کے روضے کو جنت کہے گا ......

ریڑھی والے سے پوچھ — نبی کے روضے کو جنت کہے گا ......

عالم سے پوچھ — نبی کے روضے کو جنت کہے گا ......

مفتی سے پوچھ — نبی کے روضے کو جنت کہے گا ......

شیخ سے پوچھ — نبی کے روضے کو جنت کہے گا ......

مرید سے پوچھ نبی کے روضے کو جنت کہے گا......

مسلمان سے پوچھ نبی کے روضے کو جنت کہے گا......

وہ مسلمان نہیں ہے جو نبی کے روضے کو جنت نہ مانے پڑھے لکھے لوگو، سیاست میں حد سے زیادہ گزر جانے والے میرے رہنماؤ۔

ہم سنی حقوق کے علمبردار ہیں:

صدیقہ طیبہ طاہرہ، امی عائشہؓ کے دوپٹہ کا واسطہ ہمارے موقف پر غور کر ہم تخریب کار نہیں تعمیر کار ہیں......ہم قومی حقوق کے علمبردار ہیں......تو کر دو بلکہ ایک اور بات کہتا ہوں کہ جلسہ پی پی پی کرے یا جلسہ آئی جے آئی کرے مجھے اسی طرح کھول کر بولنے دے، بعد میں ووٹنگ کروالینا کہ میری بات تسلیم کی جاتی ہے......یا آپ کی یہ چیلنج نواز شریف قبول کرے یا بے نظیر قبول کرے۔

چیلنج آؤ میں سمجھاتا ہوں کہ مسلمان بدعمل ضرور ہو گیا ہے......بے ایمان نہیں......

جب میں ان کے سامنے حقوق رکھونگا تو وہ کیسے انکار کریں گے۔

نبیوں کے بعد صدیقؓ اور عمرؓ ایسے جنتی ہیں جو قیامت کے روز سب سے اعلیٰ اور ممتاز نظر آئیں گے......صدیقؓ اور عمرؓ وہ جنتی ہیں جو آج بھی جنت میں رہتے ہیں......صرف جنت گئے ہی نہیں آئے بھی جنت سے تھے۔

کیوں منها خلقنا کم، میں نہیں رب کہتا ہے......

میں نہیں معبود کہتا ہے......

میں نہیں کہتا خالق کہتا ہے......

میں نہیں کہتا:

فاطر السمعوات ومافی الارض کا ارشاد ہے میں نہیں کہتا لاریب کتاب کہتی ہے......منها خلقنا کم،

یہاں سے تمہارا خمیر لیا گیا تھا......تم وہیں سے اٹھائے جاؤ گے......اس بنیاد پر کہتا

ہوں کہ صدیقؓ صرف جنتی نہیں آیا ہی جنت سے تھا...... یہاں دفن ہے ......وہ جنت ہے لازمی بات ہے کہ یہیں سے خمیر لیا گیا تھا۔

صدیقؓ اتنا بلند ہے......

صدیقؓ کتنا مقدس ہے......

صدیقؓ صدیقؓ صدیقؓ آقا تو کتنا بلند ہے...... جنتی تھا جنت سے آیا جنت گیا، قیامت کے روز پھر رسولؐ کے ساتھ جنت میں جائے گا۔

نبیؐ کا سر اقدس صدیق اکبرؓ کی گود:

ایک بات دوبارہ کہتا ہوں کہ وہ رسولؐ جس کے جسم پر صدیقؓ کے آنسو آ رہے ہیں وہ رسول ﷺ ہے...... جس کے جسم اطہر پر مکھی نہیں بیٹھتی مکھی دور کی بات ہے...... کہ نبی کا سایہ ہے یا کہ نہیں ...... معذرت کے ساتھ علماء سے ...... اصولی سایہ ہے......لیکن زمین پر پڑتا نہیں تھا...... رب نے معجزہ اٹھا لیا تھا...... تا کہ ایک معصوم جسم پر کافر نجس پاؤں نہ رکھ سکے، جب گھر کی چاردیواری پر آتے...... تو سایہ زمین پر پڑتا...... جب گھر سے باہر نکلتے تو رب سایہ ہٹا لیتے...... تا کہ کافر نجس پاؤں نہ رکھ سکے...... اسی علماء کے اس قول کو سامنے رکھ کر کہتا ہوں ...... کہ جس کے سایہ پر بھی رب نے کافر کے قدم کو نہیں رکھنے دیا...... اس معصوم ہستی کے مقدس سر کو جس سر میں عقل ہے...... جس سر میں فہم ہے...... جس سر میں سوچ ہے...... جس سر پر نبوت کا تاج ہے...... اسے غار میں صدیق کی گود میں کیوں رکھ چھوڑا۔

معلوم ہوتا ہے...... کہ صدیقؓ کی گود پاک تھی ...... صدیقؓ کے آنسو پاک تھے...... صدیقؓ کی گود پاک تھی ...... صدیقؓ کتنا بلند، صدیقؓ کتنا اونچا بلکہ صرف صدیق نہیں...... صدیق تو عمرؓ بھی ہے...... صدیقؓ تو عثمان بھی ہے...... صدیقؓ تو علیؓ بھی ہے...... صدیق تو معاویہؓ بھی ہے...... صدیقؓ تو حسنؓ و حسینؓ بھی ہے......

صدیق تو ہر صحابی ہے......

یہ صرف صدیقؓ ہی نہیں بلکہ صدیق اکبرؓ ہیں۔

صدیق اکبرؓ صرف ابوبکر ہیں:

رسول کی امت میں خاتم الانبیاء کی امت میں صدیق اکبر صرف ابوبکرؓ ہیں اور کوئی نہیں ہیں ...... یہ اکبر کا لفظ کیوں ملا ...... یہ اتنا بڑا لفظ ساتھ کیوں لگ گیا ...... جس نے مانا رسول کو جانچ کر مانا ...... جس نے مانا امتحان لے کر مانا ...... کوئی مانتا ہے ...... کہ چاند کے دو ٹکڑے کر پھر ایمان لاتا ہوں ...... کوئی جانتا ہے کہ ہاتھ میں پتھر کلمہ پڑھ رہے ہیں ...... تجربہ کر رہے ہیں۔

کوئی مانتا ہے تجارت میں دیانتداری دیکھ کر
کوئی مانتا ہے گھر میں رہ کر اخلاق دیکھ کر
کوئی مانتا ہے رسول کے ہاتھ سے برتن میں روٹی کے لقمے کھا کر مان رہے ہیں ......
لیکن قدم قدم پر اخلاق، سیرت دیکھ کر ہر ایک نے مانا ہے ......

انکار نہیں عمرؓ مان گئے ......
عثمانؓ مان گئے ......
علیؓ مان گئے ......
طلحہ و زبیرؓ مان گئے ......
خالد بن ولیدؓ مان گئے ......
معاویہؓ مان گئے ......
ابوسفیانؓ مان گئے ......
ابوہریرہؓ مان گئے ......
صحابہ مان گئے انکار نہیں ......
لیکن جس طرح ابوبکرؓ نے مانا ......

ایسا کسی نے نہیں مانا ...... کوئی معجزے دیکھ کر مانتا تھا ...... کوئی کردار دیکھ کر مانتا تھا ...... کوئی کلام اترتے دیکھ کر مانتا تھا ...... کوئی تجارت میں دیانت دیکھ کر مانتا تھا ...... کوئی معجزہ

دیکھ کر مانتا ہے...... کوئی کسی طرح تجربہ کر کے مان رہا تھا...... صدیقؓ صرف وہ ہے...... جو صرف یہ پوچھتا ہے کہ آقا آپ نے رسالت کا دعویٰ کیا...... صرف تصدیق کی ہے کہ دعویٰ کیا ہے...... یا کہ نہیں...... صدیق سے رہا نہیں گیا...... عرض کرتا ہے...... آقا ہاتھ بڑھایئے ابوبکرؓ غلام بنتا ہے...... ہاتھ بلند کیجئے ابوبکرؓ نوکر بنتا ہے...... خادم بنتا ہے...... اسی پر پیغمبرؐ نے کہا ہے...... صدیق اکبرؓ۔

ہمارا درد دل سنو!

سنیو! بات آئی جس پر میں شائد اپنی درد دل کو ختم کر دوں...... صدیقؓ اور عمرؓ جن کی عظمت یہ ہے...... جو میں نے مختصر عرض کر دی...... جس کا تقدس یہ ہے...... شیعہ انہیں کیا کہتا ہے...... ہم نے ویسے ہی شیعوں کو کافر نہیں کہا۔

''ہم شیعوں کے کفر پر احد پہاڑ سے زیادہ وزنی دلائل رکھتے ہیں''

ایک بار پھر کہتا ہوں میری جماعت کہتی ہے...... میرے نوجوان ساتھی کہتے ہیں اور پوری جرات کے ساتھ کہتے ہیں...... شیعو اگر تمہیں یہ ہمارا لفظ چبھتا ہے کہ ہم تمہیں کافر کیوں کہتے ہیں...... تو ہائی کورٹ کا فل بینچ بٹھوالو۔

اور سنیو یہ بھی کہہ دینا چاہتا ہوں...... کہ میرے پاؤں ریت کی دیوار پر نہیں...... پتھر کی چٹان پر ہیں...... شیعہ زہر کا پیالہ پی سکتا ہے...... لیکن ہائی کورٹ میں میرے موقف کا عدالتی چیلنج نہیں کر سکتا...... اسے اپنے کفر شیطنت، دجل، شرارت، بے حیائی کا پوری طرح علم ہے۔

اسے علم ہے کہ اس کے بڑوں نے قرآن مجید کو شرابیوں کی کتاب کہا ہے...... اسے معلوم ہے کہ اس کے بڑوں نے محمد رسول اللہ کی بیعت مہدی کے ہاتھوں پر کروائی ہے...... اسے معلوم ہے...... کہ اس کے عقیدہ بداء میں کہ اللہ کبھی کبھی غلطیاں بھی کرتا ہے...... وہ کبھی عدالت میں نہیں آئے گا...... شیعہ کی ماں ابھی تک جنم نہیں دے سکی...... جو ایسا شیعہ بیٹا جنم دے...... جو ہمارے اس موقف کو عدالت میں چیلنج کرے ابھی تو وہ شیعہ ماؤں کے رحموں

میں نہیں آئے...... جو ہمارے چیلنجوں کو قبول کرے۔

پندرہ برس تھوڑا عرصہ نہیں ...... تمہارے اس کفر کو بیان کرتے گئے ہیں ......اور یہی میرا وہ جرم ہے...... جس کی پاداش میں بیڑی آئی ...... ہتھکڑی آئی ......مقدمات آئے، ۳۰۲ کے جھوٹے مقدمے میں ملوث کیا گیا...... جس کی پاداش میں آج سارا دن ہائی کورٹ میں گزارا...... کل سارا دن جج کے کٹہرے میں گزرے گا...... لیکن آج تک الحمدللہ میں نے اس موقف پر آنچ نہیں آنے دی ہے۔

سنیو! رب پر بھروسہ کر کے وعدہ کرتا ہوں ...... کہ یہ بے لچک موقف ہے ......مٹ جاؤنگا...... مرجاؤنگا...... برباد ہو جاؤنگا ...... بچے تباہ کروالونگا...... لیکن اس موقف میں کبھی لچک نہیں کرنے دی جائے گی۔

شیعہ کل بھی کافر تھا...... آج بھی کافر ہے......

سنیو! میری سنی ماؤں، میرے ملک میں رواج ہے...... جس بھائی کی اولاد نہیں ہوتی، انہیں اپنا بچہ سپرد کرتی ہیں ...... کہ دل بہلاؤ، جس بہن کی اولاد نہیں ہوتی، بھائی اور بہن اپنا بیٹا سپرد کر دیتی ہیں ...... کہ پریشانی دور کرو...... میری سنی ماؤں بچے پیدا کر کے عائشہ طیبہؓ کے لئے وقف کردو۔

عائشہ طیبہؓ کے لئے سپرد کر دو ...... مر جائیں ...... عائشہؓ کی عزت کے لئے مرجائیں، عائشہؓ کے تقدس کیلئے مٹ جائیں اپنی امی کی چادر کیلئے۔

میرے سنی بھائیوں، میرے فیصل آباد کے سنی بھائیوں تمہارا سر فخر سے بلند ہونا چاہیے، کہ ایک نوجوان ضیاء الرحمٰن ساجد نے اصحاب رسول کی عظمت کا نعرہ بلند کرتے ہوئے جان دی ہے۔

میں نے اس وقت بھی جیل کاٹی ہے ...... جب ایک آدمی ملاقات کرتا تھا...... آج بھی جیل کاٹتا ہوں ...... جب سینکڑوں ملاقات کرتے ہیں ...... ہماری حیثیت پر کوئی اثر نہیں پڑتا ایک ساتھ چلے ...... اس کی مرضی ہزاروں ساتھ چلیں ان کی مرضی لیکن ایک بات کہنا

چاہتا ہوں کہ اپنے اندر بیداری لائیے...... آخری بات کہہ رہا ہوں...... یہ سپاہ صحابہ کا نچوڑ ہے۔

جس صدیق اکبرؓ کو آج نذرانہ عقیدت پیش کرر ہے ہیں......اور صدیق اکبرؓ کے بعد جس کا نمبر آتا ہے......اسے اسلام فاروق اعظمؓ کا لقب دیتا ہیں۔

شیعہ نے وہ ظلم ڈھایا...... میں اگر دلائل کا انبار لاؤں کہ ہم شیعہ کو کافر کیوں کہتے ہیں، تو پھر ایک رات نہیں کافی راتیں چاہیے......اس موضوع پر میری بیسیوں تقریریں مل جائیں گی......صدیقؓ اور عمرؓ کتنے بلند ہیں...... کتنے مقدس ہیں......اور شیعہ اثنا عشری ان کا نقشہ کیا پیش کرتا ہے......ذرا توجہ کیجئے۔

باقر مجلسی ملعون شیعہ مجتہد اپنی بدنام زمانہ کتاب حق الیقین میں تحریر کرتا ہے......غلیظ قلم کے ساتھ سنیوں اگر شیعہ کا کفر واضح کرنا مقصود نہ ہوتا......تو میں یہ کفریہ عبارت کبھی زبان پر نہ لاتا......نقل کفر کفر نہ باشد کے اصول کے تحت کہہ رہا ہوں...... باقر مجلسی ملعون لکھتا ہے......کہتا ہے کہ جب امام مہدی ظہور کرے گا......تو روضہ نبویؐ پر حاضری دے گا تو روضہ اقدس پر کھڑے ہوکر پوچھے گا...... یہ نبی کے ساتھ دو اور کون سوئے ہوئے ہیں۔

سیاستدانوں، حکمرانوں، علماء اور مفتیوں، تاجروں اور عام مسلمانوں میں ایک ادنی کارکن ہوں ...... میرے ساتھ انصاف کرو ...... میرا جرم ہے......تو جوتے مارو ...... سچ کہتا ہوں......تو ساتھ دو...... یہ ملعون کیا لکھتا ہے......یہ کائنات کا کالا کافر کیا لکھتا ہے...... کہتا ہے کہ مہدی پوچھے گا کہ دو کون ساتھ سوئے ہوئے ہیں......لوگ بتلائیں گے کہ یہ نبی کے سسر ہیں ان کی بیٹیاں نبیؐ کے گھر ہیں اور یہ دو نبیؐ کے قریبی ساتھی ہیں ...... پھر امام مہدی پوچھتا ہے کہ ان کو یہاں دفن کس نے کیا ہے......لوگ کہیں گے کہ کیوں کہ یہ قریبی تھے اس لئے دفن کئے گئے ہیں چند دن بعد ٹھہر کر آگے لکھا ہے کہ مہدی کہے گا...... کہ روضے کی دیوار توڑو۔

فقہ جعفری کے ساتھ اتحاد کرنے والوں ملک وملت کے دشمنوں فقہ جعفری کو آقا و مولا بنانے والے وکالت سے بگڑے ہوئے ملاؤں آگے لکھا ہے......میں کہتا ہوں کہ فقہ جعفریہ

کے قائد باقر مجلسی پر لعنت بھیجئے ...... تو پھر کوئی بات کی جائے ...... کائنات کے بدترین کافرو، تم کہتے ہو کہ ہم تبرا نہیں کرتے ...... یہ کیا ہے ...... مہدی کہتا ہے کہ روضہ نبویؐ کی دیوار توڑو ...... سنیو! بتلاؤ کہ روضہ کا دروازہ ہے یا کہ نہیں ...... (ہے)

شیعہ یہ نہیں کہتا کہ مہدی کہتا ہے ...... کہ دروازہ کھولو ...... مہدی کہتا ہے ...... کہ دیوار توڑو ...... یہ اس روضے کی دیوار توڑی جا رہی ہے ...... کہ جس روضہ اطہر پر آج بھی حکم ہے۔

یا یھا الذین امنو لا ترفعو اصواتکم فوق صوت النبی

اس روضے کی دیوار شیعہ کہتا ہے کہ مہدی کدال لے کر توڑے گا ...... جس روضے پر آواز بلند کرنے کی آج بھی اجازت نہیں ہے ...... وہاں دیوار توڑی جائے گی ...... سنیو! غیرت، غیرت، غیرت ...... ہم بھی مہدی کو مانتے ہیں ...... لیکن جو نقشہ شیعہ مہدی کا پیش کرتا ہے ...... ہم اس کو نہیں مانتے۔

لکھتا ہے آگے شیعہ کہ لوگ کہیں گے ...... کہ ابوبکرؓ وعمرؓ کو ماننے والے اب بھی حیا نہیں کرتے ان کے جسم تروتازہ ہے ...... ان کا کفن تروتازہ ہے ...... صدیاں بیت گئیں اب بھی حیاء نہیں آرہا ...... مہدی کہے گا ...... کہ اتارو اور ننگے کرو ان کو ...... ننگا کر دیا جائے گا ...... اور خشک درخت کے ساتھ لٹکا دیا جائے گا ...... لاشیں لٹک رہی ہوں گی ...... خشک درخت ہرا ہو جائے گا ...... صدیقؓ وعمرؓ کے ماننے والے کہیں گے ...... کہ اب تو شرم کرو یہ تو خشک درخت سرسبز ہو گیا ہے ...... اب بھی تم ان کو نہیں مانتے ہو ...... مہدی کہے گا کہ نہیں مارو ان کو اسی طرح ننگا کر کے مارو مارنا شروع کیا جائے گا۔

ہائے شیعہ کیا کفر بک گیا کہتا ہے کہ مارنا شروع کیا جائے گا ...... مہدی کہتا رہے گا، اور مارو اور مارو ساتھ کہتا جائے گا ...... کہ آج تک جتنا ظلم ہوا ہے ...... اس کا ذمہ دار صدیقؓ ہے۔

جتنا ظلم ہوا ہے ...... اس کا ذمہ دار عمرؓ ہے ......

جتنا ظلم ہوا ہے......اس کا ذمہ دار صدیقؓ ہے......

سینوں جگر پر ہاتھ رکھو......آگے لکھا ہے......کہ مار مار کر جب تھک جائیں گے......
مہدی کہے گا...... لاشیں اتار لو...... اب آگ لگاؤ......ہائے ظلم کی حد ہوگئی......
انتہا ہوگئی......کفر بکنے کی۔

آگے لکھا ہے شیعہ نے باقر مجلسی ملعون کی روائت ہے کہ مہدی کہے گا آگ لگاؤ،
آگ لگا کر جلا دیا جائے......پھر کہے گا ان کی راکھ اڑادو......پوری دنیا میں آئندہ بھی ان کو
سزا ملتی رہے گی......میرے سنی بھائیوں شیعہ نے یہ سزا نہ

فرعون کے لئے تجویز کی ہے......

نمرود کے لئے تجویز کی ہے......

قارون کے لئے تجویز کی ہے......

ابوجہل ابولہب کے لئے تجویز کی ہے......

یہ سزا شیعہ نے نہ ہندوں کے لئے سکھوں کے لئے تجویز کی ہے......یہاں تک کہ
یزید کے لئے بھی تجویز نہیں کی......شیعہ نے یہ سزا کسی کفر کے لئے تجویز نہیں کی جو سزا ابوبکرؓ
اور عمرؓ کے لئے تجویز کی ہے......اسی حوالے کی بنیاد پر پوری جرات کے ساتھ پوری تعدی
کی ساتھ پورے چیلنج کے ساتھ ڈٹ کر بغیر کسی خوف کے جان ہتھیلی پر رکھ کر زندگی اور موت
برابر کر کے مستقبل سے بے نیاز ہو کر کہنا چاہتا ہوں۔

شیعہ ہندو سے بڑا کافر ہے......

شیعہ سکھوں سے بڑا کافر ہے......

شیعہ عیسائی سے بڑا کافر ہے......

شیعہ پارسائی سے بڑا کافر ہے......

شیعہ مجوسی سے بڑا کافر ہے......

شیعہ عتبہ سے بڑا کافر ہے......

شیعہ ابوجہل سے بڑا کافر ہے......

کیوں یہ سزا وہ اور کافروں کی تجویز نہیں کرتا...... جو نبی کے ساتھ جنت میں سونے والوں کیلئے تجویز کرتا ہے

شیعہ آئے دن شرارتوں پر اترا ہوا ہے...... جھنگ کے فسادات روزانہ کے ہیں...... یہاں تک کہ گزشتہ کل چند تخریب کار شیعہ ضمانت پر رہا ہوئے ہیں...... انہوں نے پھر گڑھ مہاراجہ میں مسجد پر پتھراؤ کیا ہے...... ہوائی فائرنگ کی ہے...... تبرا کیا ہے۔

میں آج واضح لفظوں میں اعلان کرتا ہوں کہ اگر حکومت نے دو ہفتوں کے اندر اندر شیعت کو لگام نہیں دی...... تو پھر ہم وہی ہیں جو پہلے تھے۔

شیعو! دیر ہے اندھیر نہیں...... میں زندہ رہوں یا نہ رہوں لیکن میرا وجدان کہتا ہے کہ تمہیں پاکستان کی دھرتی پر ایک نہ ایک دن غیر مسلم اقلیت ضرور تسلیم کیا جائے گا۔ تمہارا کفر...... تمہارا جدل تمہاری شیطنت آسمان سے باتیں کر رہی ہے...... سینوں ذرا اور دل پر ہاتھ رکھو۔

شیعہ مجتہد اپنی کتاب انوار نعمانیہ جس پر ایران کی مہر لگی ہے اس میں کفر بکتا ہے...... کہتا ہے کہ قیامت کے دن شیطان کے گلے میں ستر (۷۰) طوق ہوں گے اور ایک شخص شیطان سے آگے جا رہا ہوگا...... اس کے گلے میں ۱۲۰ طوق ہوں گے...... شیطان حیران رہ جائے گا...... یہ کفر کا بانی ہے...... ہر گناہ کا بانی ہے...... ہر شرارت کا بانی ہے...... میرے گلے میں ۷۰ طوق اور یہ کون کہ اس کے گلے میں ۱۲۰ طوق پہنائے گئے ہیں...... شیطان حیران ہے...... شیعہ مجتہد نعمت اللہ غفاری ملعون انوار نعمانیہ میں لکھتا ہے...... کہ شیطان حیرانگی کے عالم میں دوڑ کر میدان محشر میں کہے گا یہ کون ہے...... جس کے گلے میں ایک سو بیس طوق ہیں...... اور میرے گلے میں ستر طوق ہیں...... بھاگ کر دیکھتا ہے کہ جس کے گلے میں ایک سو بیس طوق ہیں...... وہ عمرؓ بن خطاب ہوگا۔

ہائے! سنیت کہاں مٹ گئی...... سنی کہاں سو گئے...... میں سنیت کو کہاں آواز دوں۔

اللہ مجھے زبان دے......

اللہ مجھے دل دے......

اللہ مجھے عقل دے......

میں کن الفاظ سے اس سوئی ہوئی قوم کو بیدار کروں......

کن الفاظ سے اس قوم کی غیرت کو جھنجوڑوں......

میں کن الفاظ سے اس کی غفلت کی چادر پھاڑوں......

اللہ اللہ طاقت دے میں وعدہ کرتا ہوں......

کہ اصحاب رسول کی عزت کے لئے آبرو کے لئے تقدس کے لئے......

شرافت کے لئے ڈٹ جاؤنگا......

اور میں سپاہ صحابہؓ کے سنی کے کارکن سے کہنا چاہتا ہوں......ہم پھول بھی ہیں......

سپاہ صحابہؓ کے رضا کار ہوں......یا نہ ہوں......

ایک ایک سنی سے بوڑھا ہو یا جوان......تاجر ہو یا غیر تاجر کہنا چاہتا ہوں کہ ہم پھول بھی ہیں......تلوار بھی ہیں۔

گئے چوکوں کے مناظرے، گئے چوکوں کی باتیں......

یہ پرانا زمانہ تھا......اب عدالت میں آؤ طے کریں بات کو اگر شیعہ نہیں آتے تو حکومت مجھ پر پابندی کیوں عائد کرتی ہے......مقدمات بناتی ہے......مجھے نقص امن پیدا کرنے کا طعنہ دیتی ہے......حکومت خود کیس کرے......شیعہ نہیں کرتے......لیکن حکومت خود کیس کرے......جس ضلع کا ڈپٹی کمشنر مجھ پر پابندی عائد کرتا ہے......اس لئے پابندی عائد کی ہے کہ مسلمان ہیں......میں شیعہ کے کفر پر عدالت میں دلائل دیتا ہوں......ڈپٹی کمشنر شیعوں کے ٹاؤٹ بن کر چیلہ بن کر......ایجنٹ بن کر......ان کے اسلام کے دلائل لائے......اگر شیعہ مسلمان ثابت ہو گئے......تو میں ملک چھوڑ جاؤنگا......تمہیں پابندی عائد کرنے کی ضرورت نہیں رہے گی......

اور اگر ایسا نہیں ہوتا تو میں پابندی توڑونگا...... قانون توڑوں گا...... میں ٹکراؤں گا...... جس طرح ٹکرانے کا حق ہے...... پھر نہیں بات سنی جائے گی...... کہ اینڈ آرڈر...... عائشہؓ کے دوپٹے سے امن زیادہ عزیز نہیں ہے...... عائشہؓ کے دوپٹے سے تم زیادہ عزیز نہیں ہو...... عائشہؓ کے دوپٹے سے مجھے اپنی اولاد عزیز نہیں ہے۔

آگ لگتی ہے لگ جائے میں امی کے دوپٹے کا تحفظ جرأت، بہادری، شجاعت، دلیری کے ساتھ کر جاؤنگا۔

ہمارا انداز قرآنی انداز ہے:

آج تمہیں تعجب لگتا ہے...... اس نعرے نے سپریم کورٹ کے کٹہرے میں گونجنا ہے، انشاء اللہ گونجنا ہے...... اس نعرے نے ہائی کورٹ کے کٹہرے میں گونجنا ہے...... لوگ کہتے ہیں کہ یہ کیا کہہ رہے ہیں...... کافر کافر کہہ کر تبلیغ کرنے کا کیا انداز ہے...... کافر کافر کہہ کر وعظ کرنے کا کیا انداز ہے۔

کافر کافر کہہ کر تقریر کرنے کا کیا انداز ہے

توجہ کیجئے! یہ انداز میرا نہیں......

یہ انداز میرے کسی پیرو مرشد کا نہیں......

یہ انداز کسی مولوی کا نہیں......

یہ انداز کسی تعصب اور ضد پر مبنی نہیں...... یہ وہ انداز ہے...... جو رب نے اپنے رسولوں کو سکھایا ہے...... میں رسول کی اتباع میں اس انداز پر کاربند ہوں...... رب نے اپنی رسول کو سکھایا ہے...... کہ سامنے کافر کھڑے ہیں...... تبلیغ کر اور کس طرح کہہ......

یاایھاالکافرون لا اعبد ما تعبدون

مولویو، پیرو، مرشدو! میں تمہارا رضا کار ہوں...... لیکن خدارا ظلم نہ اٹھا

یاایھاالکافرون لا اعبد ما تعبدون

کہہ کر رسول نے تبلیغ کی ہے...... ہم بھی وہی کچھ کہہ کر......

اوشیعو!اوکافرو! تمہارا یہ عقیدہ گندہ ہے...... یہ گندہ ہے تم اپنی جگہ ہم اپنی جگہ

لکم دینکم ولی دین...... قل یاایھا الکافرون

نہیں کیا نبی نے......خود کہا یا رب نے کہلوایا......تم رسول سے زیادہ اچھی خطابت رکھتے ہو...... تم رسول سے زیادہ اخلاق رکھتے ہو......تم پیغمبر سے زیادہ داعی ہو...... مانتا ہوں امام ہے۔

ادعوا الی سبیل ربك بالحکمة

مانتا ہے......لیکن یہاں

ادعوا الی سبیل ربك بالحکمة

ہے وہاں اسی رسول کی شریعت میں یہ بھی ہے کہ بیت اللہ میں مشرکین کے خدا نکال کر، پیر نہیں......مرشد نہیں......خدا نکال کر الہ نکال کر رسول نے ان کی ناک میں لاٹھی ڈال کر اعلان کیا ہے۔

جاء الحق ......بھول کیوں جاتا ہے......دین سمجھنے کے لئے تمام دلائل جمع کرنے پڑیں گے......

ادعوا الی سبیل ربك بالحکمة......

حق ، ایمان ......لیکن یہ بھی تو نظر آتا ہے کہ پیغمبر کسی خدا کی ناک کاٹ رہا ہے...... کسی کے کان کاٹ رہا ہے...... کسی کی ٹانگیں کاٹ رہا ہے......اور سب کچھ کرنے کے بعد اعلان کرتا ہے......

اف لکم ولما تعبدون من دون اللہ......

جن کے خداؤں کے ناک کاٹے تھے......ان کے جذبات مجروح ہوئے تھے......یا کہ نہیں ہوئے تھے......

ادعوا الی سبیل ربك بالحکمة......

اپنی جگہ حق ہے......لیکن جب کفر ضد پر اتر آئے......پھر اس کے جواب میں یلغار ہے۔

جب کفر ضد پر آئے تو پھر بدر ہے......

جب کفر ضد پہ اتر آئے تو پھر احد ہے......

پھر اس کے خلاف اعلان ہے......

اخر جو االیھود والنصری من جزیرۃ العرب

بات معاویہؓ کی آئی تو کہتا جاؤں ......آج کا مولوی معاویہؓ سے زیادہ اچھا خطیب نہیں ہے......آج کا مولوی معاویہؓ سے زیادہ مقدس نہیں ہے......آج کا مولوی معاویہؓ سے زیادہ با اخلاق نہیں ہے......تاریخ چیختی ہے...... چلاتی ہے......حیدر کرارؓ اور حضرت معاویہؓ کی آپس میں چپقلش تھی......ایک غیر مسلم رومی حکمران حیدر کرارؓ کو خط لکھتا ہے کہ میری بیعت کر، تابع ہو، ورنہ تختہ الٹ دونگا......ابھی تک علیؓ بن ابی طالب نے جواب نہیں دیا کہ میں کیا کرونگا۔

ابوسفیان کا بیٹا پہلے بولتا ہے......

وحی کا کاتب پہلے بولتا ہے......

رسول کا پروردہ پہلے بولتا ہے......

معاویہؓ بن ابی سفیان جواب دیتا ہے......

او رومی کتے! میرے پیرو، میرے مولویو مجھے طعنہ نہ دو......

کہ میری زبان تلخ ہے، میں نے یہ لہجہ معاویہؓ سے سیکھا ہے......

صحابی رسول نے کافر کو جواب دیا ہے......

ضدی کافر کو شیطان کافر کو......

غنڈے کافر کو کہ جارحیت پر اتر آیا تھا......

حضرت معاویہؓ لکھتے ہیں اور رومی کتے اگر علیؓ کی طرف تیرا ہاتھ اٹھا......

تو اس ہاتھ کو سب سے پہلے قلم کرنے کیلئے معاویہؓ علیؓ کا سپاہی بن کر آئے گا......

اور صرف حضرت معاویہؓ نے ہی دشمن کو کتا نہیں کہا......

رب کریم کافروں کی ضد اور کافروں کا کفر بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں......

مثلھم کمثل الکلب ان آیتوں کو بھول گئے......

صرف ادعو الی سبیل باالحکمۃ کی آیت یاد ہے......

ملاو قرآن وسنت کے سارے دلائل پھر نتائج اخذ کرو......

مثلھم کمثل الکلب...... اولئك كالا انعام بل ھواذل

کن کو کہا گیا کافروں کو کہ یہ جانوروں سے بھی زیادہ گمراہ ہیں......

جھنگوی کا دعویٰ:

میرا دعویٰ یہی ہے کہ شیعہ کائنات کا بدترین اور غلیظ ترین کافر ہے......ایک بات اور کہتا جاؤں کہ لوگ آواز بلند کرتے ہیں ...... کہ عورت مملکت کی سربراہ بن گئی ...... ظلم ہو گیا...... میں بھی کہتا ہوں کہ ظلم ہو گیا...... لیکن عورت عورت میں فرق ہے......ایک عورت مسلمان ہو کر سربراہ ہو......ایک عورت عورت ہونے کے ساتھ کافرہ ہو...... یہ دگنا ظلم ہے۔ بے نظیر صرف عورت ہی نہیں شیعہ عورت ہے...... عام شیعہ نہیں ......ایرانی نسل ہے، شیعہ کے عقائد کی بنیاد پر بے نظیر کافرہ عورت ہے......ڈر کر نہیں کہتا......رب پر بھروسہ کر کے جرأت، دلیری، بہادری کے ساتھ کہتا ہوں...... کہ بے نظیر کا تختہ الٹ دینا فرض عین ہے۔

اگر بے نظیر شیعہ نہیں تو تردید کرے اس کا نکاح ایرانی رسم ورواج کے مطابق کیوں ہوا تھا......اس کا نکاح شیعہ فقہ کے مطابق کیوں ہوا ہے......آپ صرف عورت کی بات کرتے ہیں ...... میں کہتا ہوں کہ کافرہ عورت مسلط ہے......پھر سنیو! تمہیں پتہ نہیں کب عقل آئے گی......تم نے اپنے مذہبی حقوق کی آج تک بات نہیں کی...... حاصل کرنا تو بعد کی بات ہے، بات تک نہیں کی ...... پاکستان کا صدر اور وزیر اعظم سنی العقیدہ مسلمان ہونا لازمی ہے...... ہمارا بنیادی، پیدائشی اور بین الاقوامی حق ہے......ایران کے آئین میں خمینی نے تحریر کیا ہے، کہ ایران کا صدر اور وزیر اعظم شیعہ اثنا عشری ہو سکتا ہے......سنی مسلمان نہیں ہو سکتا......اگر ایران میں میرا سنی مسلمان بھائی صدر نہیں بن سکتا......تو پاکستان کے سنیو! تم ہی بے غیرت

ہو کہ تم پاکستان میں شیعوں کو کلیدی عہدہ سنبھالتے چلے جاؤ۔

اٹھو شیعوں کو اقتدار سے دور کر دو......

اٹھو شیعت کو کلیدی عہدوں میں الگ کر دو......

یہ میرا اور آپ کا بنیادی حق ہے......

پاکستان سنی واضح اکثریتی آبادی ہے......

لہذا ملک سنی سٹیٹ ہونا چاہئے......

صدر، وزیراعظم سنی ہونا چاہئے......

ملک میں اصحاب پیغمبر خصوصاً خلفائے راشدین کے ایام سرکاری سطح پر منائے جانے چاہئے......

یہ قرارداد سے یہ مطالبات نہیں منوائے جائیں گے......

اس کے لئے ہتھکڑی اور بیڑی پہننا ہوگی......

اس کے لئے کفن پہننا ہوگا......

جس دن میری قوم یوں کھڑی ہوگی......

وہ دن شیعہ کا پاکستان سے بھاگنے کا آخری دن ہوگا۔

کیا ظلم ہے...... پاکستان کے مولوی خمینی کی تعریف کر رہے ہیں......

قیامت آ گئی، ایک ملاں جو کل تک ٹائی پہننے والا وکیل تھا......

جو جھوٹ بولتا تھا......وہ ملاں کہتا ہے کہ خمینی نے موت حسینؓ کی طرح لی ہے......

اور زندگی علیؓ کی طرح گزاری ہے۔

ایک اور ملاں جو خمینی کی موت پر کہتا ہے......کہ میرا باپ مر گیا......

ہم کو آج معلوم ہوا کہ تم کافر کے نطفہ تھے......ہم تو کچھ اور سمجھتے تھے......

پاکستان میں خمینی کی مدح اور پاکستان کی نیشنل اور صوبائی اسمبلیوں نے اس کے لئے قرارداد تعزیت...... آسمان کیوں نہیں ٹوٹ پڑا......اس خمینی کی مدح میں ملعون نے اپنی

بدنام زمانہ کتاب کشف اسرار میں تحریر کیا ہے کہ عمرؓ بن خطاب اصلی کافر اور زندیق تھا۔

''کسی نے مجمع میں بلند آواز کی کہ لبیک یارسول اللہ مولانا فرماتے ہیں''

کہ میرے عزیز لبیک یارسول اللہ کا یہ معنی ہے کہ کفن پہن کر سامنے آ ؤ اور اصحاب رسول کی آبرو کے لئے کٹ جاؤ یہ ہے مطلب ...... لبیک یارسول اللہ کا آج پیغمبر کی زوجہ طیبہ ام المومنین حضرت عائشہؓ پر لوگ تبرا کررہے ہیں ...... نعرہ بلند کر لبیک یارسول اللہ تو رہے یا شیعت رہے......

مزہ آئے نعرہ بلند کرنے کا......

میں تاویل کرلونگا کہ تیرا یہ نعرہ فرشتے رسول تک پہنچادیں گے......

میں تاویل کر کے تیرا نعرہ مانتا رہونگا...... لیکن نکل تو سہی، میدان میں آ......

کوئی کام تو کر گزر......

قیامت کے دن کہہ تو سکے کہ آقا میں نے لبیک کہہ کر تیری آبرو کے لئے جان دی تھی۔

یہ آج کی گفتگو انشاء اللہ یادگار گفتگو رہے گی...... اور میں ہر تقریر زندگی کی آخری تقریر سمجھ کر کرتا ہوں...... شائد پھر زندگی نہ رہے...... میرا دعویٰ یاد ہے...... میں نے اس دعویٰ پر دلائل دیئے ہیں...... اور گواہ بھی پیش کئے ہیں...... الحمد للہ میں نے ابھی آپ سے فیصلہ لینا ہے اور فیصلہ دینے سے پہلی کوئی شخص نہ جائے۔

اگر پاکستان شیعہ اور پاکستانی حکمران طبقہ مجھ سے اس لئے نالاں ہے...... کہ میں خمینی کو کافر کہتا ہوں...... تو مجھے بتلاؤ کہ جس خمینی نے فاروق اعظمؓ کو فاتح قیصرو کسریٰ کو فاروق صرف فاتح ہی نہیں......

انہوں نے قیصر جوتے کی نوک پر رکھ کر یوں اڑادیا تھا...... جیسے چٹیل میدان میں فٹ بال کھیلا جاتا ہے۔

اس فاروقؓ کو......

اس مراد مصطفیٰ کو......

اس بیت المقدس کے فاتح کو اور اس شخص کو جس نے رسول کو سب سے پہلی نماز بیت اللہ میں پڑھائی ہے......

خمینی اصلی کافر لکھے......اور تم اسے شیخ الاسلام کہو......

میرا دین صاف ہے......

میرا عقیدہ صاف ہے......

کہ جس خمینی نے فاروق اعظمؓ کو کافر لکھا ہے......

اس کو دن میں ہزار مرتبہ کافر کہنا ایمان ہے......

سنی نوجوانو! اپنی ماؤں سے دودھ معاف کروالو اور انہیں کہہ دو کہ ہم پاکستان کے دستور میں اپنی ماؤں کے تقدس تحفظ کیلئے وہ مائیں جو پیغمبر کا لباس ہیں۔

وہ مائیں جو پیغمبر کی عزت ہیں

وہ مائیں جو پیغمبر کی ناموس ہیں

وہ مائیں جو پیغمبر کی تقدس ہیں

اس کے لئے ہم پاکستان کے آئین میں لکھائے بغیر اب چین کی نیند نہیں سوئیں گے، کہ نبی کی بیویوں کی توہین کفر ہے......اور توہین کرنے والا سزائے موت کا مستحق ہے......

جب تک پاکستانی حکومت اب یہ ترمیم نہیں لاتی نہ ہم چین سے بیٹھیں گے......نہ چین سے حکومت کرنے دیں گے۔

یہ ہونا چاہئے یا نہیں؟ (ہونا چاہئے)

آپ ساتھ دیں گے......(دیں گے)

ہتھکڑی پہننا پڑی پھر......(ساتھ دیں گے)......

بیڑی پہننا پڑی پھر (ساتھ دیں گے)......

.................انشاءاللہ.................

......واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین......

مرادِ رسولؐ، دامادِ علیؓ، خلیفہ ثانی کی پاکیزہ زندگی

پر ایمان افروز خطاب

سیرت فاروق اعظمؓ

تاریخی حقائق کا روشن پہلو

امیر عزیمت مولانا حق نواز جھنگوی شہیدؒ

خالی ہے ترا دل ادب و شرم و حیا سے
ناداں تجھے کیوں بغض ہے اربابِ وفا سے
اے دشمنِ فاروقؓ تجھے اتنی بھی خبر ہے
فاروقؓ کو مانگا ہے محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے خدا سے

الحمدللہ و کفیٰ والصلوٰۃ والسلام علیٰ عبادہِ الذین اصطفیٰ
حمد و ثناء کے بعد:

تمہید:

گرامی قدر صدر جلسہ...... و معزز سامعین آج میں آپ کے سامنے فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی شان بیان کروں گا...... کرۂ ارض پر تمام امت سے افضل مسجد نبویؐ کے محراب میں جام شہادت نوش کرنے والی ذات...... ہمیشہ ہمیشہ کے لئے پہلوئے اقدس میں مدفون ہونے والے ملت اسلامیہ کے قابل فخر فرزند...... متعدد بار جسکی رائے کے مطابق:

فاطر السمٰوٰت والارض

نے وحی اتاری...... جسکے متعدد مشوروں کو وحی الٰہی نے قبول کیا...... جسکی یلغار نے باطل کے تمام ایوانوں میں لرزہ طاری کیا...... لسان نبوتؐ سے جسے فاروق اعظمؓ کے لقب سے نوازا گیا...... عصمت مآب عفت مآب نطق نبوت صلی اللہ علیہ واصحابہ وسلم نے جسکے لئے اعلان کیا:

لو کان بعدی نبیٌ لکان عمر

میری آج کی تمام تر گزارشات یکم محرم کی مناسبت سے اسی ذات گرامی قدر سے وابستہ ہیں...... دل کی اتھاہ گہرائیوں سے بارگاہ عالیہ میں تڑپ کے استدعا کیجئے کہ وہ ذات قدیر مجھے سچ کہنے کی توفیق بخشے (امین) تاریخ کا ہر طالب علم اس حقیقت سے بخوبی آگاہ ہے کہ خطاب کے لخت جگر یکم محرم کو مسجد نبویؐ کے محراب میں (فجر کی جماعت کراتے ہوئے) جام شہادت نوش کیا...... اور ایسی حالت میں ہی مرتبہ شہادت پر فائز ہوئے جب کہ آپ اپنے سر کو خالق قدوس کی بارگاہ عالیہ میں پورے عجز و نیاز کے ساتھ جھکائے ہوئے تھے...... نماز کی حالت میں اس بطل جلیل کو اپنی اس آرزو کے مطابق جو ہمیشہ آپ کی زبان پہ رہا کرتی تھی الٰہی موت عطا فرما اور وہ بھی مدینہ طیبہ میں اور وہ بھی عام موت نہیں شہادت کی موت۔

دنیا اس فاتح عالم کے یہ الفاظ سن کر ششدر رہ جایا کرتی تھی...... کہ موت بھی آئے ...... ہو بھی شہادت کی ...... آئے بھی مدینہ طیبہ میں یہ کیسے ہوگا وہ کون سے اسباب ہوں گے جو ایسی موت لائیں گے

دعائے فاروقؓ اور شہادت:

اسلام کا غلغلہ......فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا دبدبہ...... ابن خطاب کی یلغار......شیرانہ گرج......اور کفر کی کمزوری دیکھتے ہوئے عقلیں حیران تھیں......کہ یہ حالات کیسے رونما ہونگے......کہ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وہ مراد جسے نبوت نے غلاف کعبہ پکڑ پکڑ کے مانگا......جسے پیغمبرؐ نے معصوم ہاتھ دراز کر کے بارگاہ ایزدی سے طلب کیا......جس کے لئے نبوت اعلانیہ یہ کہا کرتی تھی:

اللھم اعز الاسلام بعمر ابن الخطاب

اے اللہ اسلام کی عزت کے لئے عمر بن خطاب دے......ابن خطاب مسجد نبویؐ کے محراب میں دعا کرتے تھے......اللہ شہادت کی موت عطا فرما اور وہ بھی مدینۃ الرسولؐ میں......آخر کار ابن خطاب کی وہ آرزو وہ تڑپ اور وہ آہ زاری......خالق ارض وسماء کی بارگاہ عالیہ میں شرف قبولیت حاصل کر گئی......موت بھی آئی اور مدینۃ الرسولؐ میں آئی......اور موت کے بعد اس شخصیت مطہرہ کو اس جگہ دفن کیا گیا جس جگہ کے دنیائے اسلام کا یہ فیصلہ ہے کہ عالمین میں کوئی خطہ اس خطے کا مقابلہ نہیں کر سکتا......جس خطے میں آج عمر بن خطاب مدفون ہیں...... کیوں مقابلہ نہیں کیا جا سکتا؟

روضۃ من ریاض الجنۃ:

اس لئے کہ جس جگہ آقا مدفون ہیں وہ جگہ عرش بریں سے اعلیٰ ہے وہ جگہ جنت سے اعلیٰ ہے......وہ جگہ بیت المقدس سے بھی اعلیٰ ہے......وہ جگہ بیت اللہ سے بھی اعلیٰ ہے......وہ عالمین کی ہر جگہ سے اعلیٰ ہے......وہ جگہ اتنی بلند ہے کہ اس جگہ کے مقابل میں کوئی اور جگہ عالم اسلام میں آج تک شمار نہیں ہوئی اور وہی جگہ ہے کہ جس کو نبوت نے عام

ذہنوں کو سمجھانے کے لئے اعلان کیا۔

مابین بیتی ومنبری روضة من ریاض الجنة

پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اعلان کیا کہ میرا وہ ٹکڑا جہاں میں مدفون ہونگا......وہ جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے......سادہ لفظوں میں جو اس کی تعبیر کر لیجئے......موت بھی آئی......آئی بھی شہادت کی......اور آئی بھی مدینہ رسولؐ میں......آئی بھی مسجد نبویؐ میں......محراب میں آئی......عین نماز کی حالت میں آئی جس نماز کو پیغمبرؐ پچاس ہزار شمار کرتے ہیں......جو بھی مسجد نبویؐ میں نماز پڑھیگا......نبوت کا اعلان ہے کہ ایک نماز کا اجر پچاس ہزار نماز کا ملے گا،اس نماز کی حالت میں اس بطل جلیل نے اپنی جان جان آفرین کے حوالے کی۔

تاریخ کی ستم ظریفی:

گویا میری آج کی تمام ترگزارشات اور معروضات کا تعلق اسی ذات گرامی قدر سے ہے کہ جسکی شہادت یکم محرم الحرام کو واقع ہوئی ہے......حیرت تو اس بات پہ ہے کہ......افسوس تو اس بات پہ ہے کہ مؤرخ ظلم کرتا چلا آرہا ہے اور صرف مؤرخ ہی کی زیادتی نہیں بلکہ سنیت بھی سوگئی......اگر سنیت جاگتی ہوتی تو غلط کار مؤرخ کبھی بھی غلط نہ لکھ سکتا......غلط کار مؤرخ کبھی بھی اس قربانی کو ضائع نہ کرسکتا......اگر سنیت جاگتی ہوتی اسے اپنے عقائد ونظریات معلوم ہوتے......اگر اسے اپنے عقائد کا وزن معلوم ہوتا......اسے اپنے عقائد کی قدر و منزلت معلوم ہوتی......اسے یہ معلوم ہوتا کہ ہم نے آگے چل کے کیا کرنا ہے......ہماری نسلوں نے کیا کرنا ہے......ہم نے اس اسلامی تاریخ سے کیا سبق حاصل کرنا ہے......اگر یہ لوگ جاگتے ہوتے تو جہاں انہیں دس محرم یاد تھا......وہاں انہیں یکم محرم بھی یاد ہوتا......انہیں جہاں دس محرم کی چھٹی یاد تھی......وہاں انہیں یکم محرم کو بھی چھٹی یاد ہوتی، جہاں انہیں دس محرم کو خیرات یاد تھی......وہاں انہیں یکم محرم کو خیرات یاد ہوتی......جہاں دس محرم کو انہیں نیازیں یاد آئیں......وہاں انہیں یکم محرم کو بھی یاد آتیں......جہاں انہیں دس محرم

کو قرآن پڑھنا یاد آیا ......وہاں انہیں یکم محرم کو بھی قرآن پڑھنا یاد آتا ......اس لئے یاد آتا ...... حسین مقدس ہے...... مطہر ہے......منزہ ہے......سب کچھ ہے......میرا ایمان ہے......میری عقیدت کا محور ہے میری عقیدت کا نقطہ ہے......میری عقیدت کا مرکز ہے یقیناً مرکز ہے......یقیناً میں حسین کی عزت وعظمت اپنے ایمان کا جزو سمجھتا ہوں ...... حسین کی عظمت کے خلاف زبان سے لفظ نکالنا اپنے عقائد ونظریات کی تباہی وبربادی سمجھتا ہوں......لیکن جہاں تک حقائق کا تعلق ہے...... جہاں تک قرآن وسنت کی شہادت کا تعلق ہے...... جہاں تک کتاب اللہ کے ارشادات کا تعلق ہے...... جہاں تک پیغمبر کی تعلیمات کا تعلق ہے...... جہاں تک تاریخی حقائق کا تعلق ہے......ایک نہیں لاکھ حسینؓ پیدا ہو جائیں وہ فاروق اعظمؓ کی شخصیت کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔

سنیت نے غفلت کی چادر تان لی:

نبوت پہاڑ کا ہلنا برداشت نہ کرے آج ان شخصیات پر تبرا ہو...... برداشت کر لیا جائے ......ان پر کفر کے فتوے لگائے جائیں برداشت کر لئے جائیں......ان پر لعنت بھیجی جائے برداشت کر لیا جائے......ان کو ماں بہن کی گالیاں دی جائیں برداشت کر لیا جائے انہیں جہنمی کتا لکھا جائے برداشت کر لیا جائے ......سنیت لمبی نیند سو گئی......سنیت نے غفلت کی چادر تان لی......اگر سنیت جاگتی ہوتی تو کوئی طوائف کی نسل آج اس بطل جلیل کیخلاف ملت اسلامیہ کے اس قابل فخر فرزند کے خلاف کوئی کتاب......کوئی تحریر......کوئی کسی قسم کی قلم نہ اٹھا سکتا......شرط صرف یہ تھی کہ سنیت بیدار ہوتی ......میں آج بھی تمہیں تمہاری غیرت کا واسطہ دیکر کہتا ہوں آج بھی تمہیں تمہاری ماؤں کے دودھ کا واسطہ دے کے کہتا ہوں آج بھی تمہیں تمہاری حمیت کا واسطہ دے کے کہتا ہوں......اگر تم مومن ہو......اگر تم واقعی سنی بننا چاہتے ہو......تو فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی شخصیت کو سمجھنے کی کوشش کیجیے یہ وہ عظیم شخصیت ہے جس نے مسجد نبویؐ کے محراب میں جان خالق کے حوالے کی ہے۔

میرے واجب الاحترام سامعین!

کون عمرؓ ہے...... جس نے یکم محرم الحرام کو اپنی جان جان آفرین کے حوالے کی ہے...... یہ عام شخصیت نہیں ...... عام انسان نہیں ...... نبوت اس عمرؓ کے لئے غلاف کعبہ پکڑ کے تڑپ گئی...... نبوت اس عمرؓ کے لئے کروٹ کروٹ تڑپتی رہی، نبوت اس عمرؓ کے لئے تہجد کی تاریک راتوں میں بیٹھ بیٹھ کر رورو کے استدعا کرتی ہے...... ''اللہ عمر چاہیئے'' ...... ''اللہ عمر چاہیئے'' ...... ''اللہ عمر چاہیئے'' ...... کیوں چاہیئے؟ ...... اسلام کے غلبے کے لئے اسلام کی عزت کے لئے جب میں تاریخ کا جائزہ لیتا ہوں کہ جب معصوم نطف عمرؓ مانگتی تھی جب معصوم ذات عمرؓ مانگتی تھی...... جب معصوم ہاتھ عمرؓ کے لئے اٹھتے تھے، جب معصوم دل عمرؓ کے لئے تڑپتا تھا...... جب معصوم آنکھیں رورو کر عمرؓ کے لئے استدعا کرتی تھیں...... ''اللہ عمر چاہیئے'' ...... ''اللہ عمر چاہیئے'' ...... ''اللہ عمر چاہیئے'' ...... جب میں نے جائزہ لیا کہ یہ کون سے حالات تھے...... جب نبوت عمرؓ مانگتی ہے ...... تو مجھے پیغمبری کے قدموں میں ابو بکرؓ نظر آئے...... میں سوچنے پر مجبور ہو گیا...... ابو بکرؓ کی آمد کے بعد بھی کیا عمرؓ کی ضرورت باقی تھی ...... پھر جائزہ لیا تو مجھے شیر خدا فاتح خیبر اسد اللہ ذوالفقار کا مالک نبوت کے قدموں میں نظر آیا مجھے وہ ذات بھی پیغمبرؐ کے قدموں میں نظر آئی، جسے شیر خدا کہا جاتا ہے...... مجھے وہ ذات بھی پیغمبرؐ کے قدموں میں نظر آئی، جسے قاتل المشرکین کہا جاتا ہے...... مجھے وہ ذات بھی پیغمبرؐ کے قدموں میں نظر آئی، جس کو فاطمہؓ کا شوہر کہا جاتا ہے، مجھے وہ ذات بھی پیغمبرؐ کے قدموں میں نظر آئی، جس کے دونو جوان جس کے دولخت جگر جو کائنات میں اپنی مثال آپ ہیں، مجھے وہ علیؓ بھی پیغمبر کے قدموں میں نظر آئے کہ جس کے لخت جگر نے کرب و بلا کی وادی کا سینہ چیرتے ہوئے حق و صداقت کا علم بلند کیا تھا، مجھے وہ علیؓ ابن ابی طالب بھی نبوت کے قدموں میں نظر آئے، جس نے خیبر کا قلعہ جوتے کی نوک پر رکھ کے اکھاڑ دیا تھا۔

منفرد و منتخب شخصیت:

یہ دیکھنے کے بعد میں ششدر رہ گیا...... حیران رہ گیا...... وجہ کیا ہے؟ ...... سبب کیا

ہے؟......ضرورت کیا پڑ گئی؟......ابوبکرؓ جیسی شخصیت آئی......جس کے لئے نبوت خود اعلان کر گئی:

"افضل البشر بعد الانبیاء"

کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے ماسوا پوری کرہ ارض پہ ابوبکر صدیقؓ سے بڑا کوئی نہیں...... جب اتنی بڑی شخصیت آ گئی پھر نبوت کیوں تڑپتی ہے......عمرؓ کے لئے......اور جب علیؓ جیسا آ گیا پھر پیغمبر عمرؓ کیوں مانگتا ہے، میں یہ سوچتا رہا لیکن آخر کار اس نتیجے پر پہنچا کہ نبوت ویسے ہی نہیں تڑپتی..........نبوت ان دونوں کی آمد کے بعد بھی عمرؓ کی خواہش رکھتی تھی......پھر پیغمبرؐ نے......اس حقیقت کو واشگاف کر دیا......ابوبکرؓ تمام فضائل میں عمرؓ سے اعلیٰ ہے......علیؓ اپنے مقام پر بہت بڑی شخصیت ہے......لیکن جہاں تک عمرؓ کے تدبر کا تعلق ہے......عمرؓ کی للکار کا تعلق ہے..........عمرؓ کی یلغار کا تعلق ہے......عمرؓ کی وزنی رائے کا تعلق ہے......تو وہ ایک ایسی خصوصیت ہے......جو پیغمبر کی پوری جماعت میں کسی اور کو حاصل نہیں ہے......اسی لئے تو نبوت کروٹ کروٹ تڑپتی ہے ....اللہ عمرؓ چاہئے......اللہ عمرؓ چاہئے......اسلام کی عزت کے لئے چاہئے......اسلام کے غلبے کے لئے چاہئے، جب جائزہ لیا تو مجھے بات نظر آئی عمرؓ اتنی وزنی رائے رکھتا کہ جس رائے کے مطابق......جبریل علیہ السلام وحی لے کے اترتا ہے..........توجہ کرتے جایئے......بات ذہن میں اترتی جائے......عمرؓ کی قدر و منزلت سمجھ میں آتی جائے......عمرؓ کا وقار سمجھ میں آئے، عمر کی حمیت سمجھ میں آئے......عمرؓ کی غیرت سمجھ آئے......عمرؓ کی للکار کہ اس اُمی کی خدمات دیگر اُمیوں کی بہ نسبت زیادہ تھیں۔

عائشہؓ کی دیگر خصوصیات صحابہ کرامؓ کی نظر میں:

اس نے حدیث کو حفظ کر لیا......پیغمبرؐ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعلیمات کو اجاگر کیا، یہ محض پیغمبر کی بیوی نہیں تھیں......بلکہ مجتہدہ تھیں......صحابہؓ میں دو قسمیں ہیں......ایک تو صحابیؓ وہ ہیں جو راویان احادیث ہیں......اور ایک صحابیؓ وہ ہیں جو روایت اور حدیث کیساتھ

ساتھ اجتہاد کے منصب پہ بھی فائز ہیں، صدیقؓ کی بیٹی صدیقہؓ مجتہدہ ہے...... نہ کہ محض راوی حدیث صدیقؓ کی بیٹی صدیقہؓ مجتہدہ ہے...... محض صحابیہ نہیں صدیقؓ کی بیٹی صدیقہؓ مجتہدہ ہے...... محض زوجہ پیغمبرؐ نہیں...... اسی لئے صحابہؓ ان کی قدر و منزلت کو پہچانتے تھے، میں عرض یہ کر رہا ہوں کون امی؟...... عائشہ امی؟...... کون امی؟...... جس کے لئے جبرائیل سلام لے کر آیا کرتا تھا...... کون امی؟...... کہ جس امی کی قدر و منزلت کے لئے...... جس امی کے ناموس کے لئے جبرئیل علیہ السلام کو آنا پڑا...... اور کیسے آنا پڑا...... یہ وہ امی ہے کہ جس پہ منافق الزام عائد کرتا ہے...... خالق نے سورۃ نور اتار کے اس کے قدر و منزلت کو بلند و بالا کر دیا...... کون امی؟...... کون عائشہؓ؟...... کہ جس کا ہار گم ہوتا ہے...... نبوت یہ اعلان کر دیتی ہے...... صدیق رک جاؤ...... سمجھ آئے...... عمرؓ کا وہ مرتبہ جو نبوت کی بارگاہ میں ہے، وہ ذہن میں اتر جائے...... توجہ کیجئے منافق مرتا ہے...... بے ایمان مرتا ہے...... امی کا گستاخ مرتا ہے...... کون امی؟...... جسے عائشہؓ کہتے ہیں...... کون امی؟...... جسے پیغمبرؐ کا حرم کہتے ہیں، کون امی؟...... جسے صدیقہؓ کہتے ہیں...... کون امی جو مسواک چبائے اور وہی واپس نبوت کے حوالے کرے...... تو پیغمبرؐ اس مسواک کو اپنے دہن اقدس میں لائیں...... کون سا دہن اقدس؟...... پیغمبر کا جو معصوم دہن تھا...... اسی میں وہ چبایا ہوا مسواک آئے جو عائشہؓ چبایا کرتی تھیں...... کون امی؟...... جو پانی پیئے تو نبوت دیکھتی رہے کہ...... عائشہؓ پانی پی رہی ہے...... اور بعد میں بڑی مہربانی کے ساتھ...... بڑی شفقت کے ساتھ فرمائے...... عائشہؓ کا بچا ہوا پانی میرے حوالے کر دیجئے...... جب پیالہ واپس آتا ہے نبوت ہاتھ میں لیے بیٹھی ہے...... معصوم ہاتھ پہ پیالہ پڑا ہے...... معصوم نگاہیں اس پیالے کو دیکھتی ہیں...... اور سوال یہ ہوتا ہے کہ...... عائشہ وہاں انگلی رکھیے جہاں تو نے منہ لگا کر پانی پیا ہے...... معصوم نبیؐ ہونٹ رکھ کر پانی پینا چاہتے ہیں...... کون امی؟...... جو صحابہؓ کی استاد بن گئی...... کون امی؟...... جس کو خالق ارض سما نے اتنا بڑا اشرف عنائیت کر دیا...... صحابہ کرامؓ کہتے ہیں، ہم اتنی عزت کرتے تھے اس امی کی کہ...... جس دن آقاؐ نے اس امی کے ہاں گھر جانا

ہوتا......ہم تجھے اسی دن بھیجتے......اس لئے ......عمرؓ رک جاؤ......عثمان رک جاؤ......علیؓ رک جاؤ......کیوں رک جائیں؟......امی کا ہار تلاش کرنا ہے......تاریخ گواہ ہے......پیغمبرؐ کے ارشادات گواہ ہیں......نبوت کی تعلیمات گواہ ہیں بے آب و گیاہ سرزمین پہ نبوت کا لشکر رکا ہوا ہے......پیغمبری رک گئی ہے......آگے قدم نہیں اٹھتا ہے......ایک ایک صحابی تلاش کرتا ہے کہ ہار تلاش کر کے لائیں......ہار نہیں مل سکا......امی کہتی ہے آقا میں تو ہار مانگ کے لائی تھی......میرا ذاتی نہیں ہے......ورنہ نظر انداز کر دیا جاتا......اسے تو تلاش کرنا ہوگا۔

کیا امی کی قدر و منزلت......اگر محض عورت ہوتی......محض بیوی ہوتی......اس کو یہ وزن نہ دیا جاتا......عائشہؓ محض عورت نہیں......عائشہؓ محض بیوی نہیں......عائشہؓ محض زوجہ نہیں......عائشہ پیغمبرؐ کی عزت ہے......عائشہ پیغمبر کی عظمت ہے......عائشہ پیغمبرؐ کا وقار ہے......عائشہ پیغمبر کی دستار ہے......عائشہ پیغمبر کا تقدس ہے......جب ہی تو لشکر کو خلائق عالم نے بے آب و گیاہ سرزمین پہ روک لیا......ایک ایک صحابی تلاش و جستجو میں پھر رہا ہے، امی کا ہار نہیں ملتا......واپس آ کے رپورٹ مہیا کرتے ہیں......آقا بہت تلاش کیا......ہار تو مل نہیں سکا......البتہ یہ ضرور ہے کہ خدشہ لاحق ہو گیا ہے......نماز کا ٹائم جا رہا ہے......وقت تنگ ہوتا جا رہا ہے......کیا آج نماز نہیں ادا کی جائے گی؟

تیمّم کا حکم:

پیغمبرؐ مُہر بہ لب ہیں......انتظار ہے کہ خالق کیا فرماتے ہیں......اسی انتظار و جستجو میں صحابہؓ پھر تلاش میں لگ جاتے ہیں......نماز کا ٹائم قریب آ گیا......جب نماز بالکل وقت پر آ گئی تو جبرئیل علیہ السلام تڑپ کے آیا آ کے عرض کرتا ہے......خاتم الانبیاءؐ کی بارگاہ عالیہ میں آ کے عرض کرتا ہے......آرڈر پیش کرتا ہے خالق کا کہ میرے آقاؐ میرے محبوب اعلان کر دیجئے......امی کا ہار تلاش کئے بغیر جانے کی اجازت نہیں ہوگی......خالق ضابطہ بدلنا چاہتا ہے......کیا کمال تھا اس امی کی قدر و منزلت کا......کیا کمال تھا اس امی کی عفت کا......کیا کمال تھا اس امی کی شرافت کا......کیا کمال تھا اس امی کے لب شان کا کیا کمال تھا

اس امی کے تقدس کا......کہ رب کائنات نے ضابطہ بنا دیا قیامت تک آنے والے مسلمانوں کے لئے کہ اگر پانی نہیں ہے تو نہ ہو......پاک مٹی سے تیمم کرلو......غسل کی حاجت ہوتب بھی تیمم کرلو۔

عبداللہ بن ابی منافق کا جنازہ:

ایک اور واقعہ سنئے......نبوت قدم اٹھاتی ہے......جنازہ پڑھنا چاہتی ہے......اس ضرورت کے مطابق پڑھنا چاہتی ہے یہ مجبوری سمجھ کے پڑھنا چاہتی ہے......اس حکمت کے تحت پیغمبری نے قدم اٹھائے......نبوت کا معصوم قدم اٹھتا چلا جا رہا ہے......فاروقی آنکھیں غیرت بھری نگاہوں سے دیکھتی جا رہی ہیں......نہ رہا گیا خطاب کے بیٹے سے......دوڑ کے دست بدست نبوت کا دامن پکڑ لیا......واہ عمرؓ تیری فکر......نبوت کا دامن پکڑ لیا آقا آپ پیغمبر ہیں......میں نوکر ہوں......آپ آقا ہیں......میں غلام ہوں......آپ قائد ہیں، مین آپ کا امتی ہوں......میں کچھ نہیں کر سکتا البتہ اپنی رائے کا اظہار کرنے کی مجھے آپ نے اجازت دے رکھی ہے......آپ اس ملعون کا جنازہ پڑھتے ہیں......جس نے امی پر تہمت لگائی......آقا فرماتے ہیں......عمرؓ......ابھی منع تو نہیں کیا گیا کہ ایسے بدقماش لوگوں کی نماز جنازہ نہ پڑھی جائے......عمرؓ جواب میں بڑے پیارے انداز میں دست بستہ درخواست کرتے ہیں......آقا کوئی بات نہیں میری رائے ہے کہ جنازہ نہ پڑھا جائے......کیا کمال تھا اس خطاب کے بیٹے کی سوچ کا......فکر کا......نبوت قدم اٹھائے چلی جا رہی ہے......عمرؓ اپنی رائے دے چکا ہے......نبیؐ کا مقدس دامن پکڑ کے رائے دے چکا ہے......اپنی رائے کا اظہار کر چکا ہے پیغمبری نے فیصلہ کر لیا کہ نہیں......ہم جنازہ پڑھتے ہیں......ہمارے اس جنازہ پڑھنے سے فوائد حاصل ہو جائیں گے......بہرحال اتنی ہی بات ہوئی......پیغمبرؐ نے قدم اٹھائے......جبریل آ کے نبی کے معصوم قدم پکڑ کے بیٹھ گیا ہے......تاریخ پڑھ......قرآن پڑھ......احادیث کا مطالعہ کر......قدم پکڑ کے بیٹھا ہے......جبریل کہتا ہے آقا جانے کی اجازت نہیں ہے......یہ قدم اب آگے نہیں اٹھ

سکتا؟...... کیوں نہیں اٹھ سکتا...... جواب آیا...... وہی بات صحیح ہے جو خطاب کے بیٹے عمرؓ نے کہی ہے...... عمر رضی اللہ عنہ کی جو سوچ تھی...... کہ ابن ابی کا جنازہ نہ پڑھا جائے اسی کیمطابق وحی آئی...... جو عمر زمین پر کہتا تھا...... خالق نے اس کو عرش پہ قبول کر کے وحی بنا کے اتار دیا۔

آپ سمجھے نہیں یہ کتنی بڑی قدر و منزلت سے نوازا ہے...... جس کی جان یکم محرم الحرام کو لے لی گئی...... اور مسجد نبوی کے محراب میں لی گئی...... کیا آپ اس کو مظلوم نہیں سمجھتے...... کیا آپ اس کو شہید نہیں مانتے...... توجہ کیجئے...... جو رائے خطاب کے بیٹے نے دی تھی کہ میرے آقا اس کا جنازہ مت پڑھیے۔

اس رائے سے دو قدم آگے نکل کر خالق کی جانب سے وحی آئی:

لا تصل علی احد منهم مات ابدا ولا تقم علی قبره

کہ میرے محبوب پیغمبر صرف جنازہ سے ممانعت نہیں بلکہ ایسے ناپاک وجود کی قبر پہ بھی کھڑے ہونے کی ضرورت نہیں۔

دنیا عقل و خرد کو چھٹی کرتے ہوئے...... بے غیرتی، ...... بے حمتی...... بے حسی...... بد طینتی...... بدفطرتی کا ثبوت فراہم کرتے ہوئے ہزار کہے کہ عائشہؓ کا گستاخ سنی کا بھائی ہے، وہ کہتا جائے...... اس کی بدفطرتی تو شمار کی جائے گی...... لیکن...... عائشہؓ کے دشمن کو کبھی بھی شمار نہیں کیا جا سکتا...... جو ماں کی عزت کا قائل نہ ہو...... جو اس کی عفت کا قائل نہ ہو...... اس کو بھائی سمجھنا اپنے حرامی کا ثبوت دینا ہے...... جس میں عقل ہوگی وہ اس بات کو جان جائے گا...... عمرؓ کی غیرت کا تقاضہ حیا تھا...... آقا جنازہ نہ پڑھیے...... عمر جنازہ کی بات کر رہے تھے...... وحی نے تاکید کرتے ہوئے فرمایا...... صرف جنازہ ہی نہیں بلکہ قبر پہ بھی کھڑے ہونے کی اجازت نہیں ہے...... وہ جسم ملعون ہے...... وہ جسم غلاظت بھرا ہے، وہ جسم گندہ ہے...... اس کی قبر پہ بھی نبی کو کھڑے ہونے کی اجازت نہیں ہوگی۔

میرے محترم سامعین! یہ عمرؓ کی سوچ تھی...... عمرؓ کی رائے تھی...... وہ رائے جو زمین پر

دی گئی......وہ رائے جو فرش پر دی گئی تھی ......خلاق عالم نے اس کو عرش سے وحی بنا کر اتارا اور فاروق اعظمؓ کی اس رائے کو قبول کر لیا گیا کہ واقعی منافقین کا جنازہ پڑھنے کی اجازت نہیں ......اور ان کی قبر پہ کھڑے ہونے کی اجازت نہیں ہے ......توجہ کیجئے ......عمرؓ زمین پر بولتا ہے درخواست کرتا ہے......آقا بدر کے قیدی پکڑ کر لائے گئے ہیں ......

فاروق اعظمؓ تیری عظمت پر ہزار جان قربان:

بدر کی فتح کے بعد کافر قیدی بن کر آئے تھے ......جس کو اسارۃ بدر کے نام سے احادیث میں یاد کیا گیا ہے......نبوت بیٹھ گئی مسئلہ شروع کیا......ابو بکرؓ سے رائے لی، آپ کیا چاہتے ہیں ......ان دشمنوں کے ساتھ کیا کیا جائے ......ابو بکرؓ نے نرمی کی رائے دی، گویا ابو بکرؓ نے گو ایک ایسی رائے دی کہ جس کے ذریعے سے زیادہ سے زیادہ حسن سلوک کا ثبوت فراہم ہوتا تھا......آقاؐ......قیدی تو بن کر آ گئے ہیں ......فاتح تو ہم بن گئے ہیں، کامیابی تو ہم نے حاصل کر لی ہے......اگر ان لوگوں سے جذیہ لے کر چھوڑ دیا جائے......تو شائد ہمارا یہ حسن سلوک ان کے دلوں میں گھر کر جائے ......اور اسکے ذریعے سے وہ کلمہ پڑھ لیں......میری رائے یہ ہے کہ فدیہ لے کر چھوڑ دیا جائے۔

خطاب کا بیٹا بھی نبوت کے پہلو میں بیٹھا ہے......پیغمبر کے قدموں میں بیٹھا ہے...... اور وہ خطاب کا بیٹا جسے نبوت کروٹ کروٹ تڑپ تڑپ کے مانگتی ہے ......آقاؐ پھر پوچھتے ہیں......عمرؓ تیری کیا رائے ہے؟......نبوت کی بارگاہ میں بیٹھنے والا یہ مقدس و مطہر قیصر و کسریٰ کا فاتح ......بیت المقدس کو بغیر لڑائی کے لینے والا ......اور وہ مقدس انسان جس نے قیصر و کسریٰ کو لوہے کے چنے چبوائے ......اے کاش! کہ سنی میں عمری غیرت اتر جائے......اے کاش! کہ سنی عمری غیرت سے سبق حاصل کر کے آج باطل کو للکارتا...... آج باطل کو چیلنج کرتا، آج باطل کی آنکھ میں آنکھ ڈال کر بات کرتا......میں سنی نوجوان کو للکاروں گا......اس کی ماں کے دودھ کا واسطہ دے کر للکاروں گا......عمرؓ تیرا پیر ہے......عمرؓ تیرا مرشد ہے، عمرؓ تیرا قائد ہے......عمرؓ تیرا آقا ہے......عمریؓ غیرت سے سبق لے دشمن تیرے مقابلہ میں مچھر کے

پر کے برابر بھی کوئی وزن نہیں رکھتا...... عمرؓ تیری رائے کیا ہے...... کیا سوچ ہے؟...... کیا فدیہ لے کر چھوڑ دیں؟...... عمرؓ قربان تیری سوچ پر...... عمرؓ قربان تیری غیرت پر...... عمرؓ قربان تیری یلغار پر...... ہاتھ جوڑ دیئے۔

سامعین محترم!

سمجھانے کا میرا انداز ہے...... میں مختصر واقعہ کو پھیلا رہا ہوں...... تاکہ بات آسان لفظوں میں ذہن میں اتر جائے ہاتھ باندھ دیئے...... آقا رائے ہے یا آرڈر ہے...... رائے کا مطالبہ ہے...... مشورہ ہو رہا ہے...... مشورے میں ہر آدمی کو بولنے کا حق ہے، بتلایئے کیا کیا جائے...... میری رائے تو یہ ہے کہ بدر کے قیدیوں میں اگر کوئی میرا رشتہ دار آیا ہے تو میرے حوالے کیجئے...... میں اس کا سر قلم کر کے مکہ کے چوک میں لٹکاؤں گا...... ہائے، ہائے...... ہائے...... کیا ایمان ہے خدا کی قسم کیا ایمان ہے...... اور برادری کے مسائل پہ دین کی تباہی کرنے والے سنی اور برادریں پہ ضمیر بیچنے والے سنی ...... اور...... برادری Base بیں پہ بدعات و رسومات کو جنم دینے والے...... عمری غیرت سے سبق حاصل کر، میرے رشتہ دار میرے حوالے کر دیئے جائیں...... میں ان کا سر قلم کر کے مکہ کے چوک میں لٹکاتا ہوں...... ابوبکرؓ کے رشتے دار اگر کوئی آئے ہیں...... ان کے حوالے کر دیجئے...... ان کو یہ قتل کریں...... عثمانؓ اور علیؓ کے رشتے دار اگر آئے ہیں...... ان کے حوالے کر دیجئے...... ان کو وہ قتل کریں...... نبوت مسکرا پڑی پوچھا...... عمرؓ یہ کیا رائے ہے کہ ایک کو تو قتل کرتا ہے، دوسروں کو یہ کریں...... تو عمرؓ دست بدستہ درخواست کرتے ہیں...... آقا اس لئے کہ قتل کے بعد عربی رواج کے مطابق عرب میں انتقام کا جذبہ اٹھے گا...... اور عرب قوم انتقام انتقام کا نعرہ بلند کرے گی...... تو جب انتقامی آگ بھڑکے تو قبیلہ اپنی برادری کے آدمی سے بدلہ لینے کے لئے آئے گا...... کسی اور کو تو نہ پوچھے گا...... جب میں اپنی برادری کا آدمی قتل کروں گا...... میری برادری مجھ سے بدلہ لے گی کسی اور طرف تو رخ نہیں کرتی...... اسلئے میں نے رائے دی ہے کہ ہر قبیلے کا آدمی اپنی برادری کے آدمی کو قتل کرے ...... رائے

آ گئی...... نبوت نے مسکرانا چھوڑا...... صدیقؓ کی رائے کو وزن دیتے ہوئے، پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فیصلہ کر دیا...... ہم فدیہ لے کر چھوڑ تے ہیں ...... جبرائیلؑ تڑپتا ہوا آیا...... آ کے عرض کرتا ہے...... آقا! کیا کر بیٹھے ہو...... آقا آپ نے معصوم ہونے کے باوجود غور نہیں کیا...... عمرؓ کیا کہتا تھا...... خالق تو وہی کہتا ہے جو عمرؓ کہتا ہے ...... آہا...... آہا...... خالق تو وہی اعلان کر رہا ہے جو عمرؓ نے کہا ہے...... کیا اعلان ہے...... قرآن پڑھ تیرا عقیدہ واضح ہو جائے گا...... کھل جائیں تجھ پر تیرے نظریات:

ماکان للنبی ان یکون له اسری حتی یثخنن فی الارض ...... (انفال ۹)

یہ آیت عمرؓ کی رائے کے مطابق آئی کہ نبیؐ کے لئے مناسب نہیں تھا وہ فدیہ لے کے قیدی چھوڑ دیے جاتے ...... چاہیے تھا جیسے عمرؓ نے کہا ہے...... انھیں قتل کر دیا جاتا...... رائے تو عمرؓ مدینہ طیبہ کی زمین پر بیٹھ کر دے رہے تھے...... لیکن رائے کا وزن دیکھ کر خالق نے' اسی رائے کو' اسی عمری غیرت کو...... اسی عمری جوش کو' اسی عمری جذبہ کو قرآن بنا کے اتار دیا۔

عزیزان محترم!

میں نے جب ان واقعات پر نظر کی تو بات سمجھ میں آئی کہ جب ہی تو پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم تڑپ تڑپ کر عمرؓ مانگتے تھے...... اللہ عمرؓ دے...... جب ہی نبوت یہ مانگتی تھی کی عمرؓ میں یہ خصوصیات ہیں...... عمرؓ میں یہ تدبر ہے...... عمرؓ میں یہ سوچ ہے...... عمرؓ میں یہ فکر ہے...... عمرؓ میں ایک للکار ہے...... عمرؓ میں ایک غیرت ہے جب ہی تو نبوت عمرؓ مانگتی ہے غلاف کعبہ پکڑ پکڑ کر......

جب ان واقعات پہ نظر کی تو بات سمجھ میں آئی ...... کہ ابو بکرؓ کے ہوتے ہوئے بھی عمرؓ کیوں مانگا جا رہا ہے ...... علیؓ کے ہوتے ہوئے عمرؓ کیوں مانگا جا رہا ہے ؟...... مزید جب غور کیا...... علی موجود ہے ...... نبی دار ارقم میں نماز پڑھتے ہیں ...... ابو بکرؓ موجود تھے ...... افضل امت موجود تھے ...... افضل البشر موجود تھے ...... نبی دار ارقم میں نماز پڑھتے ہیں ...... آج خطاب کا بیٹا آیا ہے ...... آج خطاب کا لخت جگر آیا ہے ...... دار ارقم میں داخل ہوئے...... اختصار کے ساتھ بات کہتا ہوں ...... نبوت کے سامنے دو زانو ہو کے بیٹھ جاتا

ہے......پیغمبرؐ سوال کرتے ہیں کہ عمرؓ کب تک اللہ کے رسول کو ستاؤ گے......عمرؓ کی آنکھیں برستی ہیں......اس طرح برستی ہیں، جیسے ساون کے مہینے کا بادل برستا ہے......آہ وزاری کے ساتھ درخواست کی......آقاؐ ستانے نہیں آیا......مرید ہونے کے لئے آیا ہوں......آقاؐ ستانے نہیں آیا ہوں......نوکر بننے کے لئے آیا ہوں......آقا ستانے نہیں آیا......غلام بننے آیا ہوں......ہاتھ پہ بیعت کیجئے......معصوم ہاتھ آگے کیجئے......اس میں ہاتھ دے کر بیعت کرلوں......نبوتؐ نے ہاتھ آگے بڑھایا......نعرہ تکبیر......دارارقم میں صحابہؓ نے نعرہ بلند کیا عمرؓ نے نبوت کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیعت کرلی......کلمہ پڑھ لیا کلمہ پڑھنے کے دو منٹ بعد عمرؓ بن خطاب......خطاب کا بیٹا......قیصر و کسریٰ کا فاتح بڑے عجز کے ساتھ درخواست کرتا ہے......آقاؐ آپ اجازت فرمائیں گے کیا کہ مکہ کے چوک پہ اپنے ایمان کا اعلان کروں؟ ہائے ہائے......کیا کمال تھا......خدا کی قسم کیا قدر ومنزلت ہے......اس صحابی رسول کی......آقاؐ مسکرا پڑے......سوال کیا......عمرؓ ذرا پارٹی دیکھ لیجئے......توجہ ہے میری طرف......عمرؓ ذرا جماعت تو دیکھ لیجئے؟......اس مختصر سی جماعت کی موجودگی میں......آپ فرماتے ہیں......مکہ کے چوک پہ ایمان کا اعلان کروں......آپ کو ردعمل معلوم نہیں ہے، ردعمل معلوم نہیں؟......نبوتؐ نے امتحاناً پوچھا کہ عمر کہتا کیا ہے......ورنہ نبوت کو عمرؓ کی شخصیت پہلے معلوم تھی......معلوم نہ ہوتی تو مانگتے ہی کیوں......معلوم نہ ہوتی نبوت تڑپتی ہی کیوں، معلوم نہ ہوتی نبوت غلاف کعبہ پکڑ پکڑ کے آرزو ہی کیوں کرتی......لیکن امتحان تھا کہ باقی صحابہؓ پہ بھی حقیقت عمرؓ کی کھل جائے......عمرؓ پارٹی کو دیکھئے اس مختصر سی جماعت کی موجودگی میں آپ مکہ کے چوک میں یہ اعلان کریں......ردعمل کیا ہوگا؟......یہ بات جب نبوت نے کہی تو عمرؓ نے بڑے پیارے لب ولہجہ میں یہ عرض کیا......آقا......میں تو آج آپ کی خدمت عالیہ میں آیا ہوں نا......آقا میں سنتا رہا ہوں کہ آپ نے میرے لئے دعا مانگی ہے کہ......اللہ اسلام کی عزت کے لئے عمرؓ دے......کیا یہ خبر صحیح ہے......نبوت ہنس پڑی کہ بالکل صحیح ہے......عرض کیا کہ آقا میرے آنے کے بعد کوئی خصوصیت تو نہیں آئی......میں

آیا تب بھی وہی نماز دارارقم میں ......اور میں نہیں تھا تو تب بھی وہی آخر میرا کوئی امتیازی وصف تو ہونا چاہیے......نبوت سوال کا جواب سمجھ گئی......اجازت فرمائی......خطاب کا بیٹا ہے ......عمرؓ بن خطاب ہے ......نبوت کی تڑپ اور آرزو ہے ......مکہ کے چوک پہ آتے ......اعلان کا انداز دیکھ......عمرؓ پوری شدت کے ساتھ للکارتا ہے......اور کہا ہے، اپنی بولی میں یہ کہنا چاہتا ہوں شاید آسانی کے ساتھ بات سمجھ میں آ جائے ......شاید آسانی کے ساتھ الفاظ ذہن میں اتر جائیں عمر مکہ کے چوک پہ کھڑا ہے ......کہتا کیا ہے ......ابو جہل جنید ایا مر گیا......ابی لہب جیند ے او تے آؤ عمر نبی دا کلمہ پڑھ گیا......عمرؓ آج کے بعد محمدؐ بن عبداللہ نہیں کہے گا ......محمد رسول صلی اللہ علیہ وسلم کہے گا......دل چاہنداں اے اپنیاں عورتاں بیواں کراؤ......دل چاہنداں نے اپنے بچے یتیم کراؤ......عمرؓ خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم ہوری رسالت تے یقین کر چکیا اے ......آمنہ دے لخت جگر نوں رسول من چکیا اے......آمنہ دے لخت جگر نوں پیغمبر من چکیا اے ......ہور نال نال ایہہ بھی اعلان کردواں کہ کل اسی نماز دارارقم وچ نہیں پڑھنی......کل آقا میرا آقا......میرا سردار......میرا قائد......کل نماز بیت اللہ کے اندر پڑھے گا......جرأت ہے......طاقت ہے......طاقت ہے تے رستہ روک لینا......

اعز الاسلام بعمر بن الخطاب:

کیا کمال ہے عمرؓ بن خطاب فاروق اعظمؓ کی مقدس نطف سے ......نبوت کی مقدس معصوم زبان سے فاروق اعظمؓ کا لقب پانے والا واپس آیا ہے......آقا دارارقم میں منتظر بیٹھے ہیں دارارقم ایک مکان کا نام ہے...... جہاں آقا نماز پڑھتے تھے......عبادت کرتے تھے......تبلیغ کرتے تھے......واپس آئے ......آقا وہیں بیٹھے ہیں ......پوچھا عمرؓ اعلان کر آئے ہیں......آقا صرف ایمان کا اعلان نہیں ......کل نماز بیت اللہ پڑھنی ہے......

اللہ اللہ......کیا کمال ہے......ہائے ہائے ......ہائے ہائے' نبوت......نبوت خوشی میں آ گئی......لیکن سوال کیا عمرؓ تیری قوم بیت اللہ میں نماز پڑھنے دے گی؟......آقا اس سر نے، آقا اگر اس سر نے اس تن تے نال رہنا......اگر اس سر نے اس وجود نال رہنا...... تے سجدہ

بیت اللہ کرسی ......یا...... کٹ جاسی ......اے دارارقم وچ تے نئیں جھکدا......اس دی عادت ای نہیں کہ اس طرح جگہ جگہ جھکے......کیا کہنے کیا کمال ہے......اس مواحد اعظم دا، اطلاع ملی ہے......کہ لوگ اس درخت لئی عبادت پے کردے تے جس تھلے آقا تے اکھیا......کیتی اے......اکھیا جاؤ......قلع قمع کردیو......پوچھا کیوں قبلہ اس نوں ختم کیوں پے کردے؟ او اکھدے آج تے نماز پے پڑھ دے او کل سجدہ شروع کر دے سو......میرے پیغمبرؐ دی تیئیس سالہ محنت ضائع ہو جاتی......اے عمرؓ درخت ضائع کر سکدا اے......اے نبی دی محنت ضائع نہیں کرسکدا اور کیا کتنا قرآن اترا تائید فاروقی پر، مواحد اعظم بیت اللہ کا طواف کرتا ہے، طواف کرتے کرتے رک جاتا ہے......حجرے اسود کو چومنے کا وقت آ گیا......چومتے چومتے خطاب کا بیٹا رک جاتا ہے......چومتے چومتے داماد مرتضیٰؓ رک گیا ہے......چومتے چومتے پیغمبرؐ کا چہیتا رک گیا ہے......چومتے چومتے پیغمبر کی تڑپ رک جاتی ہے......حجر اسود تک چہرہ گیا نہیں رک گئے......انگلی اٹھا دی......تو بہر حال پتھر ہے تو میرے نفع نقصان کا مالک نہیں......خطاب کا بیٹا کبھی نہ چومتا......اگر نبوت نے چوما نہ ہوتا......کیا کمال ہے حضورؐ حرم میں فاروق اعظمؓ کی للکار کا آقا میں تو دارارقم میں سجدہ نہیں کروں گا......بے شک سجدہ دارارقم میں خالق کو ہوتا ہے، جب آپ کر رہے ہیں تو عمرؓ کا ن ہوتا ہے جو نہ کرے، سجدہ تو بہر حال ہوگا......لیکن میں تو اور طلب لے کے آیا ہوں......میں تو دارارقم میں سجدہ نہیں کروں گا، میں تو بیت اللہ میں سجدہ کروں گا......تیری قوم نماز پڑھنے دے گی؟ آقا کل کا دن ہے......آنے والا ہے......یہ گھوڑا......یہ میدان......اگلا دن آیا......نبوت قیادت کرتی ہے......عمرؓ سپاہی بن کر ساتھ چلتا ہے......نبوت قیادت کرتی ہے......عمرؓ باڈی گارڈ بنتا ہے......نبوت قیادت کرتی ہے......عمرؓ ساتھ رضا کار بن کر چلتا ہے......بیت اللہ کا رخ کرلیا......عمرؓ شمشیر کو......ننگی تلوار کو یوں لہراتے ہوئے جاتا ہے......تاریخ پڑھ......تاریخ پڑھ......خدا کی قسم!......کیا انداز ہے خطاب کے بیٹے کا......یوں للکارتے ہوئے یوں، یوں لہراتے ہوئے جاتا ہے......کفر اپنے بلوں میں گھس چکا ہے......بلکہ اج آکھاو سے دن

توں کفر دے گھر صف ماتم بچھی اے......اج تک بچھی ہوئی اے......قیامت تک ماتم کفر دے گھروں نہیں نکل سکدا......ہائے عمرؓ کیوں آیا......ہائے عمرؓ کیوں آیا......ہائے مر گئے، ہائے مٹ گئے......اور کیا کہنے عمرؓ سے شیطان بھاگتا ہے......عمرؓ تیرے تقدس کے نبوت کہتی ہے......عمرؓ تیرے سائے سے شیطان بھاگتا ہے......کیا کہنے عمرؓ تیرے......تیرے سائے سے شیطان بھاگتا ہے......جہاں تک حدیث کا تعلق ہے......ایمان تھا......بصرو چشم قبول تھیں......حق الیقین تھا......ایمان کا انکار زبان میں سکت نہ تھی......واقعی آقا نے فرمایا ہے تو ٹھیک ہی ہوگا......لیکن مجھے تو جھنگ آنے کے بعد اس کا یقین ہوگیا کہ واقعی عمرؓ کے سائے سے شیطان بھاگتا ہے......میں نے تو دیکھا سایا نظر ہی نہیں آتا......عمرؓ کی......''ع'' نظر آتی ہے......نہیں سمجھ آتی......نہیں سمجھ آتی......سایہ تو نظر آتا......عمرؓ کی میم تو نظر آتی ہے، سایہ تو نظر ہی نہیں آرہا ہے......عمر کی ''را'' نظر آرہی ہے......شیطان بھاگتا ہے......کہتا ہے یہاں سے نہیں جاؤں گا......یہاں سے نہیں گذروں گا......نہیں سمجھ آئی......عمرؓ تیری یلغار پہ قربان......تیری ''ع'' دیکھ کے روٹ بدل گئے/کیوں نہ بدلتا شیطان کا روٹ شیطان بدلتا کیوں نہ؟......صادق و مصدق پیغمبر ﷺ نے فرمایا ہے......عمرؓ تیرے سائے سے شیطان بھاگتا ہے......کیا کمال ہے خطاب کے بیٹے کا......کیا قدر و منزلت ہے تلوار کو لہراتے ہوئے بیت اللہ میں آئے، کفر بلوں میں گھس گیا......کفر اپنی کھڈاں وچ گھس گیا، سامنے نہیں آیا......دیکھتا رہا انگشت بدنداں تھا......لیکن تاریخ کا طالب علم اور شاعر اسلام تڑپ کے کہہ رہا تھا۔

سودے کے لئے بازار گئے ہم
ہاتھ اس کے بکے جس کے خریدار تھے ہم

کیا کمال تھا......عمرؓ گھر سے کسی اور ادارے کے لئے آئے تھے......نبوت کی بارگاہ میں آئے تو کچھ اور بن گئے......انشاء اللہ تفصیل باقی اٹھنا نہیں......بڑی ضروری بات کہنی ہے۔

عہد جھنگوی:

زندگی باقی فاروقی تاریخ باقی......

سیرت باقی فاروقی اعظمؓ کے حالات باقی......کردار باقی......

انشاء اللہ پھر بیان کیا جائے گا......مختصراً ایک منٹ کی بات کرنا ہے......

جس کو سنے بغیر کوئی نہ اٹھے جو عمرؓ پہ ایمان رکھتا ہے، مت اٹھے کوئی......

آپ کے اس شہر میں رفض اور اصحابؓ رسول دشمنی زور پکڑتی چلی جا رہی تھی......

سنیت بھی چادر تان کر سو رہی تھی......جتنا مجھ سے ہو سکا......

میں نے یلغار کی، جتنا ہو سکا سنیت کی خدمت کی......

انشاء اللہ تا زیست کرتا جاؤں گا......

لیکن میں نے کسی سے نہیں کہا......

خود بخود جذبات ابھرے......خود بخود ذہن تیار ہوا......آپ کے شہر کے نوجوانوں کی......ایک تنظیم معرض وجود میں آئی جو "سپاہ صحابہؓ" کے عنوان سے اپنے آپ کو منظم کر چکی......جس نے اصحاب رسول کی عفت وعصمت کے تحفظ کے لئے باقاعدہ قرآن پہ ہاتھ رکھ کے عہد کیا ہے کہ ہم صحابہؓ کی عظمت کے خلاف کوئی چیز برداشت نہیں کریں گے، یہ تقریباً اب تک میری معلومات کے مطابق 29......32 نوجوانوں پر مشتمل ایک تنظیم ہے، جس میں مزید اضافہ ہوتا چلا جا رہا ہے......

آپ حضرات بھی بڑھ چڑھ کر اس میں حصہ لیں اور مزید فعال بنائیں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اس کارخیر میں استقامت قلبی نصیب فرمائے دشمن اصحاب صلی اللہ علیہ وسلم کے شرور سے محفوظ فرمائے صحابہؓ کی عظمت اور اہل بیت رسولؐ ازواج مطہراتؓ کی ناموس کی حفاظت کرنے کی توفیق عنائت فرمائے۔

آمین یا رب العالمین

واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین

خلیفہ ثالث، داماد نبیؐ، مجسمہ جود و سخا،

حلیم امت، شرف انسانیت

حضرت سیدنا عثمان ذوالنورین رضؓ

امیر عزیمت مولانا حق نواز جھنگوی شہیدؒ

پاکیزہ کس کی سوچ ہے قرآن کی طرح

ملتا ہے کون موت سے عثمانؓ کی طرح

رکھا ہے کس کے سر پر حیا داروں کا تاج

آنکھیں ہیں کس کی عرش کے مہمان کی طرح

کس ہاتھ کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا ہے غنی کا ہاتھ

بیعت ہے کس کی بیعتِ عثمانؓ کی طرح

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بعد از خطبہ مسنونہ!:

گرامی قدر سامعین! معزز علماء اکرام، سپاہ صحابہ سیٹلائٹ ٹاؤن کے عزیز نوجوانو!

جمعہ کے اجتماع میں آپ حضرات سے، آپ ہی کے اس محبوب ادارہ میں مجھے آپ سے پہلی مرتبہ مخاطب ہونے کا شرف حاصل ہوا ہے بہت عرصہ سے احباب کا اصرار تھا کہ سٹیلائٹ ٹاؤن میں ایک بہت بڑا تاریخ ساز جلسہ کیا جائے، اگر چہ ایسا کوئی جلسہ کرنے کے لئے تو ہم کوئی پروگرام تجویز نہ دے سکے، ہفتہ دس دن پہلے یہ طے پا گیا۔ کہ آج کا یہ جمعہ جامعہ عثمانیہ میں پڑھا جائے اور آپ حضرات سے مذہبی گفتگو کی جائے، اب رب العالمین کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس ذات قدیر نے مجھے اور آپ کو آج یہاں جمع ہونے کی توفیق بخشی، مل بیٹھ کر ہمیں قرآن وسنت کے ارشادات کو پڑھنے سننے اور ان پر عمل پیرا ہونے کے لیئے غور وفکر کرنے کیلئے آج موقع دیا ہے، رب العالمین کی بارگاہ میں مذہبی جذبات کے ساتھ التجا کیجئے کہ وہ ذات حق ہے مجھے سچ کہنے کی توفیق بخشے، سچ کہنے کے بعد مجھے اور آپ کو اس پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے (آمین) میری یہاں حاضری کا مقصد دین ہی کو بیان کرنا ہے۔ اور آپ حضرات کی تشریف آوری کا مقصد بھی یقیناً دین ہی کو سننا ہوگا میری اور آپ کی اگر نیت صحیح ہے۔ اور ہم آج نیک ارادے ہی کے ساتھ جمع ہوئے ہیں تو یقیناً یہ لمحات میری اور آپکی نجات کا ذریعہ بن جائیں گے۔ رب العالمین کے ہاں ضرور یہ لمحات شرف قبولیت حاصل کریں گے۔

اعمال بالنیات ...... صادق ومصدوق پیغمبرؐ کا واضح ارشاد ہے۔ ہر عمل کا مدار نیت پر ہوتا ہے۔ نیک نیتی کیساتھ جتنا کام کیا جائے گا۔ وہ بارگاہ خداوندی میں سرخرو ہوگا۔ اور اسکے بہتر نتائج بر آمد ہوں گے۔

صحابہؓ کرام اسلام کی عظیم ہستیاں:

گرامی قدر سامعین! میں نے کتاب اللہ کے مختلف مقامات سے چند آیات تلاوت

کی ہیں۔ جن آیات میں رب العالمین اس جماعت کا تذکرہ فرمارہے ہیں۔ جس جماعت نے چودہ سو سال پہلے محمد رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ کا آخری رسول تسلیم کیا۔ آپ کے دست و بازو بن گئے۔ آپ کی تحریک کو دنیا کے کونے کونے میں پہنچانے کی غرض سے اس جماعت نے اپنا سب کچھ قربان کر دیا۔ جائیداد، اولاد، برادری، آرام، آسائش، حتی کہ اپنی جان کا بھی نذرانہ پیش کرنے کی نوبت آئی تو اس جماعت نے اس سے بھی گریز نہ کیا۔ ابلتی دیگوں میں انہیں ڈال کر جلایا گیا۔ ابلتے کڑاہوں میں ڈال کرانہیں زندگی کے مبارک لمحات سے محروم کیا گیا۔ ان کی آنکھوں کے سامنے انکے معصوم بچے ماؤں کی چھاتیوں سے چھین کر نیزوں کی انیوں پر لٹکائے گئے، دیواروں میں چن دیئے گئے۔ ذبح کئے گئے۔ ان کی آنکھوں کے سامنے ان کے محبوب ساتھیوں کے کلیجے نکال کرانہیں چبایا گیا۔ کلیجے کے ٹکڑے کر کے انکے ہار بنائے گئے، ان کی مبارک اور مقدس شکلیں بدلی گئیں،

اور ایسے حالات بھی آئے کہ جن حالات میں اس جماعت کے مقدس مجاھدین کو کفن تک بھی میسر نہیں آیا ہے، ان تمام حالات سے پیغمبر کی وہ جماعت گزری اور اس نے رب العلمین کے نازل کردہ ارشادات واحکامات کو دنیا کے کونے کونے تک پہنچانے کیلیئے کوئی کسر باقی نہیں رکھی ہے، جو ان سے ہو سکا انہوں نے کیا، اور پھر اپنے خالق سے اسکا صلہ بھی انہوں نے وصول کیا، اور اس دنیا سے رخصت ہونے سے پہلے ہی یہ یقین انہیں حاصل ہو گیا تھا کہ جنت ہمارے لئے وقف کر دی گئی ہے، لمحہ بھر کے لئے بھی ہمیں کوئی تکلیف کوئی اذیت، موت کے بعد نہیں آئیگی اور اسی دنیا میں ان پر واضح کر دیا گیا تھا۔

وکلا وعد اللہ الحسنٰی

تمام کے تمام صحابہؓ کو یہ خوش خبری سنائی جارہی ہے

وکلا وعد اللہ الحسنٰی

تمام کے ساتھ اللہ نے وعدہ کرلیا ہے، کس بات کا وعدہ؟ الحسنٰی جنت کا وعدہ کرلیا گیا ہے، جس کو دنیا میں بتلا دیا جائے، بتلانے والا خود خالق ہو، کہ تو جنتی ہے، آپ سمجھ سکتے

ہیں کہ پھر اس شخص کو یا اس جماعت کو نہ موت سے ڈر لگتا ہے نہ موت اس کے لئے وحشت بنتی ہے، اور نہ ہی اس کو پھر اس دنیا سے کوئی پیار باقی رہ جاتا ہے۔

تمام صحابہ رضی اللہ عنہم جنتی ہیں:

اصحاب رسولؐ ہی وہ جماعت ہیں، کہ جس جماعت کو انبیاء کے بعد اسی دنیا میں ہی یقین دہانی کرادی گئی ہے کہ تم تمام کے تمام جنتی اور بخشے ہوئے ہو، اللہ تم سے راضی ہو چکا اور تم اپنے خالق سے راضی ہو چکے ہو، انبیاء کے ماسوا کائنات میں اصحابؓ رسولؐ کے علاوہ کوئی اور جماعت کوئی اور شخصیات ایسی نہیں ہیں جنہیں اس یقین کے ساتھ بات بتلا دی گئی ہو کہ تم جنتی ہو، جتنے یقین کے ساتھ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھیوں کو بتلا دیا گیا۔

قرآن کریم کے مختلف مقامات پر اس حقیقت کو واضح کردیا گیا ہے۔ کہیں یہ بتلایا گیا۔

والسابقون الاولون من المهاجرين والانصار والذين اتبعوهم باحسان رضى الله عنهم ورضوا عنه

کتنے واضح الفاظ ہیں ۔ کتنی واشگاف ان افراد کی حیثیت بیان کر دی گئی ہے۔ مہاجرین کا نام بھی لیا گیا۔ انصار کا نام بھی لیا گیا۔ اور ان کے پیروکاروں کا بھی ۔ کہ تم اللہ سے راضی ہو اور اللہ تم سے راضی ہے۔

اور کہیں انہیں یقین دلانے کیلئے یہ کہہ دیا گیا ہے کہ

اولئك هم المؤمنون حقا

کہیں انہیں یہ کہہ دیا گیا ہے

لقد من الله على المؤمنون اذبعث فيهم رسولا من انفسهم يتلوا عليهم ايته ويز كيهم ويعلمهم الكتاب والحكمة

ان کے تزکیہ قلب کو بیان کردیا گیا ہے۔ ان کے قائد کی حیثیت کو بیان کرتے ہوئے کہ وہ دلوں کو پاک کرتے ہیں تزکیہ کرتے ہیں ۔ کہیں اس سورت میں اصحاب رسول کی حیثیت کو واضح کردیا گیا ہے۔

اور کسی مقام پر اسی جماعت کا تذکرہ ان الفاظ میں بھی کر دیا گیا ہے کہ

فان امنوا بمثل ما امنتم به فقد اهتدوا

پوری دنیا کو یہ دعوت دی گئی ہے کہ اگر کوئی شخص ایمان لانا چاہتا ہے تو اسے پھر اس طرح ایمان لانا چاہئے۔ جس طرح محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جماعت ایمان لائی ہے۔ اور انداز رب العالمین نے اس حقیقت کو بیان کرنے کا یہ رکھا ہے کہ خطاب خود اصحاب رسول سے کیا۔

فان امنوا بمثل ما امنتم

خطاب انہی کو ہے۔ کہ جو تم جیسا ایمان لائے گا۔

فقد اهتدوا۔ وہ ہدایت پر ہوگا۔ وہ راہ راست پر ہوگا۔ میں آج ان تمام حقیقتوں پر بحث نہیں چاہتا ہوں۔ میں ان تمام آیات کو زیر بحث نہیں لانا چاہتا، آج کے اس خطبہ میں۔ جن آیات میں اصحاب رسول کی مدح اور تعریف کی گئی ہے۔

ملت اسلامیہ کا عظیم قائد:

آج کی گفتگو کا محور، یا آج کی گفتگو کا مرکزی نقطہ بیعت رضوان ہے۔ صلح حدیبیہ ہے۔ عثمان بن عفان کی شخصیت ہے۔ سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان وحی ترجمان سے ذوالنورین کا مبارک لقب پانے والا انسان، آج میرا گویا موضوع بحث ہے۔ اور میں چاہتا ہوں۔ کہ میں بہت مختصر وقت میں نماز جمعہ کا خیال کرتے ہوئے اہلسنت کے اس محبوب قائد، ملت اسلامیہ کے قابل فخر فرزند ۱۸ ذی الحج کو بغیر کسی جرم کے، بغیر کسی قصور کے، مدینۃ الرسول میں، پیغمبر کے پڑوس میں، گنبد خضریٰ کے سائے میں بے دردی کے ساتھ شہید کر دیا گیا ہے۔ اس مناسبت سے میں چاہتا ہوں کہ میں آج اس قائد کو اس راہنما کو، اس مقتداء کو، نذرانہ عقیدت پیش کروں۔ میں نے اس شخصیت کو نذرانہ عقیدت پیش کرنے کیلئے، قرآن کی جس آیت کا سہارا لیا ہے۔ جس آیت کو زیر بحث لانے کا میں نے پروگرام تجویز دیا ہے۔ وہ آیت یہ ہے، جو میں خطبہ کے دوران بھی تلاوت کر چکا ہوں۔

بیعت رضوان:

لقد رضی اللہ عن المؤمنین اذیبایعونك تحت الشجرۃ فعلم ما فی قلوبھم فانزل السکینۃ

آج سے چودہ صدی پیشتر محمد رسول اللہ ﷺ چودہ سو جانثار لیکر بیت اللہ کی زیارت کی غرض سے، طواف کی غرض سے، عمرہ کی غرض سے، قربانی کے جانور ساتھ لیکر روانہ ہوئے تھے مشرکین عرب کو اطلاع دے دی گئی کہ محمد ﷺ اپنا عظیم لشکر لے کر، جانثار لے کر، بہت بڑی جماعت لے کر مشرکین عرب سے ٹکرانے کیلئے آرہے ہیں آپ سے لڑنے کے لئے آرہے ہیں جنگ کی غرض سے، آرہے ہیں مکہ کو فتح کرنے کی غرض سے، آرہے ہیں یہ اطلاع پہنچ گئی اس اطلاع پر عرب کے کفار نے مشرکین مکہ نے یہ تیاری کرلی، کہ ہم محمد رسول ﷺ کو مکہ کی وادی میں داخل نہیں ہونے دینگے، ہم انہیں بیت اللہ کا طواف تک نہیں کرنے دینگے، ہم انہیں یہاں قدم نہیں رکھنے دینگے، یہ ان لوگوں نے فیصلہ کرلیا، اس فیصلہ کی اطلاع امام الکونین، سید الاولین والاخرین، سرتاج الرسل محمد رسول اللہ ﷺ، صادق ومصدوق رسول ﷺ تک پہنچ گئی کہ مشرکین مکہ، کفار مکہ، قریش مکہ آپکو مکہ میں داخل نہیں ہونے دینگے، انہیں خدشہ ہے، آپ لڑائی کیلئے آرہے ہیں، انہیں خطرہ ہے آپ جنگ کے لئے آرہے ہیں یہ اطلاع ملنے پر، رسالت پناہ ﷺ نے یہ مشورہ شروع کیا، انہیں کس طرح یقین دہانی کرائی جائے کہ ہمارا مقصد اس سال لڑائی نہیں ہے ہم عمرہ کی غرض سے آئے ہیں ہم بیت اللہ کے طواف کی غرض سے آئے ہیں۔ ہم حرم میں سجدہ کرنے کی غرض سے آئے ہیں۔ ہمارا اسکے ماسوا کوئی مقصد نہیں ہے۔ چونکہ چھ سال کا عرصہ گزر چکا ہے۔ ہم بیت اللہ سے دور ہیں۔ چھ سال کا عرصہ گزر چکا ہے۔ ہم اپنی پیارے وطن سے دور ہیں۔ ایک طویل عرصہ گزر چکا ہے۔ ہم بیت اللہ میں نہیں آئے ہیں۔ آج ہم اس غرض سے آرہے ہیں۔ اگر دنیا جہان کے تمام لوگ، عام قریش مکہ اور دیگر قبائل، بیت اللہ کے طواف کا حق رکھتے ہیں۔ تو ہم بھی یہ حق رکھتے ہیں۔ اگر تم باقی لوگوں کے راستے میں رکاوٹ نہیں ہو، تو ہمارے راستے میں رکاوٹ

کیوں ہو؟۔ہم تو محض اس غرض سے آنا چاہتے ہیں۔یہ یقین دہانی قریش مکہ کو کون کرائے؟ مختلف افراد سامنے آئے۔جن میں عمر ابن خطابؓ کا اسم گرامی بھی زیر بحث آیا۔فاروق اعظم نے جواباً معذرت کی۔کہ میرے ساتھ مشرکین عرب کو، کفار مکہ کو زیادہ رنجش ہے۔وہ شاید اس پر آمادہ نہ ہوں۔میرے ساتھ گفتگو نہ کرسکیں۔پھر میرے کوئی ایسے رشتہ دار بھی نہیں ہیں۔کہ جن کو بنیاد بنا کر میں کم از کم گفتگو کا آغاز کرسکوں۔لہٰذا میری رائے ہے۔ مشورہ ہے کہ ہم میں سے عثمان ابن عفانؓ ہی وہ ایک شخصیت ہیں۔کہ جو ان سے گفتگو کر سکتے ہیں۔ان کی وہاں برادری ہے۔ان کے وہاں احباب ہیں۔اور وہ اس بنیاد پر گفتگو کا آغاز کر سکتے ہیں۔آپ کا پیغام پہنچا سکتے ہیں۔آپ کے قاصد و سفیر بن سکتے ہیں۔چنانچہ اس رائے اور مشورہ کو مان لیا گیا۔

عثمان سفیر نبوت بنے:

ذوالنورین کی ڈیوٹی لگی۔عثمان بن عفانؓ منتخب ہو گئے۔سفیر نبوت بن کر آپ مکہ معظّمہ روانہ ہوتے ہیں۔

میرے سنی بھائیو! سنی مسلمانو! میں آگے چلنے سے پہلے یہی وضاحت کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔کہ عثمان ابن عفانؓ کو سفیر نبوت بنا کر بھیجا جا رہا تھا۔اتنے بڑے اہم مسئلے کیلئے، آپ سمجھتے ہیں کہ وہی آدمی نمائندہ بن کر جاتا ہے۔یا بنایا جاتا ہے۔جس کے ہر قدم پر یقین ہو، اس کی ہر حرکت پر یقین ہو، وہ پختہ مزاج ہو، وہ بکنے والا نہ ہو، وہ جھکنے والا نہ ہو، وہ خائن نہ ہو، وہ بددیانت نہ ہو، اگر بددیانت ہو، تب بھی خطرہ ہو، کہ ہم کچھ کہہ کر بھیجیں گے۔یہ رپورٹ کوئی اور دے دے گا۔اگر خائن ہو، تب بھی خطرہ ہے۔ہم کچھ کہہ کر بھیجیں گے۔یہ کوئی اور رپورٹ دے دے گا۔اگر پختہ ایمان و یقین نہ رکھا ہو، تب بھی خطرہ ہے۔ کہ یہ دشمن کی ہاں میں ہاں ملائے گا۔اور ہمارے تمام تر پروگرام کو برباد کر دے گا۔اور اگر وہ لالچی ہو، وہ بک سکتا ہو، اسے خریدا جا سکتا ہو، تو تب بھی یہ خطرہ لاحق رہتا ہے کہ شائد وہ غلط رپورٹنگ کردے۔اور اگر وہ جھکایا جا سکتا ہو، اس کو خوف و ہراس کے ذریعہ گویا اس سے

کچھ لیا جا سکتا ہو۔ تب بھی خطرہ رہتا ہے۔ کہ بعض باتیں دشمن کے مخفی رکھی جاتی ہیں۔ اگر یہ جھکا لیا گیا۔ خوف و ہراس میں آ گیا۔ ہو سکتا ہے کہ بعض وہ راز جو دشمن سے مخفی رکھتے ہیں۔ انہیں ظاہر کر دے۔ ڈر کے ظاہر کر دے۔ خوف میں آ کر ظاہر کر دے۔ لالچ میں آ کر ظاہر کر دے۔ بددیانتی کر جائے۔ خیانت کر جائے۔ یہ تمام پہلو دیکھ کر کسی کو اتنے اہم مسئلہ کیلئے سفیر کی حیثیت سے منتخب کیا جاتا ہے۔

پھر یہ سفیر کسی عام حکمران کا نہیں ہے۔ یہ سفیر رسالت ہے۔ یہ سفیر کسی عام بادشاہ کا نہیں ہے۔ یہ سفیر امام الکونین کا ہے۔ یہ سفیر کسی عام آدمی کا نہیں ہے۔ یہ سفیر صادق و مصدوق نبی کا ہے۔ یہ سفیر کسی عام حکمران کا نہیں۔ یہ سفیر نبوت ہے۔ اسکی پوزیشن تو اور زیادہ مضبوط ہونا چاہئے اور اگر خدانخواستہ عثمانؓ کی یہ حیثیت، محمد رسول اللہ پر واضح نہیں بھی ہو سکتی تھی۔ ان کے دل میں، یا ان کی خفیہ سرگرمیاں نبوت کے خلاف تھیں۔ دین کے خلاف تھیں۔ اسلام کے خلاف تھیں۔ تو وحی تو بدستور آ رہی تھی۔ جبرائیل قدم قدم پر پیغمبری کی راہنمائی کر رہا تھا۔ قدم قدم پر جبرائیل آ کر رسول کے پاس حالات واضح کر دیتا تھا۔ وہ وقت بھی ہے جب رسالت پناہ نے شہد نہ کھانے کی قسم کھائی کہ میں آئندہ شہد نہیں کھایا کروں گا۔ جبرائیل نے آ کر خالق کی رائے بتلا دی۔

یا یھاالنبی لم تحرم ما احل اللہ لك تبتغی مرضات ازواجك

آپ کا خالق اسے پسند نہیں فرما رہا ہے کہ آپ نے اس چیز کی حرمت کی قسم کیوں کھائی کہ مجھ پر حرام ہے۔ جس کو خالق نے آپکے لئے حلال کیا ہے۔ لہذا آپ کو اس سے منع کر دیا گیا ہے۔ اور وہ وقت بھی ہے کہ جب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک فیصلہ بدر کے قیدیوں کیلئے بعض صحابہ کے ساتھ مشورہ کر کے کر دیا تھا۔ تو خالق ارض و سموات نے وحی بھیج کر مطلع کر دیا کہ رائے وہی صحیح ہے جو عمر بن خطاب نے دی ہے۔

ماکان لنبی ان یکون له اسری حتی یثخن فی الارض تریدون عرض الدنیا واللہ یرید الاخرۃ

یہاں بھی وحی نے اتر کر مطلع کر دیا۔ نبوت کو لائن دے دی۔ اور یہ واقعہ بھی پیش آیا ہے کہ پیغمبر ایک منافق کا جنازہ پڑھنا چاہتے ہیں۔ کیوں پڑھنا چاہتے ہیں۔ کس غرض سے پڑھنا چاہتے ہیں۔ رحمت اللعالمین کی صفت کا غلبہ ہے۔ آپ کے پیش نظر دین کی اشاعت ہے۔ اسلام کا پھیلاؤ ہے۔ اخلاق کی بلندی کے پیش نظر ہے۔ آپ ارادہ کر چکے ہیں۔ ابن ابی کا جنازہ پڑھنے کا۔ لیکن یہاں بھی جبرائیل نے اتر کر واضح کر دیا ہے۔

ولا تصل علی احد منھم مات ابدا ولا تقم علی قبرہ

آپ کو جنازے کی اجازت بھی نہیں ہے۔ اور ایسے منافق کی قبر پر کھڑے ہونے کی اجازت بھی نہیں ہے۔ اس قسم کے اور بھی واقعات ہیں۔ جہاں وحی نے اتر کر اطلاع دے دی ہے۔ حالات واضح کر دیئے ہیں۔

تو بالفرض یہ مان لیا جائے (کہ عثمان پیغمبر پر واضح نہیں ہوئے تھے)۔ تو تب بھی وحی تو اتر رہی تھی۔ جبرائیل تو آ رہا ہے۔ قرآن تو اتر رہا ہے۔ جب عثمان بن عفانؓ کو سفیر نبوت بنا کر بھیجا جا رہا تھا۔ قاصد رسول بنا کر بھیجا جا رہا ہے۔ اس وقت جبرائیل اتر آتے اور اطلاع کر دیتے۔ آپ جس پر اعتماد کر رہے ہیں۔ یہ قابل اعتماد ساتھی نہیں ہے۔ یہ لیک کر دے گا تمام راز نبوت۔ یہ لیک کر دے گا لشکر اسلام کے حالات واقعات ...... یا یہ دشمن سے مل جائے گا۔ اس لئے اسے مت بھیجیں۔ لیکن وحی نہیں آئی ہے۔ تصدیق ہو گئی اس بات پر کہ خاتم الانبیاء نے، امام الکونین نے، رسالت پناہ نے، جو کچھ عثمانؓ کو سمجھا تھا۔ وہ من وعن صحیح تھا۔ رب العالمین نے وحی نہ بھیج کر تردید نہ کر کے تصدیق کر دی۔ عثمانؓ کے ایمان کی، عثمان کی عفت کی، عثمان کی دیانت کی، عثمان کی شرافت کی، اس طرح تصدیق ہو گئی۔

عثمان قاصد بن کر مکہ چلے گئے ہیں۔ مشرکین عرب سے گفتگو جاری ہو گئی ہے۔ وہ وہاں پہنچتے ہیں۔ یہاں اصحاب رسول تڑپ تڑپ کر رسالت پناہ کی بارگاہ میں حاضری دے رہے ہیں۔ آقا عثمان کتنا بلند ہے۔ عثمان کتنا اونچا ہو گا۔ عثمان کتنی رفعتیں حاصل کر گیا۔ ہم جنگل بیابان میں خالی جگہ ایک کنوئیں پر بیٹھے ہوئے ہیں۔ اور عثمان بیت اللہ کی زیارتیں کر

رہا ہے۔ عثمان بیت اللہ کا طواف کر رہا ہے۔ عثمان حجر اسود کو چوم رہا ہے۔ عثمان حرم میں سجدے کر رہا ہے۔ یہ صحابہ کی تڑپ تھی۔ جس کے جواب میں نبوت بولی ہے۔ جس کے جواب میں رسول بولا ہے۔ کہ عثمان میرا اتنا قابل اعتماد ساتھی ہے کہ میرے بغیر نہ حجر اسود کو چوم سکتا ہے۔ نہ بیت اللہ کا طواف کر سکتا ہے۔ حتیٰ کہ میرے بغیر وہ اللہ کے گھر میں اللہ کو سجدہ تک نہیں کر سکتا ہے۔

حضورؐ کے معتمد ساتھی:

سامعین محترم! صحابہ کرام کو جو شبہ پڑا کہ عثمان تو آج بیت اللہ کی زیارتیں کر کے طواف کر رہا ہے۔ ہم محروم رہ گئے۔ ہم جنگل میں گر گئے۔ ہم اللہ کے گھر سے دور رہ گئے۔ عثمانؓ تو نعمتیں لوٹ رہا ہے۔ اس کے جواب میں پیغمبر نے فرمایا ہے۔ رسول نے جواب دیا ہے۔ (صلی اللہ علیہ وسلم) کہ عثمان اتنا پختہ ہے۔ عثمانؓ ہے کہ جب تک میرے قدم حرم میں نہیں جائیں گے۔ عثمان حرم میں نہ نماز پڑھے گا۔ نہ سجدہ کرے گا۔ نہ طواف کرے گا۔ نہ حجر اسود کو چومے گا۔ ہو نہیں سکتا ہے...... قاصد میرا ہو۔ میری مرضی کے بغیر کوئی قدم اٹھا جائے۔ پیغمبر نے تسلی دے دی۔ اصحاب رسول کو یقین آ گیا۔ رسالت کی زبان سے نکلنے والا ہر حرف وحی ہوا کرتا تھا۔ انہیں کوئی شبہ باقی نہ رہا ہے۔

حضرت عثمانؓ کے قتل کی افواہ اور بیعت پیغمبرؐ:

ایک اطلاع آتی ہے۔ اور وہ اطلاع یہ تھی کہ عثمان قتل کر دیئے گئے ہیں۔ عثمان شہید کر دیئے گئے ہیں۔ جبکہ یہ اطلاع غلط تھی اصل، بات یہ تھی کہ عثمان وہاں نظر بند کر دیئے گئے تھے۔ شہید نہیں ہوئے تھے۔ لیکن افواہ یہ پھیل گئی کہ عثمان قتل کر دیئے گئے۔ عثمان شہید کر دیئے گئے ہیں۔ یہ اطلاع قائد تک پہنچتی ہے۔ یہ اطلاع آقا کے پاس آئی ہے۔ یہ اطلاع رسول کے پاس آئی ہے۔ یہ اطلاع خالق کے آخری پیغمبر کے پاس آئی ہے۔ پیغمبر نے اسی جنگل میں۔ اسی بیابان میں، اسی صحرا میں چودہ سو جانثاروں کو جمع کر لیا ہے۔ اور ان کے سامنے موقف رکھا۔ اطلاع یہ ملی ہے کہ عثمان قتل ہو گئے۔ اطلاع یہ آئی ہے کہ عثمان شہید ہو

گئے۔ابو بکر موجود تھے۔عمر موجود تھے۔علی بن ابی طالب موجود تھے۔چودہ سو جانثار، چودہ سو جنتی انسان وہاں موجود تھے۔پیغمبر خطبہ دیتے ہیں۔پیغمبر وضاحت کرتے ہیں۔فرماتے ہیں عثمانؓ عام عثمان نہیں۔عثمان عام انسان نہیں، عثمان عام بندہ نہیں، عثمان عام فرد نہیں، عثمان، کون عثمان؟، مظلوم عثمان، کون عثمان؟ سفیر نبوت عثمان، کون عثمان؟، ذوالنورین عثمان، کون عثمان؟، داماد رسول عثمان، کون عثمان؟، جو پیغمبر کے بغیر طواف نہ کرے۔کون عثمان؟، جو نبی کے بغیر حرم میں سجدہ نہ کرے۔کون عثمان؟، جو پیغمبر کے بغیر حجر اسود کو چومے تک نہ۔اس عثمان کی اطلاع آئی ہے۔وہ قتل کر دیئے گئے ہیں۔تمہاری رائے کیا ہے۔کیا تم بدلہ لوگے۔کیا تم انتقام لوگے یا نہیں لوگے؟۔یہ پیغمبر کا ارشاد تھا۔پیغمبر کا خطبہ تھا۔رسول کی تقریر تھی۔رسول کے ارشادات تھے۔آپ کا یہ کہنا تھا۔ابو بکر ٹوٹ پڑے ہیں۔عمر ٹوٹ پڑے ہیں۔علی ابن ابی طالب ٹوٹ پڑے ہیں۔ چودہ سو صحابہ نے تڑپ تڑپ کر رسول کے ہاتھ پر بیعت کی ہے۔تڑپ تڑپ کر رسول کے ہاتھ میں ہاتھ دیا ہے۔کس بات پر بیعت کی گئی۔کس لئے ہاتھ میں ہاتھ دیا گیا؟۔

پہلے کلمہ پڑھ چکے ہیں۔رسول پہلے مان چکے ہیں۔نبی پہلے سے تسلیم کرتے ہیں۔ساتھ چل رہے ہیں۔آج بیعت کس کی ہو رہی ہے۔آج عہد کس کا ہو رہا ہے۔آج وعدے کس کے ہو رہے ہیں۔وعدہ یہ تھا اگر واقعی یہ اطلاع صحیح ہے۔واقعی یہ خبر صحیح ہے۔کہ عثمان قتل ہو چکے ہیں۔ہم بدلہ لئے بغیر واپس نہیں جائیں گے۔ہم انتقام کے بغیر واپس نہیں جائیں گے۔

آپ اس حقیقت پر غور کریں کہ عثمان کا انتقام لینے کیلئے تقریر کون کرتا ہے۔عثمان کا بدلہ لینے کیلئے خطبہ کون دیتا ہے۔آپ اس حقیقت پر نگاہ رکھیں کہ کن لوگوں کو عثمان کیلئے کٹ مرنے کو تیار کیا جا رہا ہے۔جن کو کہا جا رہا ہے۔کہ تمہیں مرنا ہوگا۔عثمان کے بدلہ کیلئے۔ان میں ابو بکر ہے۔جس کیلئے خود پیغمبری فرما گئے۔

افضل البشر بعد الانبیاء

عثمان کیلئے کون مرنا چاہتا ہے۔ کس کو نبوت کہتی ہے کہ تمہیں مرنا ہوگا۔ عثمان کے خون کا بدلہ لینے کیلئے وہ ابوبکر ہے۔ جس کیلئے قرآن کہتا ہے

ثانی الثنین اذ هما فی الغار اذیقول لصاحبه لا تخرن

کون مرنا چاہتا ہے عثمان کیلئے؟۔ پیغمبر کا سسر ہے۔ کون مرنا چاہتا ہے عثمان کیلئے؟۔ نبی کا یار غار ہے۔ کون مرنا چاہتا ہے عثمان کیلئے؟۔ اس کا انتقام لینے کیلئے۔ پیغمبر پر سب سے پہلے ایمان لانے والا۔ کون صدیق؟، کون صدیق اکبر؟، کون ابوبکر؟، کون رفیق نبوت؟، کون رفیق غار؟۔ رفیق مزار، عثمان کیلئے جان دینا چاہتا ہے۔

عثمان کے بدلہ کیلئے بیعت اور خدائی انعام:

سامعین محترم! بیعت جاری ہے۔ ابوبکر بیعت کر رہیں ہیں، عمر بیعت کر رہے ہیں، علی بیعت کر رہے ہیں۔ کیوں، کس لئے، ہم عثمان کا بدلہ لیں گے۔ ہم انتقام لیں گے۔ کیوں؟ پیغمبر کہتے ہیں عثمان عام آدمی نہیں۔ عثمان میری زبان ہے۔ عثمان میرا قلم ہے، عثمان میری رائے ہے۔ عثمان میری سوچ ہے۔ عثمان میری فکر ہے۔ میرا پیغام لے کر گیا ہے۔ میری زبان بن کر گیا ہے۔ جو وہ بات کر آئے میں اس کا ذمہ دار ہوں گا۔ جب میرا قاصد ہے۔ میرا سفیر ہے۔ اگر اس سفیر کے پاس کوئی صلاحیت نہیں ہے۔ تو مشرکین عرب اعتراض کر سکتے ہیں۔ کہ ہم جو باتیں آپ سے طے کریں گے۔ ان کی ویلیو کیا ہوئی۔ وزن کیا ہوگا۔ اس لحاظ سے عثمان عام نہیں۔ بہت بڑی اہمیت کا مالک ہے۔ میرا سفیر ہے۔ میرا قاصد ہے۔ میری رائے ہے۔ میری سوچ، میری فکر بن کر گیا ہے۔ اگر واقعتاً اسے مشرکین عرب قتل کر چکے ہیں۔ تو میں بدلہ اور انتقام لئے بغیر یہاں سے واپس نہیں جاؤں گا۔ کیا تم عہد کرتے ہو؟ میرے ہاتھ پر بیعت کرتے ہو؟ کہ تم عثمان کیلئے کٹ مرو گے۔ تم عثمان کا انتقام لئے بغیر واپس نہیں جاؤ گے۔ ایک ایک صحابی نے تڑپ تڑپ کر رسول کے ہاتھ پر بیعت کی ہے۔ بیعت کر چکے ہیں۔ چودہ سو نوجوانوں نے۔ چودہ سو جانثاروں نے رسول کے ہاتھ میں ہاتھ دے کر عہد کیا ہے۔ ہم عثمان کا بدلہ لئے بغیر واپس نہیں جائیں گے۔ بیعت ہو

چکی ہے۔ جبرائیل تڑپتے ہوئے آ گئے ہیں۔ اور آ کر خالق ارض وسما کا، فاطر السموات والارض کا رب العالمین کا یہ پیغام پیش کرتے ہیں۔

لقد رضی اللہ عن المؤمنین

کا یہ پیغام پیش کرتے ہیں

لقد رضی اللہ عن المؤمنین

قـد ...... دو نقطوں کے ساتھ جب آئے۔ یہ بات کو پختہ کرنے کیلئے آتا ہے۔ اور جب اس کے ساتھ۔ ل۔ لگا دیا جائے۔ کلام عرب کے ساتھ وہ بات اور زیادہ وزن دار مزید پختہ اور یقینی بن جاتی ہے۔ خالق ارض وسما کا ہر ارشاد یقینی ہے لیکن بعض اہم واقعات کو وہ تاکیدی الفاظ کے ساتھ بیان کر کے اس کے وزن کو اور بلند کر دیتے ہیں۔ فرمایا۔

لقد رضی اللہ

پکی بات ہے۔ حلفیہ بات ہے۔ قسمیہ بات ہے۔ رضی اللہ۔ اللہ راضی ہو چکا ہے۔ کن سے؟ عن المؤمنین۔ ان مومنین سے۔ اذ یبایعونك ان سے، جو آپ کے ہاتھ پر یبایعونك خطاب رسول کو ہے، خطاب پیغمبر کو ہے۔ خطاب نبی کو ہے، صلی اللہ علیہ وسلم، جو آپ کے ہاتھ پر بیعت کر رہے تھے۔ ان سے اللہ راضی ہے، کہاں بیعت تھی۔

تحت الشجرة درخت کے نیچے

ساتھ ہی خالق نے کتنا واضح کیا ہے۔ اس حقیقت کو

فعلم ما فی قلوبهم

قرآنی الفاظ ہیں۔ رب العالمین کا ارشاد ہے۔ وحی الٰہی ہے۔ محمد رسول اللہ پر اترنے والے سچے الفاظ ہیں

فعلم ما فی قلوبهم

رب العالمین ان کے دل جانتا ہے۔ اس سے ان کے دل پوشیدہ نہیں ہیں۔ کوئی بد بخت یہ نہ کہہ سکے کہ اللہ ان کے ظاہر سے راضی ہو گیا ہو گا۔ ظاہر تو بیعت تھی۔ ظاہر تو

اطاعت تھی، ظاہر تو پیروی تھی۔ ظاہر تو تڑپ تھی۔ ظاہر تو ان کا بہتر نظر آ رہا تھا۔ شاید انہوں نے معاذ اللہ، العیاذ باللہ خالق کو بھی دھوکہ دے لیا ہو۔ کہ وہ اندر سے کچھ ہوں۔ لیکن نبی کے ہاتھ پر بیعت کر کے انہیں اپنا ظاہر بڑا مقدس پیش کر دیا ہو، رب العالمین نے ایسے کافروں، ایسے منافقوں، ایسے بدنیتوں، ایسے بدفطرتوں، ایسے لعینوں کے اس غلط سوال کا رد چودہ صدی پہلے واضح لفظوں میں فرما دیا۔ فعلم ما فی قلوبھم ۔ اللہ ان کے دل جانتا ہے۔ ان کے دلوں میں جو کچھ تھا۔ وہی زبان پر تھا۔ اور اللہ کو عالم الغیب ہے۔

قل لا یعلم من فی السموات والارض الغیب الا اللہ

وہ تو ہر چیز جانتا ہے۔ ماضی، مستقبل، حال سے برابر آگاہ ہے۔ اس نے ان کے دلوں کو جاننے کے بعد یہ اعلان کیا ہے۔ وہ دل وہ نظریں، وہ قدم، وہ ہاتھ، وہ حرکتیں، ہر حال اس کے سامنے ہیں۔ وہ کسی وقت بھی کوئی لمحہ بھی کسی سے غافل نہیں ہے۔ کوئی شے اس سے پوشیدہ نہیں ہے۔

فعلم ما فی قلوبھم

وہ ان کے دل جانتا ہے۔ فانزل اسکینۃ۔ جب وہ بیعت کر چکے، دل سے بیعت کر چکے، ان کی تسلی کیلئے، ان کے قدم جمانے کیلئے، انہیں جرأت دلانے کیلئے، انہیں مضبوط ترین چٹان بنانے کی غرض سے رب العالمین فرماتے ہیں۔ فانزل السکینۃ اللہ نے ان کے قلوب پر تسکین اتار دی کہ یہ چٹان بن جائیں۔ یہ جبل احد بن جائیں۔ یہ نہ ہٹنے والے بن جائیں، یہ مر مٹنے والے بن جائیں، یہ صحراؤں میں، جنگلوں میں رب ذوالجلال کی وحدت کا الم لے کر ہر قوت سے ٹکرانے کیلئے ہر لمحہ تیار ہو جائیں۔

فعلم ما فی قلوبھم فانزل السکینۃ

ان کے دلوں پر تسکین اتار دی، ان پر رضا کا اعلان کیا۔ پھر ان کے دلوں کی تصدیق کر دی۔ کہ ان کے دلوں کو جان کر رضا کا اعلان کیا گیا ہے۔ پھر۔

فانزل السکینۃ ...... کہہ کر ان پر اپنی رحمت، تسلی اور اپنی جانب سے تسکین کے

نزول کا بھی اعلان کر دیا گیا۔ آیت اتر چکی، صحابہ بیعت کر چکے، چودہ سو انسان جنتی بن چکا، چودہ سو انسان اللہ کی رضا حاصل کر چکا، چودہ سو انسان اس کرہ ارض پر اپنے ایمان، دیانت، عفت، شرافت، صداقت کی تصدیق رب العالمین سے حاصل کر چکا، اس چودہ سو میں عثمان نہیں ہے۔ اس چودہ سو میں عثمان کا ہاتھ نہیں ہے، اس چودہ سو میں عثمان کے قدم نہیں ہیں، اس چودہ سو میں عثمان تشریف فرما نہیں ہے، رسالت پناہ کو اگر چہ کوئی شک نہیں تھا کہ جس عثمان کی وجہ سے وحی اتر رہی ہے۔ کہ اللہ ان سے راضی ہے، جس عثمان کی وجہ سے اللہ اس قوم پر راضی ہو رہا ہے کہ جس نے عثمان کے بدلہ کا وعدہ کیا ہے۔ تو عثمان پر رب راضی کیوں نہیں ہوگا۔ یہ اگر چہ حقیقت اپنی جگہ واضح تھی۔ لیکن رسالت پناہ نے اس بات کو مزید کھول دیا۔ اس بات کو مزید واضح کر دیا۔ چودہ سو انسان موجود ہے۔ ابوبکر موجود، عمر موجود، علی موجود، اصحاب پیغمبر موجود، کھلے میں، دن دیہاڑے، چمکتے ہوئے سورج میں آمنہؓ کا لعل سارے شکوک وشبہات دور کرتا ہے۔

بہت سے شکوک وشبہات کا ازالہ:

آقا نے نیچے ہاتھ رکھا نیچے آقا کا ہاتھ ہے۔ راہنما کا ہاتھ ہے۔ امام ومقتداء کا ہاتھ ہے، پیغمبر اور رسول کا ہاتھ ہے، رسالت نے یہ ہاتھ یہیں رکھتے ہوئے دوسرا ہاتھ بلند کر لیا ہے۔ (توجہ رہے سنی توجہ رہے ...... میری طرف توجہ رہے) بہت سارے شکوک زائل کر دیئے جائیں، بہت سارے بد باطنوں کا، منافقت کا پردہ چاک کر دیا جائے گا۔ دجل و فریب کے پردے پھاڑ دیئے جائیں گے۔ شرط یہ ہے کہ تم سنی بن جاؤ، شرط یہ ہے کہ تم قرآن وسنت کا گہری نگاہ سے مطالعہ کرو، تو کوئی شک نہیں رہے گا۔ کوئی شبہات نہیں رہیں گے۔ کوئی بد، باطن کسی وقت بھی تمہارے ایمان پر ڈاکہ زنی نہیں کر سکے گا۔ لیکن میں نے عرض کیا ہے۔ قرآن کا وسیع مطالعہ چاہیئے۔ سنت کا مطالعہ چاہیئے۔ پیغمبر کی تربیت و تعلیمات کا مطالعہ چاہیئے، اس ماحول اور معاشرے کا مطالعہ چاہیئے، جس ماحول میں پیغمبر اور اسکی جماعت کام کر رہے ہیں۔

گرامی قدر! بیعت ہو رہی ہے۔ ہو گئی۔ وحی اتر آئی۔ رضی اللہ۔ کے خطاب مل گئے۔ اس وقت رسالت پناہ نے ہاتھ بڑھایا ہے۔ یہ ہاتھ کس کا ہے۔ رسول کا ہاتھ ہے۔ تصدیق کرائی۔ ہر ایک کو متوجہ کیا۔ چودہ سو انسان اپنے سر کی دونوں محفوظ آنکھوں سے دیکھتا ہے۔ کہ پیغمبر کا ہاتھ ہے۔ اور اب دیکھنے والے کون ہیں۔ جن کیلئے خالق کہہ رہا ہے۔

رضی اللہ۔ اللہ ان سے راضی ہے۔ ان کی نظریں محفوظ ہیں۔ ان کے دل محفوظ ہیں۔ ان کے قدم محفوظ ہیں۔ ان کے ہاتھ محفوظ ہیں۔ ان کی سوچیں۔ ان کی فکریں محفوظ ہیں۔ یہ منزہ، مقدس مطہر گروہ، مقدس جماعت، چودہ سو افراد پر مشتمل جماعت، اپنے سر کی دونوں محفوظ آنکھوں سے رسول کے ہاتھ کی زیارت کر رہے ہیں۔ پیغمبر اتنے بڑے اجتماع کو گواہ بناتا ہے۔ اعلان کرنا چاہتے ہیں، فرمایا یہ ہاتھ کس کا ہے۔ ہر صحابی بولا، پیغمبر کا، رسول کا، نبی کا، قائد کا، آقا کا، مرشد کا، یہ ہاتھ آپ کا ہے۔ رسول نے دوسرا ہاتھ بلند کیا ہے، توجہ رہے میں نے عرض کیا بہت سارے شکوک زائل ہو جائیں گے۔ فرمایا یہ ہاتھ کس کا ہے، گواہی ملی، تصدیق لی، سندیں حاصل کیں، کس کا ہے؟۔ ہر ایک صحابی چودہ سو جنتی انسان پھر گواہی دے رہا ہے۔ یہ ہاتھ بھی مرشد کا ہے۔ آقا کا ہے۔ امام و مقتداء کا ہے۔ قائد و رہنما و نبی کا ہے۔ صادق و مصدوق اور معصوم پیغمبر کا ہے۔ یہ گواہی لینے کے بعد، جنتی انسانوں سے گواہی لینے کے بعد نچلے ہاتھ کو نیچے، اوپر والے کو نبوت بڑے آرام کے ساتھ اپنی ہاتھ پر لائی ہے۔

یہ ہاتھ یہاں تھا۔ سمجھانے کی غرض سے عرض کر رہا ہوں۔ تصدیق لینے کے بعد چودہ سو جنتی انسان سے، اقرار کرانے کے بعد یہ ہاتھ یہاں اور یہ یہاں ہے۔ یوں پیغمبرؐ نے اپنے دونوں ہاتھ ملا کر پھر تصدیق لی ہے۔ کہ دونوں جمع دیکھ رہے ہو۔ ایک ایک صحابی گواہی دیتا ہے۔ فرمایا اس بیعت کو دیکھ لو، اور سنو، کہ آج کے دن نچلا ہاتھ محمد کا ہاتھ ہے۔ اور اوپر والا ہاتھ عثمان کا ہاتھ ہے۔ نچلا ہاتھ رسول کا ہاتھ ہے۔ اوپر آنے والا، بیعت کی غرض سے پیغمبر کے سفیر کا ہاتھ ہے، قاصد کا ہاتھ ہے، ذوالنورین کا ہاتھ ہے، نبی کے پروردہ کا ہاتھ ہے،

نچلے والا ہاتھ رسول کا، اوپر والا ہاتھ عثمان کا ہاتھ ہے۔ فرمایا میں وعدہ کرتا ہوں۔ عثمان نہ سہی، لیکن جو عہد تم مجھ سے کر چکے ہو۔ یہی ہاتھ عثمان کا ہاتھ ہے۔ یہی عہد عثمان کا عہد ہے، جیسے تم رضی اللہ میں شامل ہو، اسی طرح عثمان بھی رضی اللہ میں شامل ہے۔

لقد رضی اللہ عن المومنین۔ بیعت رضوان ہے۔ صلح حدیبیہ ہے۔ چھ ہجری ہے، چھ ہجری سے لیکر آج پندرہویں صدی کا سن ہجری گنیں، کتنے سال گزر گئے۔ چھ سال نکال دیجئے۔ پندرھویں صدی میں اب کون سا سن ہے؟ ۱۴۰۸ھ۔ ۱۴۰۸ میں سے چھ نکال دیجیئے۔ باقی کتنے؟ ۱۴۰۲۔ ۱۴۰۲ھ سال کا عرصہ گزر گیا ہے۔ پیغمبر کو یہ اعلان کئے ہوئے۔ کہ عثمان کا ہاتھ میرا ہاتھ ہے۔ میرا ہاتھ عثمان کا ہاتھ ہے۔ چودہ سو سال کا عرصہ گزر گیا ہے۔ خالق کو یہ اعلان کئے ہوئے۔ جنہوں نے عثمان کے بدلہ کی غرض سے بیعت کی تھی۔ میں ان سے راضی ہو چکا ہوں۔ چودہ سو دو سال گزر گئے۔ عثمان کی تصدیق آسمان سے اتر چکی ہے۔ عثمان کی دیانت آسمان سے اتر چکی ہے۔ اتنے طویل عرصہ میں قرآن چیخ رہا ہے۔ قرآن پکارتا ہے۔ کتاب اللہ عثمان کا تقدس، عفت، شرافت بیان کر رہی ہے۔ اب جو شخص بھی اس واضح نص کے بعد عثمان کو خائن مانتا ہے۔ عثمان کو بد دیانت مانتا ہے۔ عثمان کو غلط کار مانتا ہے۔ ایک لحہ کیلئے۔ میں نہ سوچ سکتا ہوں کہ وہ مسلم ہے۔ نہ میں خیال کر سکتا ہوں کہ وہ مسلم ہے۔ عثمان قطعی مومن ہے۔ نص قطعی سے مومن ہے۔ کتاب اللہ کے ارشاد سے مومن ہے۔ چودہ سو دو سال کا عرصہ عثمان کے ایمان کی تصدیق کو آسمان سے اترے گزر گئے ہیں۔ آج اتنے طویل عرصے کے بعد جو عثمان کے ایمان کا اقرار نہیں کرے گا۔ میں اس کے ایمان کا اقرار نہیں کر سکتا۔

یہ ہاتھ کس کا؟ (پیغمبر کا) یہ تو میرا ہے۔ العیاذ باللہ، میں سمجھانے کیلئے عرض کر رہا ہوں۔ رسول نے کس طرح اعلان کیا۔ پیغمبر نے کس طرح فرمایا۔ یہ ہاتھ کس کا ہاتھ ہے؟۔ پیغمبر نے فرمایا، رسول کا، صحابہ نے تصدیق کی ہے یہ کس کا؟۔ (نبی کا)۔ پھر دوسرا ہاتھ بلند کیا۔ فرمایا یہ کس کا؟۔ تصدیق ہوئی کہ یہ بھی نبی کا، اس ہاتھ کو بیعت کیلئے رکھ دیا۔ فرمایا کہ

اب اس نظارے کو دیکھ کر سن لو، کہ عثمان کی طرف سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم خود بیعت کر رہا ہے۔ عثمان کی طرف سے رسول خود عہد کر رہا ہے۔ میرے ہاتھ کو عثمان کا ہاتھ سمجھو، توجہ رہے توجہ، بات کہنا چاہتا ہوں، سنی بیدار ہو، جاگ سنی، سپاہ صحابہ کی لائن موقف، سوچ، فکر، اقدامات کو سمجھ، بیداری لا، مردہ پن چھوڑ، غفلت چھوڑ، دینی معلومات کی دوری سے باز آ۔ توجہ کر پیغمبر نے چودہ سو سال پہلے اعلان کیا ہے۔ میرا ہاتھ عثمان کا ہاتھ ہے۔ یہ کس نے کہا ہے؟۔ (نبی پاک) (کس نے فرمایا ہے۔ میرا ہاتھ عثمان کا ہاتھ ہے۔ (نبی نے)۔ جب صحرا میں، جنگل میں چودہ سو جنتی انسانوں کے سامنے جب وحی اتر رہی ہے۔ رضی اللہ عنہم۔ کے القابات مل رہے ہیں۔ اس ماحول میں جب پیغمبر فرما رہے ہیں۔ کہ میرا ہاتھ عثمانؓ کا ہاتھ ہے۔ میرا دست عثمانؓ کا دست ہے۔ میرا معصوم ہاتھ عثمان کا ہاتھ ہے۔ جب یہ فرما رہے تھے۔ تو کیا اس وقت یہ نگاہ میں نہ تھا۔ کہ عثمان خلافت چھین لے گا۔ نہیں سمجھے، کہاں بستے ہیں آپ۔ کس دنیا میں آپ رہائش پذیر ہیں۔ اس وقت معلوم نہیں تھا۔ عثمانؓ خلافت چھین لے گا۔ عثمان منبر پر غاصبانہ قبضہ کر لے گا۔ عثمان قرآن کو آگ لگا دے گا۔ کیا اس وقت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہ میں نہ تھا۔ کہ میں کس شخص کیلئے۔ اتنی بڑی ضمانت فراہم کر رہا ہوں۔ کہ میرا ہاتھ عثمان کا ہاتھ ہے۔ جس شخص پر پختہ اعتماد ہوتا ہے، لوگ آج بھی چھاتی پر ہاتھ مار کر کہتے ہیں۔ اس کا میں ضامن ہوں۔ اس کی طرف سے کچھ ہو جائے تو مجھے پکڑ لینا، یہ الفاظ وہیں استعمال کیئے جاتے ہیں۔ جہاں پختہ یقین ہو، لیکن ایک تو یہ ہے کہ آپ ضامن بن رہے ہیں کسی کے، آپ کو مغالطہ لگ سکتا ہے، اور آپ کے مغالطے کو دور کرنے کیلئے وقت سے پہلے کوئی اتھارٹی موجود نہیں ہے۔ یہاں رسول ضامن بن رہا ہے۔ یہاں معصوم پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم ضامن بن رہا ہے یہاں رسول صلی اللہ علیہ وسلم اپنے معصوم ہاتھ کو عثمانؓ کا ہاتھ قرار دے رہے ہیں۔ کیا اس وقت یہ ذہن میں نہیں تھا، یہ فدک چھین لے گا، خلافت چھین لے گا، مصلیٰ اور مسجد چھین لے گا۔ قرآن کو آگ لگا دیگا، اقرباء پروری کرے گا بیت المال کو لوٹ لے گا، کیا اس وقت رسالت پناہ کی نگاہ میں یہ چیزیں نہیں تھیں۔ اگر نہیں تھیں تو اس

(خدا) کوتو علم تھا۔نہیں سمجھے نہیں سمجھتے ۔اس کوتو علم تھا جس کا اعلان ہے۔

قل لا یعلم من فی السموات والارض الغیب الا اللہ۔

وہ تو وحی بھیج کر قدم قدم پر معصوم رسول کو مطلع کر رہا ہے۔اس نے وحی کیوں نہیں بھیج دی۔کہ جس کے اتنے بڑے ضامن بن رہے ہو۔کہ اپنے معصوم ہاتھ کو اس کا ہاتھ قرار دے رہے ہو۔وہ کل فدک لوٹ لے گا۔خلافت لوٹ لے گا۔بیت المال لوٹ لے گا۔اقرباء پروری کرے گا۔غلط گورنر مقرر کر دے گا۔غلط عمال مقرر کرے گا۔یہ کرے گا وہ کرے گا۔اسکی پالیسیاں بدل جائیں گی۔حالات بدل جائیں گے۔تم اسکی طرف سے اتنی بڑی ضمانت کیوں دے رہے ہو۔اور اپنے معصوم ہاتھ کو اس کا ہاتھ کیوں قرار دے رہے ہو۔رسول نے ضمانت دی۔رب العالمین نے پیغمبر کی ضمانت ختم نہیں کی ہے۔قرآن میں اس ضمانت کا رد نہیں آیا۔حدیث میں اس ضمانت کا رد نہیں آیا۔وحی اس ضمانت کی رد میں نہیں آئی ہے۔پیغمبر کی ضمانت اس وقت بھی موجود تھی ۔آج بھی موجود ہے۔اب جو عثمان کو خائن کہے وہ نبی کا گستاخ ہے۔خزانہ لوٹا ہے۔اگر پیغمبر کے ہاتھ نے ۔فدک چھینا ہے۔تو رسول کے ہاتھ نے ۔خلافت غصب کی ہے تو رسول کے ہاتھ نے ۔بھونکتا ہے تو رسول کے خلاف بھونکو۔عثمان تو مظلوم ہے۔

ہے کوئی بد بخت، کوئی مرتد اور کافر اعظم جو رسول کو کہے کہ رسول نے فدک لوٹ لیا ہے؟ (نہیں)۔کوئی کہہ سکتا ہے۔معصوم رسول کو؟ (نہیں)۔کوئی بد بخت بھونک سکتا ہے؟ (نہیں)۔کہ پیغمبر نے اقرباء پروری کی ہے؟ (نہیں)۔تو پھر رسول عثمان کا ضامن ہے۔کن لفظوں میں ضامن ہے۔یہ ہاتھ میرا، یہ بھی میرا، کوئی شرط لگائی ہے۔کوئی قید لگائی ہے۔کہ آج مجھے عثمان کے ہاتھ پر اعتماد ہے۔کل نہیں ہوگا۔پیغمبر نے علی الاطلاق عثمان کے ہاتھ کو اپنا ہاتھ قرار دیا ہے۔لہذا رسول کی اس ضمانت کے بعد، اس اعلان کے بعد میں کہہ سکتا ہوں۔کوئی فدک نہیں لٹا ہے۔خلافت نہیں لٹی ہے۔بیت المال نہیں لٹا ہے۔اقرباء پروری نہیں ہے۔جو یہ بکواس کرتا ہے۔ہفوات بکتا ہے۔غلاظت بکتا ہے۔مرتد ہو سکتا

ہے۔ دجال ہوسکتا ہے۔ بدطینت ہوسکتا ہے۔ بدفطرت ہوسکتا ہے۔ مسلم نہیں ہوسکتا ہے۔

یہ میری سوچ ہے۔ یہ میری فکر ہے۔ یہ میرے خیالات ہیں۔ میں ان خیالات پر وزنی دلائل رکھتا ہوں۔ یہ دلائل نہیں ہیں؟ یہ محض میری ذہنی ورزش ہے؟ (نہیں)۔ **لقد رضی الله عن المؤمنین**۔ یہ آیت کب اتری؟ بیعت الرضوان، بیعت الرضوان کو اس کے اترنے کے بعد نام رکھا گیا۔

صلح حدیبیہ کے موقع پر، چھ ہجری میں مکہ معظمہ کی طرف سفر کرتے ہوئے، دوران سفر ۱۴۰۲ سال پہلے یہ آیت اتری، بیعت لی گئی۔ عثمان کی قدر و منزلت کو واضح کیا گیا۔ عثمان کے تقدس و شرافت کو واشگاف لفظوں میں بیان کیا گیا ہے۔

فضائل و مناقب سیدنا عثمان:

توجہ کیجئے! یہی عثمان جو ذوالنورین بنا۔ یہی عثمان جو سفیر نبوت بنا، یہی عثمان جو کاتب پیغمبر بنا، اور یہی عثمان جس کو شرف اور قدر و منزلت یہاں تک حاصل ہے۔ کہ آدم سے لیکر خاتم الانبیاء علی نبینا والصلوٰۃ والسلام تک کسی ایک فرد کے گھر کسی بھی پیغمبر کی دو بیٹیاں نہیں ہیں۔ اس صفت کا مالک، اس شان کا مالک۔ اس ایک وصف کا مالک اگر اللہ کی کائنات میں اس نیلے آسمان کے نیچے، اس صفحہ زمین پر کوئی فرد ہے۔ کوئی شخصیت، کوئی ہے تو وہ صرف عثمان ہے۔ جس کے گھر پیغمبر کی دو بیٹیاں ہیں۔ جس کے نکاح میں رسول کے دو نور ہیں۔ جس کے نکاح میں رسول کی دو لخت جگر ہیں۔ اور اسی بنیاد پر عثمان کو ذوالنورین کہا گیا ہے۔ دونوروں والا یہ وصف صرف عثمان کو حاصل ہے۔ اور کائنات میں کسی کو حاصل نہیں ہے۔

عثمان وہ مظلوم ہے۔ بغیر جرم کے، بغیر کسی قصور کے، اس مظلوم امام کو آج سے تقریباً ۱۴۰۰ صدی پیشتر بے دردی کے ساتھ چالیس دن تک پیاسا رکھ کر مدینہ طیبہ کی مقدس زمین پر ذبح کیا گیا ہے۔ اور عین اس حالت میں ذبح ہوتے ہیں۔ جب قرآن کی تلاوت کر رہے تھے۔ آج تک اسلامی کتب اس بات کی شہادت دیتی ہیں کہ جب عثمان کو پیاس لگتی تھی۔ آپ پیاس پر کنٹرول کرنے کیلئے قرآن کی تلاوت کیا کرتے تھے۔ چالیس دن عثمان

نے قرآن پڑھ کر پیاس کی شدت پر کنٹرول کیا ہے۔ مدینہ طیبہ کی زمین پر اس عظیم مقدس، مطہر مظلوم امام کو قتل کیا جا رہا ہے۔

کاتب وحی نے عرض کی:

محاصرہ جاری تھا۔ کاتب وحی امام شام حسین ابن علی کی معتمد شخصیت جس کے ہاتھ پر حسن بن علی نے بیعت کی ہے۔ اور ملت اسلامیہ کا بلا شرکت غیرے۔ معاویہ بن ابی سفیان کو قائد و راہنما تسلیم کیا ہے۔ کچھ لوگ نا عاقبت اندیشی کا ثبوت دیتے ہوئے یہ بھی کہہ دیتے ہیں۔ حسنؓ نے مجبور ہو کر معاویہؓ کے ہاتھ پر بیعت کی تھی۔ اگر آج کا سیاست دان مجبور ہو کر ضیاء کے ہاتھ پر بیعت نہیں کرتا۔ تو ظالمو! زہراءؓ کا لعل ہو۔ زہراءؓ کا جگر پارہ۔ پیغمبر کا نواسہ، حیدر کرار کا جگر، کیسے غلط کار انسان کے ہاتھ میں ہاتھ دے سکتا ہے۔ میں تیری تاریخ جلا سکتا ہوں۔ تیرا قلم جلا سکتا ہوں۔ تیری سوچ اور فکر پر میں لعنت تو بھیج سکتا ہوں۔ لیکن حسن بن علی جرأت، اس کے خون کی قدر و منزلت کو میں نہیں چھوڑ سکتا ہوں۔ حسن نے معاویہ کی لیاقت سمجھی۔ صداقت سمجھی۔ عفت سمجھی۔ دیانت سمجھی۔ اور مسلم قوم کا اتحاد سمجھ کر معاویہؓ کو قائد مانا۔ امام مانا۔ مقتداء مانا۔ خلافت کو لات ماری اور معاویہؓ کے ہاتھ میں پوری قوم کی قسمت دے دی۔

یہی امام شام اطلاع بھیجتے ہیں۔ مظلوم کے پاس۔ ذوالنورین کے پاس، داماد رسول ﷺ کے پاس، اجازت ہے۔ فوجیں بھر دوں مدینہ طیبہ میں۔ دیکھتا ہوں کہ دشمن آپ کی طرف کیسے انگلی اٹھاتے۔ اطلاع آئی ہے۔ قاصد آیا ہے۔ پیغام لایا ہے۔ شام کے گورنر کا، اور وہ بھی معاویہ بن ابی سفیان کے جری انسان کا۔ جس نے رفض، بدعت، کفر، غلاظت، فتنوں کا سر کچل دیا تھا۔ اکتالیس برس تک بلا شرکت غیرے حکمرانی کر کے امن قائم کر کے اس نے اپنی صداقت واضح کر دی۔ وہ اطلاع بھیجتے ہیں۔ اجازت ہے۔ مدینے میں فوجیں بھر دوں۔ دیکھتا ہوں دشمن کیسے قریب لگتا ہے۔ عثمان مظلوم عثمان، قائد عثمان، داماد رسول عثمان جواب دیتے ہیں۔ میرا دل نہیں گوارہ کرتا۔ میں رسول ﷺ کے پیارے

شہر میں خون کی ندیاں بہادوں۔ مجھے نہیں ضرورت ہے افواج کی۔ مجھے نہیں ضرورت ہے دفاع اور مقابلے کی۔ میں اللہ کی کتاب پڑھ رہا ہوں۔ مجھے رسول ﷺ نے فرمایا تھا۔ اللہ تجھے کرتا پہنائے گا۔ لوگ چھیننا چاہیں گے۔ وہ اتارنا نہیں ہے۔ میں بیٹھا ہوں۔ کچھ نہیں کروں گا۔ مجھے میرے رسول ﷺ کی ہدایات ہیں۔ جواب مل گیا۔ معاویہؓ پھر کہتے ہیں۔ قاصد بھیجتے ہیں۔ پوچھتے ہیں کہ اگر وہاں نہیں تو شام آ جائیں۔ مدینہ چھوڑ دیجئے، ہجرت کر آئیں۔ میں یہاں تحفظ کر لیتا ہوں۔

جواب سنیں، مظلوم کا، جواب سنیں۔ چالیس دن کے پیاسے کا، جواب سنیں جامع القرآن، ناشر القرآن کا، جواب سنیں۔ داماد رسول ذوالنورین کا، فرمایا عثمان اتنا دل نہیں رکھتا کہ وہ پیغمبر کا پڑوس چھوڑ کر کسی اور جگہ ٹھکانہ کرے۔ یہی رہوں گا۔ نہ فوج چاہیے۔ نہ یہ جگہ چھوڑنا گوارہ ہے۔ دروازے پر حسن پہرہ دیتے ہیں۔ دروازے پر حسین پہرہ دیتے ہیں۔ کہ دشمن دروازے سے اندر داخل نہ ہوں۔ حسن کی ڈیوٹی علی نے لگائی ہے۔ حسین کی ڈیوٹی علی نے لگائی ہے۔ کہ دشمن دروازے سے اندر نہ جاسکے۔ عثمان تیری بلندی کیا کہنا۔ تیری رفعت کا کیا کہنا۔ کہ تیرے پہرے کیلئے زھراء کا لہو، دروازے پر پہرہ دے رہا ہے۔ کیا کہنا تیری بلندیوں کا، کیا کہنا تیری رفعتوں کا، قرآن پڑھ رہے ہیں۔ پانی نہیں پہنچتا ہے۔ دفاع کرنے نہیں دیتے۔ مدینہ چھوڑنا نہیں چاہتے۔ اور یہ تو عثمان ہیں۔ یہ مدینہ کیسے چھوڑتے، اس سے بہت درجہ، بہت کم درجہ، بلکہ یوں کہیں کہ نسبت ہی کوئی نہیں۔ خطیب پاکستان امیر شریعت کا دایاں ہاتھ قاضی احسان نور اللہ مرقدہ یہ کبھی اسٹیج پر بپھرے ہوئے شیر کی طرح گرج کر یہ بیان کیا کرتے تھے۔ کہ جب قاضی احسان حج پر گئے۔ تو ایک بچہ مدینہ کی گلیوں میں حاجیوں کی بچی کھچی ہڈیوں کو چوستے ہوئے نظر آیا۔ انہیں دھوتا ہے۔ پھر چوس کر گزارہ کرتا ہے۔ قاضی کہتا ہے کہ میں نے اس کو ساتھ بٹھا کر کھانا کھلایا۔ اور کچھ عرصہ بعد جب واپسی ہونے لگی۔ میں نے اس کو کہا کہ میرے ساتھ چلو۔ میں اولاد کی طرح پرورش کروں گا۔ یہاں تو تنگ ہے۔ ہڈیاں چوس کر گزارہ کرتا ہے۔ تو قاضی احسان جیسا مقتدی

عالی اعلان کرتا ہے۔ کہتا ہے کہ بچے نے وہ جواب دیا میرے پاؤں سے زمین کھینچ لی۔
فرمایا مولانا یہ بتلائیں کہ یہ سبز روضہ بھی وہاں نظر آئے گا۔ مرغے مل جائیں گے۔ آپ جیسا شفیق باپ مل جائے گا۔ آپ جیسا محسن مل جائے گا۔ لیکن یہ بتلائیں کہ یہ سبز گنبد بھی نظر آئے گا۔ قاضی کہتا ہے۔ کہ میں تڑپ گیا۔ رو گیا۔ آنسو برس اٹھے۔ میں نے جواب دیا بیٹا یہ روضہ تو وہاں نظر نہیں آتا۔ بچہ کہتا ہے۔ ہڈیاں چوس لوں گا۔ لیکن پیغمبر کا پڑوس نہیں چھوڑ سکتا ہوں۔ یہ عشق رسول صدیوں بعد ایک بچے کا۔

جھنگوی کی محبت عثمانؓ:

وہ تو عثمان ہے۔ کون عثمان، مظلوم عثمان، عثمان محفوظ عثمان، عثمان مقدس عثمان، عثمان منزہ عثمان، عثمان مطہر عثمان، عثمان بیعت رضوان کا مصداق عثمان، عثمان سفیر نبوت عثمان، عثمان قاصد نبی عثمان، عثمان چالیس دن کا پیاسا عثمان، عثمان رقیہ کا خاوند عثمان، عثمان داماد رسول عثمان، عثمان مدینہ کا شہید عثمان، عثمان ناشر قرآن عثمان، عثمان تیرا خاوند تیرا نور، تیرا رضا کار، تیرے جوتے اٹھانے والا، تیری عزت کیلئے۔ تیری آبرو کیلئے۔ عفت کیلئے۔ تقدس کیلئے ملک کے جنگلوں تک، جنگل کے درختوں کو، ہلا کر تیرا تقدس، عفت دیانت، شرافت، علم، فہم بیان کر کے سنیت میں لہر دوڑا دے گا۔
اے کاش مجھے عثمان کے نعلین ملتے۔ اے کاش مجھے عثمان کے جوتے ملتے۔ اس رب کی قسم جس نے مجھے پیدا کیا ہے۔ بناوٹ تصنع کا قائل نہیں اصحابؓ رسول کی محبت میرے لہو کے ایک ایک قطرے میں سما گئی ہے۔ میں اس سے ہٹ نہیں سکتا ہوں۔ میں اس موقف میں تزلزل پیدا نہیں کر سکتا ہوں۔ ۱۸ ذوالحج کو امام مظلوم کی شہادت ہے۔ میں نے اس مناسبت سے آپ کے سامنے مظلوم کے واقعات رکھے، مظلوم کی حیثیت، مظلوم کی قدر و منزلت رکھی ہے مظلوم کا قربِ نبوت رکھا ہے مظلوم کی وہ شان بیان کی ہے، جو خود خالق نے پیش کی ہے میں نے آپ کے سامنے مظلوم مدینہ کی ۱۸ ذوالحج کو ذبح ہونے والے کی جس کے لہو کے قطرے قرآن پاک کی اس آیت پر آئے۔

فسيكفيك هم الله

عثمان مظلوم ہے یانہیں ہے؟ (ہے) اصحابؓ رسولؐ مظلوم ہیں یانہیں؟ (ہیں) جن پر آج تبرّا ہوتا ہے۔ وہ مظلوم نہیں ہیں؟ (ہیں) جنہیں آج گالیاں دی جاتی ہیں، وہ مظلوم نہیں؟ (ہیں) جنہیں آج معاذ اللہ منافق وکافر، آپ کے ملک میں تحریر کیا جاتا ہے وہ مظلوم نہیں ہیں؟ (ہیں)۔

میری خواہش ہے میری تڑپ ہے۔ کہ ایسی محفوظ، مقدس، اور منزئی شخصیات کے خلاف آپ کے ملک میں زہر اس لئے اگلا جاتا ہے کہ آپ بیسیوں جتھے بن گئے ہیں آپ کی ہزاروں پارٹیاں، ہزاروں گروہ بن گئے ہیں، اصحابؓ رسولؐ کی ناموس کا واسطہ سنیت ایک ہو جائے، دشمن اسلام میں جرات نہیں کہ وہ ایک ناخن برابر زبان بھی اصحابؓ رسولؐ کے خلاف نکال سکے۔

سنیت میں بیداری آنا چاہئے، آنے والے حالات آپ کی مزید بیداری مانگتے ہیں، سنیت کو منظم ہونا ہوگا، سنیت کو غیرت کرنا ہوگی، سنیت کو بنیان مرصوص بننا ہوگا۔

الیکشن اور اسلام:

کچھ صوفی کہتے ہیں کہ الیکشن کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں، بہت سارے ہیں۔ جمعہ ہوتا ہے تقریر ہوتی ہے۔ حضرت مولانا الیاس صاحب مدظلہ حق نواز رحمہ اللہ جیسے کارکن، اور علماء جب کہتے ہیں خلافت راشدہ کا نظام نافذ کرو، تو صوفی دونوں پاؤں پر کھڑا ہو کر کہتا ہے ضرور نافذ کرو، کون نافذ کرے جس نے بجلی چوری کی ہے، کون نافذ کرے جس نے کلب سے ٹی وی چوری کیا ہے۔ اس طرف صوفی کو دلچسپی نہیں ہے، کون نافذ کرے۔ جس کا ڈیرہ جوئے کی آماج گاہ ہے۔ جب اسمبلی میں تو بد باطن، بدکردار، جوئے باز، خلافت راشدہ کے ازلی دشمن بھیجتا ہے۔ تو حماقت کی انتہا نہیں کے پھر انہیں غلط ہاتھوں کو کہتا ہے کہ خلافت راشدہ نافذ کرو۔

اگر آپ لوگ اسلام کے نفاذ میں مخلص ہیں۔ تو پھر آپ کو قانون ساز ادارے پر قبضہ کرنا ہوگا۔ اور چھوڑیں پندرہ سال ہو گئے جسے آپ کے شہر میں چھپتے ہوئے، پھر آٹھ دن بعد آپ سے سنتے ہیں یہ کتاب ضبط کرو، یہ کتاب ضبط کرو، ہوتی ہیں ضبط؟ (نہیں) اگر ہو جاتی ہے تو ملزم پکڑا جاتا ہے (نہیں) کیوں، جس نے ضبط کرنی ہے وہ ہاتھ اور ہیں جس نے ملزم پکڑنا ہے وہ ہاتھ ہیں جو ہاتھ مطالبہ کرتا ہے۔ اسے آپ کہتے ہیں کہ تسبیح پڑھو، جو ہاتھ مطالبہ کرتا ہے اسے آپ کہتے ہیں کہ مردے کو غسل دو، جو ہاتھ مطالبہ کر رہا ہے، اسے آپ کہتے ہیں کہ جمعرات کی روٹی پر اکتفا کرو، وہ غریب کچھ دنوں مطالبہ کے بعد کہتا ہے کہ ہم اسی تنخواہ پر ٹائم پاس کریں گے، سوچ دیکھیں۔

عثمانؓ خلیفہ وقت ہے، عثمانؓ مقتداء ہے۔ عثمانؓ کے ہاتھ میں زمان حکومت ہے۔ کوئی مولوی اور کوئی مرشد، میں عثمانؓ سے زیادہ نیک نہیں سمجھتا ہوں۔ کہ جو آج کہے کہ میرا حکومت سے تعلق نہیں۔ بلکہ نیک لوگوں کو آگے بڑھ کر اقتدار پر قبضہ کر کے قوانین کو بدلنا پڑے گا۔ یہ کوئی نیکی نہیں ہے کہ چوری ڈاکہ، زنا، بدمعاشی، بے حیائی، عروج پر ہو اور میں محراب میں بیٹھ کر تسبیح پر اکتفا کر جاؤں۔ نہ یہ ملائیت ہے۔ نہ یہ مرشد ہے۔ نہ یہ کوئی طریقت ہے۔ نہ پیری ہے۔

ایسے حالات میں پیری شیخ العرب والعجم حسین احمد مدنی کا نام ہے۔ رات کو بخاری کا درس دیتا ہے۔ سارا دن گھوڑے کی پشت پر، سارا سارا دن، ساری ساری رات درس دے رہا ہے۔ لیکن جب وقت آیا ہے۔ تو پھر دارالحدیث چھوڑا ہے۔ مالٹا کی جیل کی کال کوٹھڑی، قلعہ مالٹا کے گندے کمرے گوارہ کر لئے ہیں۔ چار سال کی قید کاٹ چھوڑی ہے۔ لیکن حقیقت واضح کر دی ہے کہ ہم غلط کار حکمران کو برداشت نہیں کرتے ہیں۔

اگر آپ خلافت راشدہ چاہتے ہیں۔ آپ دشمن عثمانؓ کی سرگرمیوں پر قدغن چاہتے ہیں۔ تو پھر آپ کو میدان عمل میں اترنا ہوگا۔ آپ اتریں گے یا نہیں۔ اتریں گے؟ (اتریں گے)۔ اور میں یہ کہہ دینا چاہتا ہوں، بغیر لگی لپٹے۔ بغیر گول مول کہ ہم اب زیادہ دیر کسی

جاگیردار کیلئے قرآن کی آئتیں نہیں اتاریں گے کہہ۔

یہی چراغ جلیں گے تو روشنی ہوگی

ہم خود آئیں گے۔ ہمیں کانٹے لگے ہوئے ہیں۔ (نہیں) مولوی کتنا خلوص سے کسی کا تعاون کرے۔ وہ بدبخت پروپیگنڈہ کرتا ہے۔ کہ مولوی بک گیا ہے۔ میں نے اس کو چندہ دے دیا ہے۔ فلاں کر دیا ہے۔ اب ہم لعنت بھیجیں گے۔ ایسے تمام افراد پر، ہم خود جرأت کے ساتھ، صدیق و عمرؓ کے دشمن کے مقابلہ کیلئے میدان میں اتریں گے۔ سنیت پر حجت تمام کر دی جائے گی۔ اور مجھے خالق اکبر پر یقین ہے۔ سنیت جیت جائے گی۔ رفض ہار جائے گا۔ سنیت جیت جائے گی۔ کفر ہار جائے گا۔ سنیت جیت جائے گی۔ دجل ہار جائے گا۔ سنیت جیت جائے گی۔ فریب ہار جائے گا۔ سنیت جیت جائے گی۔ ڈاکو ہار جائیں گے۔ سنیت جیت جائے گی۔ فرعون ہار جائیں گے۔ سنیت جیت جائے گی۔ جاگیرداری ہار جائے گی۔

میری خواہش ہے کہ میں جو کتاب آپ کے سامنے پیش کر کے کہتا ہوں۔ حکومت ضبط کرے ورنہ۔ کہتے ہیں یا نہیں کہتے؟ (کہتے ہیں)۔ یہی کتاب میں اسمبلی میں سپیکر اور صدر کی منہ پر کیوں نہ ماروں کہ یہ کیوں ہے؟۔ ہونا چاہئے کہ نہیں ہونا چاہئے۔ (ہونا چاہئے) زندگی رہی تو انشاء اللہ میں پاکستان کی قانون ساز اسمبلی میں یہ آواز اٹھا دکھاؤں گا کہ عمرؓ کے خلاف، ابوبکرؓ کے خلاف، صحابہؓ کے خلاف یہ کتاب کیوں ہے۔ یہ کہنا پڑے گا پاکستان کی اسمبلی کو، ہم نے بہت صبر کیا ہے۔ اب صبر کے پیمانے لبریز ہو گئے ہیں۔ آپ سے صرف اتنا کہنا چاہتا ہوں۔ آپ کی غیرت کو جھنجوڑنے کیلئے۔

مصلیٰ بیچ کر خنجر خرید لے اے بے خبر صوفی

کہ تیری فقیری سے ٹکرانے کو ہے شہنشاہی

......واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین......

عظمت علی المرتضیٰؓ

امیر عزیمت مولانا حق نواز جھنگوی شہیدؒ

ے

ابوبکرؓ یک سو علیؓ ایک جانب
خلافت کو گھیرے ہیں با صد صفائی

الف اور یا کی طرح ان کو جانو
کہ ہے محصور جن میں ساری خدائی

اگر واقعہ ہے یہی تو پھر الف اور یا نے یہ ترتیب پائی
وہ اوّل خلیفہ کے اوّل میں آیا
یہ آخر خلیفہ کے آخر میں آئی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خطبہ مسنونہ کے بعد:

تمہید:

حاضرین گرامی قدر آج کے اس اجتماع میں سیرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے عنوان پر علماء کرام آپکو بہت کچھ بتا چکے ہیں...... مزید کچھ باتیں آپکے سامنے پیش کرنے کی سعادت حاصل کرنا چاہتا ہوں......

سیرت کا معنی:

سیرت کا معنی...... کردار...... کریکٹر...... تعلقات...... معاملات کا عنوان آجکل میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم...... اور سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے......

ولادت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا مقصد:

معاشرے کے ایک عنصر نے میلاد پر اسقدر غلو کیا کہ اس غلو کو دیکھتے ہوئے دینی معلومات سے ناواقف انسان یہ سمجھنے پر مجبور ہو جاتا ہے کہ پیغمبر علیہ السلام کی آمد کا یہی مقصد تھا جو ہم نے میلاد منا کر پورا کرلیا ہے......اور دوسرا عنصر یہ سمجھتا ہے کہ کلمہ پڑھنے والی قوم نے اس کے مقصد کو سمجھا ہی نہیں۔

چنانچہ جب آپ اپنے ماحول کا جائزہ لیں گے تو آپکو دونوں ذہن مل جائیں گے......عموماً آپ میں سے بہت سے لوگ ایسے ہیں جو شادیوں اور خوشیوں میں طبلے، سرنگی، چمٹا، ناچ وغیرہ کو ناپسندیدہ، غیر شرعی افعال تصور کرتے ہیں اور دیندار طبقہ اس قسم کے افعال پر ہمیشہ تنقید کیا کرتا ہے......تاہم بدعملی کی بنا پر یہ سارا کام کیا کرتے ہیں......لیکن ان افعال کو نہ وہ صحیح سمجھتے ہیں اور نہ ہی ان کی سند بنتی ہے......گویا لوگ سمجھتے ہیں کام تو غلط ہے لیکن اللہ معاف کریگا......لیکن رفتہ رفتہ وہی قوم جو طبلہ ناچ یا اس قسم کی بداعمالیوں کو غلط تو سمجھتی تھی......اور غفلت کی بنا پر کرلیتی تھی......اب وہی قوم یہ سمجھنے لگ جائے گی کہ یہ کام

ناجائز نہیں تھے......اگر یہ ناجائز ہوتے تو لوگ بازاروں میں آکر ۱۲ربیع الاول کو ڈھول کیوں بجاتے؟......اگر یہ ناجائز ہوتے تو چمٹے کیوں بجتے؟......طبلے کیوں بجتے؟......آہستہ آہستہ نئی نسل ان افعال کو جو شریعت میں ناجائز ہیں......ان کو جائز سمجھے گی......لازمی بات ہے کہ پیغمبر کی پیدائش کے موقع پر جب یہ کام جائز ہیں تو باقی موقعوں پر بھی جائز ہونگے......آپ کے ارشادات کی روشنی میں اگر دیکھا جائے تو آپ نے ان چیزوں کی صراحتاً ممانعت فرمادی کہ یہ کام بالکل نہ کئے جائیں......حتی کہ شاہ احمد رضا بریلوی اپنی ایک کتاب میں تحریر کرتے ہیں......کہ قوالی میں بعض اوقات حضور ﷺ کی تعریف کے جملے ہوتے ہیں......لیکن نعت اور اشعار کے ساتھ طبلہ بھی ہوتا ہے......سرنگی بھی اور چمٹا بھی......آپ لکھتے ہیں......ایسی قوالی قطعاً حرام ہے......قوالی کرنے اور کرانے والے دونوں مجرم ہیں......اب وہی طبلہ اور سرنگی جو قوالیوں پر حرام تھی......آج وہی آپ ﷺ کی پیدائش کے موقع پر حلال ہوگئی......عرض یہ کر رہا تھا کہ رفتہ رفتہ قوم یہ سمجھے گی کہ شادیوں میں ڈھول باجا وغیرہ یہ سب جائز ہیں......کیوں کہ ۱۲ربیع الاول کو یہ بجتی ہیں......دراصل لوگ حضور ﷺ کی پیدائش کے مقصد سے غافل ہیں......۱۲ربیع الاول کو آپکی پیدائش پر اتنا زور لگایا جاتا ہے اور دین سے غافل طبقے کے ذہن میں اثر پیدا کیا جاتا ہے کہ......سب سے بڑا اہم کام یہی ہے۔

حالانکہ اللہ کے پیغمبر ﷺ کی پیدائش سے یہ مقصود نہیں......آپ کی پیدائش کے واقعات کو ذکر کرنا اس لحاظ سے تو صادق ہے کہ ہمیں پیغمبر کی پیدائش سے کچھ معلوم ہوجائے......لیکن جہاں تک عملی زندگی کا تعلق ہے......وہ صرف میلاد سے وابستہ نہیں......کیونکہ عملی زندگی کا تعلق چالیس برس کی زندگی کے بعد شروع ہوا......آپ کے پیدا ہونے کے بعد چالیس سال تک مکمل خاموشی رہی......نہ کسی نے پتھر مارے نہ گالی دی......نہ مجنون کہا......نہ کذاب کہا......نہ کانٹے بچھائے......لوگ جانتے تھے کہ آمنہ کا لخت جگر فلاں تاریخ کو پیدا ہوا......آپ عبدالمطلب کے پوتے ہیں......عبداللہ کے لال ہیں......قریشی نسل ہیں......اور مکہ کے فلاں گھر میں پیدا ہوئے......لیکن پیدائش پر کسی

ایک نے بھی اعتراض نہیں کیا...... کسی نے گالی نہیں دی...... کسی نے تبرّا نہیں کیا...... محض آپ کے پیدا ہونے سے نہ تو لات وعزی پر زد پڑی...... اور نہ ہی لوگوں کی ڈاکہ زنی پر زد پڑی...... لیکن پیغمبر کے کردار اور سیرت پر ضرور زد پڑی...... اب لوگ آپ کے لہو کے پیاسے بھی بن گئے...... آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجنون بھی بن گئے...... کیونکہ آپ نے اپنی پیدائش کے اصل مقصد کو ظاہر کیا کہ مجھے کیوں اللہ نے پیدا کیا...... میں اسلئے دنیا میں آیا ہوں کہ تمام باطل ادیان پر میری سیرت چھا جائے...... جب آپ نے اس کی اشاعت کی تو دنیا تو آپ کی دشمن بن گئی...... لوگو بتاؤ! ابوبکرؓ وعمرؓ نے بدر میں تلوار اس لئے اٹھائی تھی کہ وہ ابوجہل سے منوانا چاہتے تھے کہ...... محمد کو آمنہ کا لال مان لو کیا صحابہؓ نے خندقیں اس لئے کھودیں تھیں کہ...... وہ دنیا سے تسلیم کرانا چاہتے تھے کہ...... محمدؐ کو اللہ کا رسول مان لو۔

پیری کے نام پر چور بازاری:

افسوس! ان لوگو پر جنہوں نے شاہ جیون کے شیعہ گدی نشین کو اپنا پیر بنایا...... یہ جب لوگوں کے پاس جاتا ہے تو کہتا ہے...... میں نے گائے لینی ہے...... بکری لینی ہے...... آخر لوگ تنگ آ گئے...... انہوں نے اپنے جانور گھروں میں بند کر کے تالے لگا دیئے اور خود دوسری جگہ چلے گئے شاہ جیون کا شیعہ گدی نشین دن دہاڑے لوگوں کے مال پر ڈاکہ ڈالتا ہے...... نہ اس پر پرچہ ہو سکتا ہے...... نہ اس پر الزام لگ سکتا ہے...... کیونکہ وہ پیر ہے...... سید ہے...... آل رسول ہے...... لعنت ہے اس کردار پر...... کیا یہی عترت رسول ہے...... مجھے تمہارے نسب پر شک ہے...... اگر تم آل رسول ہوتے تو یہ کرتوت کبھی نہ کرتے...... مجھے یہ اطلاعات ملی ہیں کہ ۱۲ ربیع الاول کو بعض شیعہ غنڈوں نے مصنوعی داڑھیاں لگا کر بازاروں میں ناچ کیا...... آپ کے شہر میں یہ ہوا ہے...... اگر مصنوعی داڑھی ہندو لگاتا تو آپ اسکے خلاف ہڑتال کرتے...... اگر مصنوعی داڑھی لگا کر کوئی عیسائی ناچتا تو آپ اسکے خلاف بغاوت کرتے...... لیکن اب مصنوعی داڑھی اس نے لگائی جو رافضیت کا لباس پہن کر عشق رسول کا دعوی کرتا ہے...... اس نے مصنوعی داڑھی لگائی اور آپ خاموش ہیں...... کوئی نوٹس نہیں لیا...... کیا کسی نے اس بے غیرت سے پوچھا کہ...... تم نے

پیغمبر ﷺ کی سنت کے ساتھ مذاق کیوں کیا...... آپ حیران ہونگے کہ بہت سے اضلاع کے دورے کے دوران مجھے معلوم ہوا کہ کہیں تو بیت اللہ بنا ہوا ہے...... اور کہیں حجرِ اسود رکھا ہوا ہے...... اور اس میں عورتیں طواف کر رہی ہیں اور مرد بھی...... اور کہیں مسجد نبوی ﷺ اور کہیں روضۂ اطہر بنا ہوا ہے...... اور کہیں روضہ حسینؓ...... اور روضۂ رسول ﷺ کی جالی بنائی گئی ہے اور لوگ دوڑ دوڑ کر اس جالی کو چومتے ہیں...... حد ہوگئی اس ظلم کی...... آج پیغمبر کے روضہ کی عظمت لوگوں کے دل سے نکالنے کے لئے اسے مصنوعی طور پر ملتان...... لاہور...... گوجرانوالہ میں رکھدیا گیا...... آپ کو اچھی طرح یاد ہوگا کہ آپ کے ملک میں فلم خانہ خدا کے نام سے لگی جس کے خلاف لاہور اور پشاور میں احتجاج ہوا...... کیونکہ فلم ''خانہ خدا'' میں یہ دکھایا جاتا تھا کہ لوگ حج کیسے کرتے ہیں...... حجر اسود کو بوسہ کیسے دیتے ہیں...... پتھر کیسے مارتے ہیں...... دوڑتے کیسے ہیں...... علماء نے احتجاج کیا...... فقہاء نے احتجاج کیا...... مسلم قوم سڑکوں پر نکل آئی کہ...... تم بیت اللہ کی عظمت تباہ کر رہے ہو...... لوگوں کے دلوں سے بیت اللہ کی عظمت ختم ہو جائیگی......

بیت اللہ اور علیؓ مشکل کشا:

لیکن آج ابھی بیت اللہ کو رافضیت نے بازاروں میں رکھدیا اور اس پر یا علی مشکل کشا لکھ دیا گیا...... ذرا ٹھہریئے کوئی ایک ظلم ہو رہا ہے...... پیغمبر ﷺ کی سیرت اور کردار کے ساتھ بھیانک مذاق کیا جا رہا ہے...... اور دوسرا ظلم یہ کیا جا رہا ہے کہ جس کا نوٹس لیئے بغیر میں نہیں رہ سکتا کہ جھنگ شہر میں...... باب عمرؓ...... کے سامنے کھڑے ہو کر چند شیعوں نے یہ نعرہ بلند کیا...... علیؓ ساڈا شیرا اے باقی ہیر پھیرا اے......

آپ بتائیں...... یہ نعرہ لگا ہے یا نہیں؟...... ابوبکرؓ و عمرؓ کے دشمنوں نے یہ نعرہ لگا کر ابوبکرؓ و عمرؓ کو ہیر پھیر میں داخل کیا ہے...... کسی نے پرچی میں لکھا...... کہ آپ جو کہتے ہیں کہ صحابہؓ نے جلوس نہیں نکالا تو اس کا جواب یہ دیا جاتا ہے کہ صحابہؓ فارغ نہیں تھے...... افسوس کہ کام تو دین کا تھا...... لیکن دین کے کام کے لئے صحابہؓ فارغ نہ تھے...... ہم فارغ ہو گئے۔

میرے واجب الاحترام سامعین!

میں عرض یہ کر رہا ہوں جس نے اس جلوس کی قیادت کی جس نے یہ نعرہ بلند کیا...... اس کے قائد سے پوچھا جائے کہ تم نے رافضیوں سے نعرہ لگوا کر فساد کی فضا پیدا کی۔

کیا ابوبکرؓ و عمرؓ لاوارث ہیں؟

وہی باب عمرؓ جس پر پانچ افراد نے شہادت پائی - تم نے یہ سمجھ لیا ہے کہ ابوبکرؓ و عمرؓ لاوارث ہیں؟ - تم سے کوئی پوچھے گا نہیں؟ - خدا کی قسم! اگر تم نے معافی نہیں مانگی تو تمہارا جینا دوبھر کر دونگا - یہ نعرہ - علی ساڈا شیر اے، باقی ہیر پھیر اے - اب ذرا آپ غور کریں کہ ان رافضیوں نے اس کو بھی ہیر پھیر میں شامل کر لیا ہے -- جس نے کہا تھا کہ آقا! میرا بچہ بھی جنگ میں لے جائیں - آپ نے فرمایا کیوں؟ جواب دیا کہ جب تلوار آئے تو بچے کو آگے کر دیں - کیا بلال کے ہاتھوں میں کیل نہیں گاڑے گئے تھے؟ کیا ان کو الٹا لٹا کر پتھر نہیں رکھے گئے؟ یاد رکھو! شیعہ ابوبکرؓ کا دشمن ...... عمرؓ کا دشمن ...... عثمانؓ کا دشمن ...... علیؓ کا دشمن ...... معاویہؓ کا دشمن ...... اصحابؓ رسول کا دشمن ...... قرآن کا دشمن ...... ملک کا دشمن ہے۔

یاد رکھو! جو اصحابؓ رسول کو گالی دے ...... میں اس کے کردار کو ننگا کرونگا ......

اس جماعت کو گالیاں ...... جس کے بارے میں آقا اعلان کر گئے ...... ابوبکر فی الجنۃ ...... عمر فی الجنۃ ...... عثمان فی الجنۃ ...... میں جانتا ہوں کہ تم علیؓ کو کتنا شیر مانتے ہو ...... جو کہتے ہو کہ علیؓ کو پتھر لگے ...... اور وہ حجرے سے باہر نہیں آیا ...... وہ کون ہے جو کہتا ہے کہ علیؓ کے سامنے رسول کو گالیاں دی گئیں اور علیؓ میدان میں نہیں آیا ...... نہ تم علیؓ کو شیر مانتے ہو ...... نہ ابوبکرؓ و عمرؓ کو صرف گالیاں دینے کا ایک طریقہ اپنایا ہوا ہے۔

میرے محترم سامعین! میں نے واضح کر دیا ہے کہ شیعہ ایک بدترین فتنہ ہے ...... بدترین گروہ ہے ...... اور اصحاب رسولؓ کا سب سے بڑا دشمن ہے ...... جن لوگوں نے یہ نعرہ لگایا ...... میں جھنگ کی انتظامیہ سے مطالبہ کرتا ہوں کہ ...... ان لوگوں کو گرفتار کر کے سخت سزا دی جائے۔

O ...... وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین ...... O

شاہینِ اسلام، فاتح روم، جلیل القدر صحابیٔ رسول
کاتب وحی، امام عادل

حضرت سیدنا امیر معاویہؓ

امیر عزیمت مولانا حق نواز جھنگوی شہیدؒ

ے

اے امیرِ شام تیری جاہ و منزلت کی قسم
تیری شان کا ڈنکا بجا کے چھوڑوں گا
تیرے نام سے جو جلتے ہیں ملحد و زندیق
تیرے غضب سے ان کو ڈرا کے چھوڑوں گا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خطبہ مسنونہ کے بعد!

محترم سامعین! کیا اہل سنت کا میں ادنیٰ سا کارکن اتنا عرض کرسکتا ہوں کہ کم از کم آج کی رات جتنی باقی ہے یہ بیت جائے اور معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما کے فضائل و مناقب...... آپ کی عفت وہ ختم نہ ہو......ضروری سی گزارش......ایک بنیادی اور اصولی بات......اگر آپ نے اس کو یاد کرلیا تو انشاء اللہ معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما کی حیثیت اور قدر ومنزلت سمجھ میں آجائے گی۔

میں نے عرض کیا ہے کہ ظلم کی طرف جھکو مت......اگر جھک گئے تو جہنم لازمی ہے...... اگر تم ٹکرا نہیں سکتے تھے......زمین میں مجبور ہو کر ظلم کا مقابلہ نہیں ہوسکتا تو......تمہارے لئے تمہارے رب کا حکم ہے تم ہجرت کر جاؤ......اس اصول کو سامنے رکھ کر اب معلوم یہ کرنا ہے کہ ایک طبقہ شب وروز معاویہؓ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما پر اس لئے نالاں ہے کہ اس کی غلیظ زبان رات دن یہ تبرا کرتی ہے کہ......معاویہؓ ظالم تھا......معاویہؓ نے فلاں فلاں کے حقوق غصب کر لئے......معاویہؓ نے یہ کیا......معاویہؓ نے وہ کیا......معاویہؓ نے علیؓ سے لڑائی کی......بہر حال جو منہ میں آتا ہے وہ بکا جاتا ہے......معاویہؓ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما کے خلاف غلیظ سے غلیظ ترین زبان استعمال کی جاتی ہے......یہ تمام تر تبرا ہوتا ہے......اور گلی گلی کوچہ کوچہ پروپیگنڈہ اس صحابی رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلاف کیا جاتا ہے......

جھنگوی کا انداز:

میں آج اس اندازے اور اس طرز سے گفتگو کرنا چاہتا ہوں کہ جس طرز کو دنیائے رفض بھی کسی قیمت پر مسترد نہ کرسکتی ہو......اور اسے مجبور ہو کر ہمارے اس موقف کو تسلیم کرنا پڑ جائے......اس انداز سے میں کہنا چاہتا ہوں کہ......اگلی بات آپ یہ سمجھیں اور اس پر غور فرمائیں کہ حسن بن علی رضی اللہ عنہما نے ......زہرہؓ کے لخت جگر نے......نواسۂ پیغمبر نے

......جن کو خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہا تھا کہ میرا یہ بیٹا سید ہے جو دو مسلم جماعتوں کے مابین صلح کروائے گا وہ حسنؓ بن علیؓ کہ جو نبوت کو اتنا پیارا ہے......نبوت کے ہاں گویا اس کی قدر و منزلت یہ کہ......یہی حسن و حسین رضی اللہ عنہما دونوں بچپن میں تشریف لا رہے تھے کہ بچپنی کی حالت میں پاؤں اکھڑ گیا......گر گئے......نبوت نے خطبہ چھوڑ کر دونوں کو اٹھایا اصحاب پیغمبر نے عرض کی کہ......آقا ہم نوکر اور غلام حاضر تھے......ہم اٹھا کے لاتے......امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ......میں اتنی دیر برداشت نہیں کر سکا کہ میں تمہیں کہوں کہ تم جاؤ اور اٹھا کے لاؤ......میرے دل میں ان کا اتنا پیار تھا کہ میں نے خطبہ قطع کر کے ان کو فوری اٹھانے کیلئے اپنے آپ کو مجبور پایا......اس لئے میں اٹھا کے لایا ہوں......اس سے آپ ان کی قدر و منزلت کو معلوم کر سکتے ہیں......یہ نواسہ رسول......زہرہؓ کا جگر پارہ......حیدر کرارؓ کا نور نظر اور جس کو دنیائے رفض گویا دوسرا معصوم امام تسلیم کرتی ہے......معصوم کا معنی ہوتا ہے جس سے غلطی نہ ہو......جس سے خطا نہ ہو......جس سے گناہ سرزد نہ ہو سکے......تو دنیائے رفض نے حیدر کرارؓ کے اس لخت جگر......حسن بن علی رضی اللہ عنہما کو دوسرا معصوم امام تسلیم کرتی ہے کہ گویا ان سے کوئی گناہ......کوئی غلطی سرزد ہو ہی نہیں سکتی......یوں سمجھ لیجئے......کہ ایک عقیدہ تو یہ ہے اپنا لیا گیا کہ تقیہ شریعت میں جائز ہے......

روافض کا عقیدہ کفر:

میں اس بحث میں جائے بغیر کہ تقیہ جائز ہے یا ناجائز ہے......لیکن تقیہ کی صورت میں بھی کسی معصوم سے گناہ سرزد نہیں ہو سکتا......یہ نہیں کہا جا سکتا کہ کسی معصوم نے تقیہ کر کے زنا کر لیا کہ اس پر دباؤ ڈالا گیا......اس کو ڈنڈا دکھایا گیا......اس کو طاقت دکھائی گئی......اور اسے مجبور کیا گیا کہ تو یہ بد اخلاقی کر ورنہ ہم تجھے جان سے ماردیں گے......قطعاً یہ دنیا میں گوارہ نہیں ہے کہ......کسی معصوم کو کسی گناہ پر مجبور کر دیا جائے......اور وہ مجبور ہو کر تقیہ کر کے وہ گناہ کر لے......اس لئے کہ معصوم ہوتا ہے وہ جو گناہ نہ کر سکتا ہو......جس سے گناہ کا صدور ہو نہ سکتا......چاہے اس پہ جبر کیا جائے......تب بھی گناہ کی قدرت ہی نہیں رکھتا......بلا تشبیہ

یوں سمجھے چار سال کا ایک بچہ ہے وہ زنا پر قادر نہیں ہے...... آپ اس کو ماریں ...... اس کو پیٹیں وہ زنا نہیں کر سکے گا...... اس لئے کہ ابھی اس میں وہ طاقت ہی نہیں آئی کہ جس کی بنیاد پر وہ اس جرم کا مرتکب ہو سکے...... آپ مارتے رہیں ...... پیٹتے رہیں ...... دبدبہ دیتے رہیں ...... لیکن وہ سکت نہیں رکھتا کہ وہ یہ بداخلاقی کر گزرے...... اس میں وہ طاقت نہیں ...... اس میں وہ جرات نہیں ...... وہ اس جرم سے ابھی تک قبل از بلوغت معصوم ہے...... یہ کام نہیں کر سکتا...... اسی طرح بلاتشبیہ کہتا ہوں کہ معصوم سے کوئی گناہ قطعاً نہیں ہو سکتا...... جبر کرو تب بھی نہیں ہو سکتا...... رعب سے کہو تب بھی نہیں ہو سکتا...... اس لئے کہ وہ گناہ پر قادر ہی نہیں ہے...... وہ گناہ کر سکتا ہی نہیں ...... تم مارو گے تب بھی نہیں کر سکے گا...... تم ڈراؤ گے تب بھی نہیں کر سکے گا۔

تم چاہے تقیہ کی آڑ لو...... چاہے نہ لو...... یہ ماننا پڑے گا کہ جو معصوم ہے...... وہ گناہ نہیں کر سکتا...... کیوں کہ گناہ پر قدرت نہیں رکھتا...... گناہ کر نہیں سکتا ہے......

اسی اصول کو مدنظر رکھ کر میں کہنا چاہوں گا کہ حسن بن علیؓ کو دنیائے رفض دوسرا معصوم امام مانتی ہے...... اور میں نے قرآن سے ایک اصول بتلایا کہ قرآن کہتا ہے...... ظلم کی طرف جھکو مت...... اگر جھک گئے تو تمہارا ٹھکانہ جہنم ہے...... اور دوسری آیت بتلاتی ہے کہ اگر تم مجبور ہو گئے تو تم مقابلہ نہیں کر سکتے تو پھر ہجرت کر جاؤ...... پھر بھی ظلم کی آنکھ میں آنکھ ڈالنے کی ہمت نہیں ...... اگر تم میں بات کرنے کی جرات نہیں رہی...... تو ہجرت ضروری ہے ...... اس ظلم کی وادی میں رہنے کی کوئی گنجائش نہیں ...... اور نہ قرآن نے کوئی تیسرا راستہ بتایا ہے...... دو راستے بتلائے یا ٹکرا جاؤ یا ہجرت کر جاؤ......

حضرت حسنؓ نے حضرت معاویہؓ کو مقتدا...... امام مانا:

ان دونوں آیت کو سامنے رکھ کر اور دینائے رفض کے اس عقیدہ کو سامنے رکھ کر کہ امام معصوم ہوتا ہے...... میں پوچھنا چاہوں گا کہ تاریخ کا ایک ایک ورق کہتا ہے کہ حسن بن علی رضی اللہ عنہما نے...... زہرہؓ کے لخت جگر نے...... معاویہؓ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما کے ہاتھ

پر ہاتھ رکھا...... بیعت کی...... مقتداء اور امام مانا...... اپنی خلافت چھوڑ کے معاویہؓ کے حوالے کی...... تاریخ کی ایک ایک کتاب کہتی ہے...... ایک ایک ورق کہتا ہے...... اور صرف تاریخ ہی نہیں شیعہ کی معتبر کتابیں اقرار کرتی ہیں...... جلاء العیون اقرار کرتی ہے...... ملا باقر مجلسی کی متعدد کتابیں اقرار کرتی ہیں...... مولوی مقبول حسین شیعہ مجتہد وہ اقرار کرتا ہے...... اپنے ضمیمہ مقبول ترجمہ میں...... حسنؓ بن علیؓ نے حضرت معاویہؓ بن ابی سفیانؓ کے ہاتھ پر بیعت کی اور لفظ بیعت اگر ان کتب سے نہ دکھایا جا سکے...... تو میں لکھ دیتا ہوں کہ مجھے گولی ماردی جائے...... اگر لفظ بیعت موجود ہو اور کتابِ شیعہ کی ہو...... اور معاویہؓ کے ہاتھ پہ ہو تو مجھے سوال کرنے کا حق ہے کہ جو نقشہ آج تم اس کاتب وحی کا پیش کرتے ہو...... جو تبرا بازی تم اس صحابی رسول پر کرتے ہو...... اگر وہ اپنی جگہ درست ہے...... معاویہؓ معاذ اللہ واقعی ظالم تھا...... معاویہؓ واقعی ایک منافق تھا (معاذ اللہ) وہ صحابی پیغمبر نہیں...... جو نقشہ تم پیش کرتے ہو...... معاویہؓ کو جو نقشہ تم اپنی اولاد کے ذہن میں اتار رہے ہو اگر معاویہؓ کے وہی نقشہ ہے تو اس کے ہاتھ پر بیعت کرنا جرم ہے...... اس کے ہاتھ پر بیعت کرنا گناہ ہے...... اس کی طرف جھکاؤ بھی جائز نہیں تھا...... قرآن نے منع کیا ہے...... اگر تم اس نقشے کو برقرار رکھتے ہو تو مجھے سوال کا حق ہے کہ حسن بن علی رضی اللہ عنہما کی پوزیشن صاف کیجئے...... انہیں تو آرڈر تھا...... ظلم کی طرف جھکئے مت...... انہیں تو آرڈر تھا...... نہیں ٹکرا سکتے تو نکل جاؤ...... علاقہ چھوڑ جاؤ...... اگر معاویہؓ طاقتور بن گیا ہے...... یہ نہیں ٹکرا سکے...... تو ہجرت کر جاتے، اس کا تو کوئی جواز نہیں تھا کہ یہ معاویہؓ کے ہاتھ میں ہاتھ دے کے بیعت کر لیتے...... اگر تم معصوم مانتے ہو تو معاویہؓ کی بیعت جائز ماننا پڑے گی...... اور اگر تم معاویہؓ کی بیعت جائز نہیں مانتے حسنؓ بن علیؓ کی...... تو پھر یہ فتویٰ لگانا پڑیگا کہ حسنؓ بن علیؓ نے جرم کیا...... گناہ کیا...... اور جرم و گناہ کرنے والا کبھی معصوم نہیں کہلا سکتا...... دونوں باتوں میں ایک منتخب کیجئے...... تاکہ قوم پر تمہارا دجل...... تمہارا فریب...... تمہاری بے حیائی...... تمہاری غنڈہ گردی طشت ازبام ہو جائے۔

اصول سمجھ آ گیا ہے؟ (آ گیا ہے) اگر آپ نے یہ اصول ذہن میں رکھ لیا...... ظلم کی بات یہ ہے کہ آپ اپنے موقف کے دلائل یاد ہی نہیں کرتے...... اگر آپ یاد کرلیں تو کوئی وجہ نہیں کہ رفض آئے دن پنپتا رہے...... کوئی وجہ نہیں کہ رفض آپ کے ایمان پر ڈاکہ ڈال سکے...... بشرطیکہ آپ اپنے موقف کے دلائل جانتے ہوں۔

حب صحابہ رحمت اللہ...... بعض صحابہ لعنت اللہ:

دیگر دلائل جاننے کے ساتھ ساتھ ایک بات اور بھی ہے کہ آپ تعصب کی حد تک اپنے موقف کے ساتھ گویا عقیدت رکھتے ہوں...... تعصب کی حد تک...... یہ لفظ میں نے کیوں استعمال کیا؟ لوگ کہتے ہیں کہ فلاں بڑا متعصب ہے...... میں نے لفظ تعصب اس لئے استعمال کیا ہے کہ وہ شخص صحیح العقیدہ نہیں ہوسکتا جو اپنے سچے عقیدے کے ساتھ تعصب کی حد تک محبت نہ رکھتا ہو اس لئے کہ یہ تو اعلیٰ صفت ہے ایمان دار کی......

خالق ارض و سماء نے آمنہ کے لخت جگر کی مقدس جماعت کا تعارف کراتے ہوئے...... ارشاد فرمایا:

محمد رسول اللہ والذین معہ اشداء علی الکفار رحماء بینھم (سورۃ الفتح)

پہلی صفت جو آئی ہے اصحاب پیغمبر کی وہ یہ ہے کہ:

اشد علی الکفار

کہ ان دل و دماغ میں کفر کے خلاف نفرت سرایت کر گئی تھی...... کفر کے خلاف نفرت ان کی نس نس میں رچ بس چکی تھی...... کفر کے خلاف نفرت ان کے دل و دماغ میں گھر کر چکی تھی...... یہ ایمان کی اعلیٰ ترین مثال کہ (وہ کفر پر بہت سخت ہیں) آدمی اپنے عقیدے کے ساتھ تعصب کی حد تک عقیدت رکھتا ہو...... محبت رکھتا ہو...... اور دشمن اسلام اس کی نظروں میں کوئی وقعت نہ رکھتا ہو...... یہ ہے عقیدے کے ساتھ پیار اور محبت...... عقیدے کے ساتھ پیار وقتی نہیں ہونا چاہئے...... عقیدے کے ساتھ پیار و محبت ذاتی مفادات کی بنیاد پر نہیں ہونا چاہئے...... عقیدے کے ساتھ پیار و محبت ذاتی مفادات کی بنیاد پر نہیں ہونا چاہئے کہ اگر

مفادات ایک عقیدے کے ذریعے ملتے ہیں تو عقیدے کو قربان کر دیا جائے...... یہ تو گویا عقیدے سے پیار نہ ہوا...... یہ تو مفادات سے پیار ہوا...... میری سب سے بڑی کوشش اور درخواست محنت و جستجو یہ ہے کہ ایک ایسا عنصر ایسی جماعت ایسا گروہ تیار ہو جائے کہ جس کے دل میں عقیدے کا پیار ہو...... مفادات سے ہٹ کر...... اولاد سے ہٹ کر...... عقیدے کے مقابلے میں اس کی جائیداد کی ویلیو اس کی آنکھوں میں باقی نہ رہے...... عقیدے کے مقابلے میں اس کی نظر میں اپنی اولاد کی ویلیو نہ رہے...... عقیدے کے مقابلے میں اس کے ذاتی مفادات کوئی وقعت نہ رکھتے ہوں...... یہ ہے پکا اور سچا مومن مسلمان اور دل سے ایک عقیدے کو تسلیم کرنے والا...... اشداء علی الکفار...... کا مصداق ہو...... یہ بات میرے ذمہ رہی...... میں نے آج تک پندرہ برس کے اس قلیل عرصہ میں آپ کے شہر میں کونے کونے پر چوک چوک پر کھڑے ہو کے...... اس بات کو واشگاف کیا ہے...... چیلنج دیا ہے کہ آپ آیئے میں اس بات کو صرف یہاں نہیں عدالت کے کٹہرے میں...... میں ثابت کرونگا کہ...... جو طبقہ ابوبکرؓ کی صحابیت نہیں مانتا اس کو اسلام سے کوئی تعلق نہیں ہے...... جو طبقہ عائشہؓ کے تقدس کا قائل نہیں ہے...... اس کو اسلام سے کوئی تعلق نہیں ہے...... جس کی شب و روز تبلیغ یہ ہے کہ...... "یہ قرآن اصل قرآن نہیں ہے" اس کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں ہے، اس کو آپ کے سامنے چیخ چیخ کر بیان کیا ہے...... ایک ایک چوک پہ بیان دیا ہے...... اللہ گواہ ہے کہ بدنیتی سے نہیں...... نیک نیتی سے بیان کیا ہے...... اور پوری جرات کے ساتھ بیان کیا ہے اور انشاء اللہ تادم زیست میں اس کو بیان کرتا رہونگا...... میرا فرض ہے کہ میں کفر کو الگ کروں...... اسلام کو الگ کروں...... یہ میرا فرض منصبی ہے...... اور مجھے حق ہے اپنی بات کو کہنے کا...... اور الحمدللہ صرف یہ بھی نہیں مجھے حق ہے بلکہ آپ کی دعا چاہئے...... آپ کی دلی تڑپ اور دعا چاہئے کہ یوں بھی کمزور مت سمجھئے اگر...... پروگرام بن جائے...... ہم چوک پہ بھی اپنے موقف کی بیان کرنے کی سکت رکھتے ہیں...... ہم کسی بھی عبادت گاہ...... کسی بھی مسجد...... کسی بھی محلے میں اپنے پروگرام کو پیش کرنے کا بنیادی حق رکھتے ہیں جب کہ وہ

قرآن وسنت پہ مبنی ہے...... ایک مسلمان محلے میں اسے بیان کرنے کا حق ہے اور ہم اس فریضہ کو سرانجام دیتے ہیں تو اپنے آپ لوگ اس عقیدے کی ویلیو اور قدر و منزلت کو پہچان جاتے تو یقیناً آپ کا آج وہ حشر نہ ہوتا جو بظاہر نظر آتا ہے...... آپ کا یہ انتشار نہ ہوتا جو نظر آتا ہے۔

اتحاد و یکجہتی میں کامیابی ہے:

آپ کی آپس میں رنجشیں نہ ہوتی جو آج بظاہر نظر آتی ہیں:

الکفر ملت واحدۃ

کفر تو پورا منظم ہے...... کفر تو ایک سٹیج پہ جمع ہے...... کفر تو متحد ہو کر میدان عمل میں اتر چکا ہے...... لیکن اس کے برعکس آپ لوگ کفر سازش کا شکار ہو کر اپنے آپ کو تباہ و برباد کرنے کے کنارے پر لے جانے کیلئے شب و روز سرگرم عمل ہیں۔

میں تفصیل میں اسلئے نہیں جانا چاہتا کہ آج کی گفتگو کا موضوع وہ نہیں ...... میں یہ بتلانا چاہتا ہوں کہ...... اگر عقیدے کے ساتھ پیار آ جائے...... محبت آ جائے...... اور اس کے ساتھ تعصب کی حد تک انس ہو...... تعصب کی حد تک کفر سے نفرت ہو تو دنیا کی کوئی طاقت آپ کو اپنے موقف سے نہیں ہٹا سکتی...... نہ آپ کا ضمیر خریدا جا سکتا ہے...... نہ آپ کا دماغ خریدا جا سکتا ہے...... نہ آپ کی زبان خریدی جا سکتی ہے ...... اور نہ قلم خریدا جا سکتا ہے...... بشرطیکہ آپ کے دل میں پہلے عقیدے کی قدر و منزلت اترے اور اس کے بعد آپ اس کے بیان میں مخلص ہوں...... تو دنیا کی کوئی طاقت آپ کو خریدنے کی کوشش یہ نہیں کر سکتی بلکہ جرات تک نہیں کر سکتی...... الحمدللہ ثم الحمدللہ ...... باوجود اس کے ہماری سنی قوم نے جس طرح ہمارے ساتھ تعاون کرنا تھا...... جیسے ہمارا دست بازو بننا تھا...... ویسے نہیں بنی...... لیکن اس کے باوجود بھی ہم نے ان آڑے حالات میں ان خطرناک حالات میں ...... اس پرفتن دور میں اصحاب پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دشمنوں کے ساتھ پوری طاقت کے ساتھ لڑنے کا پروگرام بنایا...... اور لڑے...... آپ کو یاد ہوگا کہ پیپلیاں والی مسجد میں ہم نے ایک اعلان کیا تھا کہ کوٹ ملدیب کے واقعے پر کہ ایک اسکول ٹیچر نے صدیق اکبرؓ کو بیٹی

کی گالی دی ہے...... اگر اسے گرفتار نہ کیا گیا تو ہم کفن پہن کے میدان میں آئیں گے......
ایک عرصہ تک ہم اس محنت میں لگے رہے کہ...... اگر انتظامیہ بات مانتی ہے تو ہم خطرناک راستہ اختیار نہ کریں...... ہاں جب مایوس ہو جائیں گے تو اگلا قدم پھر دیکھا جائے گا...... (انشاءاللہ)۔

اپنے ہی گراتے ہیں نشیمن پہ بجلیاں:

پھر اس دور میں جب کہ سنیت دو حصوں میں بٹ چکی ہے...... جب سنیت ہی ہماری پگڑی دُکانوں پر بیٹھ کے اچھالتی ہے...... جبکہ سنیت ہی ہماری غیبت میں مبتلا ہے...... جب کہ سنیت ہی ہمارے گلے میں پھندا ہے...... جب کہ سنیت ہی کی زبان سے ہمارے خلاف گالی گلوچ تک نکل آئی ہے...... معلوم نہیں ہم نے ان سنیوں کا نقصان کیا کیا ہے...... ہم نے تو وہی موقف اختیار کیا جو ان کا تھا...... ان کے باپ دادا کا تھا...... ہم نے اپنا سب کچھ قربان کر کے اپنی جان پیش کر کے ہتھکڑیاں پہن کر...... بیڑیاں پہن کر جیل کی سلاخیں چوم کر...... عدالتوں کے کٹہرے میں اکیلے کھڑے ہو کر تیرے موقف کو نقصان نہیں پہنچنے دیا، معلوم نہیں تو گالیاں کس لئے دیتا ہے کہ ہم نے تیرا نقصان کیا کیا تھا...... لیکن یا ایں ہمہ کہ سنیت بھی گالیاں دینے والی تھی ...... پر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی دستار کا تقدس ہم نے چھوڑا نہیں...... وہ ٹیچر گرفتار ہوا...... اس کے خلاف مجسٹریٹ نے انکوائری کی...... اس نے اس کو مجرم گردانا...... وہ گرفتار ہوا...... جیل گیا...... اس کے بعد ایک اور شخص نے کوٹ شاکر میں بکواس کی ہے جسے آج گرفتار کر لیا ہے...... آپ نہیں سمجھے۔

میں دست بستہ عرض کروں گا ...... یہ ہی میں چیختا تھا کہ تم الیکشن میں غلطی کر رہے ہو، الیکشن میں دشمن کو طاقت دینے کے بعد تم روؤ گے ...... تم پیٹو گے ...... تم مار کھاؤ گے ...... پھر سر ہمارا ہو گا ...... سر ہم دیں گے ...... مقابلے میں ہم آئیں گے ...... مقدمات پھر ہمارے خلاف ہوں گے ...... آپ نعرے مار کے چلے جائیں گے ...... لیکن اس وقت بعض لوگوں نے بات نہیں مانی ...... نتیجتاً رفض جب برسر اقتدار آیا تو اس کے کیڑے ...... اس کے چیلے، ٹاؤٹ...... اس کے چمچے شروع ہو گئے ...... اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے

خلاف تبرا بازی پر...... لیکن بااین ہمہ کہ رفض پوری طاقت پر تھا...... ہم نے بے سروسامانی کی حالت میں اس کی طاقت کا مقابلہ کیا ہے...... ان کی سفارش کا توڑ پیش کیا...... وہ سفارش پیش کرتے تھے...... ہم یہ اعلان پیش کرتے تھے کہ اگر اس میں ہمارے ساتھ دھوکہ کیا گیا...... دجل و فریب سے کام لیا گیا...... تو لکھ لیجئے کہ محض تقریر نہیں ہم عملی جامہ پہنائیں گے...... اگر ہماری موت آ گئی...... دن ختم ہو چکے ہیں...... تو صدیقؓ کے کھاتے لگ جائیں گے...... اس سے بہتر کوئی بات نہیں ہوگی۔

خبردار ہم جان پہ کھیل جائیں گے:

انہوں نے بڑے بڑوں کی سفارشیں کرائیں ...... سپیکر تک سفارش ہو کہ کوٹ ملدیب کے اسکول ٹیچر کو چھوڑ دیا جائے...... مقابلے میں صرف ایک للکار تھی...... خبردار اگر پرچہ واپس لیا...... پرچہ نہ ہوا تو ہم کفن پہن کے آئیں گے...... اس ایک للکار نے تمام سفارشیں پامال کی ہیں...... سپیکر کی طاقت پامال کی ہے...... اس کی بیگم کا فون پامال کیا ہے، دنیائے رفض کی پوری طاقت کو پامال کر کے ہم نے صدیق کے دشمن کو گرفتار کرایا ہے...... اور میں یقیناً داد دیتا ہوں...... اس سٹی مجسٹریٹ رانا عبدالغفار کو کہ جس نے انصاف کے تقاضے پورے کئے ہیں...... دینی چاہئے داد...... یا...... نہیں دینی چاہئے (دینی چاہئے) کوئی اچھا کام کرتا ہے تو اس کو داد دینا چاہئے...... اس نے انصاف کے تقاضے پورے کئے...... کوئی رشوت...... کوئی سفارش تسلیم نہیں کی...... ہم نے صرف مطالبہ رکھا تھا کہ اگر ہماری معلومات غلط ہیں...... چھوڑ دیجئے...... معلومات صحیح ہیں تو ملزم چھوٹنا نہیں چاہئے۔

الحمدللہ ہم شکر گزار ہیں کہ ایک انصاف پسند افسر کے کہ جس نے انصاف کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑا...... چاہے اس کو کسی موڑ پہ اپنی ملازمت بھی خطرے میں نظر آتی ہوگی، بہر حال اس نے انصاف پہ مبنی تین ورقوں میں اپنی رپورٹ لکھی کہ واقعی اس سکول ٹیچر نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو گالی دی ہے...... پرچہ ہوا...... ملزم گرفتار ہوا...... حتیٰ کہ ملازمت سے بھی وہ آج معطل ہو چکا ہے...... لیکن میں یہ کہہ اس لئے رہا ہوں کہ اگر آپ

لوگ مل کر جتھا بن جائیں...... انتشار و اختلاف کی راہ اختیار کئے بغیر ہمارا دست و بازو بنتے تو صدیق اکبرؓ کو سرے سے گالی دی ہی نہ جاتی...... دی کیوں گئی...... چاہئے ملزم گرفتار ہوا، لیکن گالی دینے کی جرات تو کر لی گئی...... اس مجرم کے بعد دوسرے کو اسی علاقے میں کوٹ شاکر میں جوش آیا...... جس نے ابو بکرؓ کا نام لکھ کر آگے لعنت لکھی...... اور پوسٹر چوک میں لگا دیا...... کیوں جوش آیا...... اس لئے کہ اسے سمجھ آئی...... کہ شاید ہماری طاقت بٹ گئی ہے۔

لوگو! یہ ہمارا فرض ہے:

میں صرف آپ کے سامنے یہ رونا رو رہا ہوں کہ اگر آپ طاقت بن جاتے تو سرے سے یہ دن دیکھنا ہی نہ پڑتا...... مطالبات ہی نہ ہوتے...... قراردادیں بھی نہ ہوتیں...... اور اسی طرح کوئی گالی گلوچ ہی نہ ہوتی...... نہ کوئی کرتا...... تبرا بازی تک نوبت ہی نہ آتی...... آئی اس لئے کہ سنیت نے کمزوری دکھائی...... سنیت اپنے عقیدے کے ساتھ تعصب کی حد تک تیار نہ ہوئی...... جس کا رزلٹ یہ نکلا...... یہی درخواست ہے بھائی...... کوئی لڑائی نہیں کسی سے ذاتی رنجش نہیں...... آپ سے ووٹ مانگنے نہیں آیا...... کسی امیدوار کیلئے نہیں آیا...... صرف ایک بات آپ سے کہی تھی کہ...... لوگو! اگر مسئلہ سمجھ نہیں آیا...... گریبان پکڑ کے سمجھئے...... اگر سمجھ ہے تو اس پر عمل کرنا آپ کا فرض منصبی ہے۔

بہر حال جو ہوا سو ہو گیا...... آئندہ کیلئے آپ اپنے آپ کو تیار کیجئے...... اس لئے تیار کیجئے کہ ہم نے اپنے موقف پر اپنے نظریئے پر آنچ نہیں آنے دینی...... ٹھیک ہے...... اونچی آواز سے...... (ٹھیک ہے)...... توجہ کیجئے...... ہمارا جرم ہیں...... رپورٹر موجود نہیں...... بے شک لکھے اور لکھنا اس کا فرض ہے...... اور آپ بھی موجود ہیں...... آپ کا بھی غور کرنا فرض ہے کہ اصحاب پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف کس قسم کی غلیظ زبان استعمال ہو رہی ہے...... اور یہ غلیظ زبان استعمال کرنے والے طبقے کو آپ آج کہتے ہیں یہ کوئی مسئلہ نہیں...... آپ میں کئی وہ لوگ ہیں جو یہ پروپیگنڈہ کرتے نظر آئیں گے کہ "شیعہ سنی بھائی بھائی...... ہم ایک ہیں...... کوئی اختلاف نہیں ہے...... یہ اس طبقے کی ایک کتاب ہے...... جو

پاکستان میں چھپ رہی ہے جس کا نام ہے ''حقیقت فقہ جعفریہ'' اس کتاب کے صفحہ نمبر ۲۷ پر واضح اور جلی حروف میں لکھا ہے کہ سنی فقہ بلے بلے...... سنی علماء کی زبانی یہ ہے کہ بیچارے سنیوں کے عقیدے کی شان...... بات بھی کسی حد تک درست معلوم ہوتی ہے...... ذرا توجہ کر اور اپنے جگر پر ہاتھ رکھ کر اپنے ذاتی مفادات کو دومنٹ کیلئے پس پشت ڈال کر حق نواز کی بات پر ایک ایماندارانہ نظر کر کہ میں چیختا کیوں ہوں...... کہتا کیا ہوں...... کچھ تجھ سے مانگتا نہیں، تیرے ضمیر کی لاج مانگتا ہوں...... دیکھ الفاظ کیا استعمال کرتا ہے...... کہتا ہے...... چوں کہ ابوبکر وعمر وعثمانؓ خلافت کے بارے میں جو شخص یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ خلافت حق ہے وہ عقیدہ بالکل گدھے کے عضو تناسل کی مثل ہے...... معاذ اللہ۔

میں اور اشتعال......؟

میں نے اس لئے لاؤڈ سپیکر بند کیا ہے کہ گھروں میں مائیں اور بہنیں سنتی ہوں گی، لوگ مجھے کہتے ہیں جذباتی ہے...... مجھے کہتے ہیں قوم میں تفریق ڈالتا ہے...... مجھے کہتے ہیں کہ نفرت پھیلاتا ہے...... میں آپ کو آپ کے ایمان کا واسطہ دے کر کہتا ہوں...... آپ نے جو والدہ کا دودھ پیا اس کا واسطہ دے کر کہتا ہوں...... محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کلمہ کا واسطہ دے کر کہتا ہوں کہ جس شخص نے یہ کتاب لکھی ہے...... کیا اس کے کفر میں کوئی شبہ ہے؟ (نہیں)...... وہ کون لوگ ہیں جو آج یہ غلیظ زبان اصحاب پیغمبر کے خلاف بکتے چلے جا رہے ہیں...... اس کیلئے تم کہتے ہو میں نرمی اختیار کرلوں...... رب العالمین کی قسم! میری زبان کھینچ کے رگڑی جاسکتی ہے...... پر میں صدیق کے دشمن کو کبھی بھی مسلم ماننے کو تیار نہیں ہوں۔

اس رب کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے...... تیرے پاؤں پر ٹوپی رکھتا ہوں، اللہ گواہ ہے دل میں بدنیتی نہیں...... اللہ گواہ ہے کہ کسی میں جرات ہے تو یوں خانہ خدا کے اندر کھڑا ہو کے قسم اٹھا کے دکھائے...... قسم اٹھانا آسان کام نہیں ہے...... میں حلف دے کے کہہ رہا ہوں...... میرے کوئی ذاتی مفادات نہیں ہیں...... میں کسی سیاسی وڈیرے کا

ایجنٹ نہیں ہوں ....کسی کا ٹاؤٹ نہیں ہوں ...... کسی کا کاسہ لیس نہیں ہوں ...... میں نے تو تجھ سے صدیق اکبر (رضی اللہ عنہ) کی پگڑی کیلئے بھیک مانگی ہے......میں کچھ اور نہیں مانگتا، صرف یہ ہی کہتا ہوں......صرف اکیلا میں نہیں میرے اکابر بھی تشریف فرما ہیں جن کی موجودگی میں ...... میں اپنا موقف بیان کرر ہا ہوں ......ہم تم سے اور کچھ تو نہیں مانگتے بھائی، صرف یہ کہتے ہیں دکانوں پر بیٹھ کر اگر تم بھی گالیاں دو......صدیقؓ کا دشمن بھی گالیاں دے، اور کبھی کئی دشمن ہیں وہ بھی گالیاں دیں تو بھائی بہر حال زندگی تو ہماری گذر جائے گی ...... لیکن اتنا دل کو سکون ضرور ہوتا ہے کہ جب تک تم گالیاں دو گے ......اگر میرا موقف صحیح ہے تو خالق ارض و سما اس کا مجھے اجر عنایت فرمائے گا ......تم جو کر رہے ہو اس کا بھی اجر ملے گا ...... درخواست میری اتنی تھی کہ ہم پر فتویٰ عائد کرنے والو! ذرا زبان کا اندازہ لگایئے کہ یہ وہ کتاب ہے جو اردو زبان میں چھپتی ہے......پاکستان میں یہ لٹریچر تقسیم کیا جا رہا ہے......اس کو بانٹا جا رہا ہے ......اور صدیق اکبرؓ......عمرؓ......عثمان رضی اللہ عنہم کے متعلق یہ غلط عقیدہ پاکستان کی سرزمین پر بیان ہوتا ہے......اس ظلم کے خلاف ہم نے آواز اٹھائی ہے......اور آپ سے اپیل کی تھی اور کرتا ہوں اور تا دم زیست کرتا رہوں گا ......جن لوگوں نے جس فرقے نے......جس جماعت نے یہ زبان استعمال کی ہے......وہ بھائی بن سکتا ہے میرا؟ (نہیں) دیانتداری سے خانہ خدا میں بیٹھے ہیں ...... جی بن سکتا ہے بھائی؟ (نہیں) میرا جرم کیا ہے؟ قصور کیا ہے میرا......ہم نے تو نفرت نہیں پھیلائی۔

سوال یہ ہے کہ اس قسم کا غلیظ لٹریچر جس نے اہل سنت کو پریشان کر دیا ہے......اور حکومت وقت کا اس قسم کے لٹریچر پر ہمیشہ کیلئے پابندی عائد نہ کرنا مزید افسوسناک ہے...... اس لئے میں نے آپ سے درخواست کی ہے کہ آپ اپنے آپ کو تیار کریں ......آگ لگانے کیلئے نہیں بلکہ اپنا حق لینے کیلئے ......اپنے حق کی آواز کو بلند کرنے کیلئے ......اپنی حیثیت اپنی اکثریت کے حقوق منوانے کیلئے ......آپ اپنے آپ کو تیار کریں ...... یہ میرا مطالبہ درست ہے یا غلط؟ (درست ہے) تیاری کریں گے آپ یا نہیں کرینگے؟

معاویہؓ اور حسن رضی اللہ عنہم:

خیر میں بہت دور نکل گیا...... عرض یہ کر رہا تھا کہ اصول ذہن میں بٹھا لیجئے کہ ظلم کی طرف جھکنے کی اجازت نہیں ...... اگر انسان میں جرات نہیں رہی ...... اگر طاقت نہیں رہی...... ٹکرا نہیں سکتا ظلم سے...... جبر سے تو اس کو قرآن حکم دیتا ہے...... ہجرت کر جاؤ...... علاقہ چھوڑ جاؤ۔

دوسری بات یہ کہ حسن بن علی نے معاویہؓ کے ہاتھ پر بیعت نہ کی ہو تو بھی ہم مجرم...... حسن بن علی نے معاویہؓ کو سلطنت نہ سونپی ہو تب بھی ہم مجرم...... حسن بن علی نے اگر معاویہؓ ابن ابی اسفیان سے سالانہ وظائف نہ لئے ہوں تب بھی ہم مجرم لیکن اگر سالانہ وظائف بھی لئے تب بھی ہم مجرم......؟

معاویہؓ کے ہاتھ پر بیعت بھی کی ہے...... اپنی سلطنت اور خلافت چھوڑ کے خلافت معاویہؓ بن ابی سفیان کے حوالے بھی کی ہے تو اگلا میرا سوال یہ ہے کہ اگر معاویہؓ مومن نہیں تھا، حسن نے بیعت کیوں کی......؟ معاویہؓ صادق نہیں تھا...... حسنؓ نے بیعت کیوں کی...... معاویہؓ امین نہیں تھا...... حسن نے بیعت کیوں کی...... معاویہؓ سچا نہیں تھا...... حسنؓ نے بیعت کیوں کی...... معاویہؓ صحیح حکمران نہیں تھا...... حسن نے بیعت کیوں کی......؟ معاویہؓ صحیح نہیں تھا...... حسنؓ نے وظیفہ کیوں لیا...... معاویہؓ غلط تھا...... حسنؓ نے خلافت کیوں دی؟ معاویہؓ کے متعلق اگر یہ تھا کہ آئندہ یہ آنے والے حالات میں خطرناک ہوگا...... تو بقول رافضی امام عالم الغیب ہوتا ہے...... پھر بھی یہ چاہئے تھا کہ حسن بن علیؓ...... معاویہؓ کے ہاتھ پر بیعت نہ کرتے...... اور یہ سمجھ لیتے کہ آنے والے حالات میں اس سے نقصان ہوگا...... لیکن سب کچھ ہونے کے باوجود حسن بن علی معاویہؓ کے ہاتھ پر بیعت کرتے ہیں...... ان کو مقتداء مانتے ہیں...... ان کو امیر المومنین مانتے ہیں...... ان سے سالانہ وظائف لیتے ہیں...... تو میرا ایمان ہے کہ حسن نے جو کیا صحیح کیا...... جو کیا درست کیا...... جو کیا قوم...... ملک...... ملت اہل سنت کے مفاد میں کیا۔

ہاں اگر کوئی شخص معاویہؓ کو نہیں ماننا چاہتا تو اسے حسن بن علی کا بھی انکار کرنا چاہئے، اس بنیاد پر کہ اگر معاویہؓ غلط ہے تو حسن بیعت کیوں کرتا ہے؟ قرآن اس بیعت کی اجازت نہیں دیتا...... قرآن ہجرت کا آرڈر کرتا ہے...... قرآن ہجرت کا حکم دیتا ہے...... اگر معاویہؓ میں صدق نہ ہوتا...... امانت نہ ہوتی...... عدل نہ ہوتا...... الفت نہ ہوتی...... تدبیر نہ ہوتی تو معاویہؓ بن ابی سفیان سلطنت کے لائق نہ ہوتے...... معاویہؓ کاتب وحی نہ ہوتے...... معاویہؓ پیغمبر کے سچے ساتھی نہ ہوتے...... معاویہؓ پیغمبر کے پکے صحابی نہ ہوتے...... حسن بن علی کٹ جاتے اور بیعت نہ کرتے...... لیکن حسن نے بھی بیعت کی حسین نے بھی بیعت کی...... جب بیعت کر چکے تو معاویہؓ کا دشمن بھاگا ہوا آیا معاویہؓ کا دشمن بکتا ہوا آیا...... آ کے کہتا ہے...... حسن تو نے باپ کی طرح مومنین کو ذلیل کیا ہے...... اور اس نے یہ کہا اے مومنوں کو ذلیل کرنے والے...... یہ کہہ کر حسن بن علیؓ کے پاؤں سے مصلّیٰ کھینچا...... جلاء العیون شیعہ کی کتاب اٹھائیے...... حسن بن علی کا خیمہ لوٹ لیا...... میں یہ سوال کرونگا کہ...... خیمہ لوٹنے والا اگر معاویہؓ کا حمایتی ہے تو معاویہؓ غلط...... اگر خیمہ لوٹنے والا معاویہؓ کا دشمن ہے...... اور خیمہ حسن کا لوٹتا ہے تو سمجھ لیجئے کہ جس نے حسن کا خیمہ لوٹا وہ معاویہؓ کا دشمن تھا...... اور معاویہؓ کا دشمن ہے...... وہی حسن کا دشمن ہے...... جو معاویہؓ کا گستاخ ہے...... وہی حسن کا بھی گستاخ ہے۔

جلاء العیون...... شیعہ کی معتبر ترین کتاب کہتی ہے کہ...... حسن کے پاؤں سے مصلّیٰ کھینچا...... ان کا خیمہ لوٹ لیا...... اور کہنے لگے...... او مومنوں کو ذلیل کرنے والے! تو نے معاویہؓ کے ہاتھ پہ بیعت کر لی ہے...... اس کے جواب میں زہرہ کا جگرہ پارہ...... اس کے جواب میں زہرہ کا نور نظر...... اس کے جواب میں زہرہ کے جگر کا ٹکڑا جھکا نہیں...... زہرہ کے لال نے معافی نہیں مانگی...... زہرہ کے لال نے معاویہؓ سے بغاوت نہیں کی...... بلکہ جلاء العیون میں معاویہؓ بن ابی سفیان کے متعلق نواسہ پیغمبر کا زہرہ کے لخت جگر...... حیدر کرار کے جگر کے ٹکڑے کا یہ اعلان موجود ہے کہ:

او ظالمو! معاویہؓ میرے لئے دنیا و مافیہا سے بہتر ہے...... او دنیائے رفض الٹی لٹک جا، میرا چیلنج ہے اگر جلاء العیون میں یہ لفظ نہ ملے کہ "معاویہؓ دنیا و مافیہا سے میرے لئے بہتر ہے" یہ لفظ نہ ہوں مجھے گولی مار دے...... یہ لفظ حسن کے نہ ہوں مجھے جوتے مار...... اور یہ الفاظ جلاء العیون شیعہ کی کتاب میں نہ ہوں...... میری وہ سزا جو چور کی سزا...... اگر لفظ بھی حسن کے ہوں...... موجود بھی شیعہ کی کتاب میں ہوں...... تعریف بھی معاویہؓ بن ابی سفیان کی ہو...... تو جو آج...... معاویہؓ بن ابی سفیان کے خلاف زبان نکالے گا...... میں اسے طوائف کی نسل سے تو کہہ سکتا ہوں...... میں اسے حیض کا ناپاک خون تو کہہ سکتا ہوں...... میں اسے ملک وملت کا غدار تو کہہ سکتا ہوں...... ملت کی تباہی کا سبب تو کہہ سکتا ہوں...... اس کو اسلامی فرقے میں کر کے میں مسلم قوم کی توہین نہیں کر سکتا۔

کتنی دوٹوک بات ہے...... پڑھئے جلاء العیون...... جو اقرار کر رہی ہے حسن بن علیؓ کہتا ہے کہ معاویہؓ میرے لئے دنیا و مافیہا سے بہتر ہے" معاویہؓ قربان تیرے تدبر پر...... قربان تیرے کمال پر کہ جس کمال نے...... جس تدبر نے...... جس بصیرت نے حسن بن علی کو بھی...... اس بات کے اقرار کرنے پر مجبور کر دیا ہے کہ سلطنت کو معاویہؓ بن ابی سفیان سنبھال سکتا ہے...... بعض پیش رو خطباء فرما رہے تھے کہ حضرت معاویہؓ کی خلافت بیس یا انیس سال ہے...... وہ اپنی جگہ درست فرما رہے تھے...... بیس یا انیس سال تو ہیں آپ کے بحیثیت خلیفہ اور امیر المومنین ہونے...... لیکن اقتدار میں آئے ہوئے معاویہؓ بن ابی سفیان کو اکیس سال کا عرصہ گزر چکا ہے۔

حضرت معاویہؓ بحیثیت خلیفہ:

امیر المومنین معاویہؓ حضرت عمر بن الخطاب کے دور میں گورنر رہے...... عثمان بن عفان کے دور میں گورنر رہے...... اور پھر بذات خود امیر المومنین رہے...... اکتالیس سال کی طویل مدت میں...... معاویہؓ بن ابی سفیان کے کسی علاقہ میں تحریک چلی ہو...... کسی نے آواز اٹھائی ہو...... کوئی واویلہ ہوا ہو...... کسی نے معاویہؓ بن ابی سفیان کے خلاف میٹنگ کی ہو یا سوچا ہو،

آپ کا تختہ الٹنے کے پروگرام بنائیں ہوں ...... تو آئیے پیش کیجئے اگر نہیں بنایا تو پتہ چلا کہ تاریخ میں مقبول ترین خلیفہ ہے معاویہؓ بن ابی سفیان کہ جس کے اکتالیس سال کے دور میں کوئی تحریک نہیں چلتی ...... کوئی فتنہ نہیں اٹھتا حتیٰ کہ اتنا لوگوں کے دلوں میں اثر رکھتا ہے ...... اتنا ہر دل عزیز ہے کہ ''نہج البلاغہ'' میں حیدر کرار کا فیصلہ نقل کیا گیا ہے کہ آپ (حضرت علی) نے اپنی قوم کو کہا کہ میرا دل چاہتا ہے کہ میں تم میں سے دس دوں اور معاویہؓ سے ایک لے لوں ...... تم پاگل ہو تم غلط کار ہو ...... تم نافرمان ہو ...... تم خطان ہو ...... تم شرارتی ہو ...... سب کچھ کہا اور ساتھ یہ بھی کہا کہ تم اتنے غلط کار ہو ...... معاویہؓ اگر اپنے ایک ساتھی کو کہتا ہے کہ آگ میں کود جاؤ تو وہ کود جاتا ہے وہ کہے دریا میں چھلانگ لگا دو وہ چھلانگ لگا دیتا ہے ...... وہ کہتے کھڑا رہ کھڑے رہتے ہیں ...... وہ کہتے بیٹھ جا بیٹھ جاتے ہیں ...... اور تم میری ایک بات نہیں مانتے ...... گویا حیدر کرار نے اقرار کیا کہ معاویہؓ اتنا ہر دل عزیز ہے کہ اس کے ساتھی اس کا ہر حکم مانتے ہیں ...... ان کے ساتھی ان پہ جان دیتے ہیں ...... ان کے ساتھی ان کے ساتھ ہمدردی رکھتے ہیں ...... اور کسی بھی ظالم کے ساتھ اتنی محبت نہیں ہو سکتی کہ مقابلہ میں ایک آدمی بھی موجود ہو ...... حیدر کرار جیسا موجود ہو ...... اگر ان پر ظلم کرتے تو معاویہؓ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما ...... تو وہ ایک نکل کے علی کی فوج میں بھرتی ہوتے کہ معاویہؓ کے ظلم سے بچ جائیں ...... جب دو طاقتیں ایک دوسرے کے مقابلے پر آئیں ...... اگر معاویہؓ اپنے ساتھیوں پر ظلم کرتے ...... ان پر انکی طرف سے تشدد ہوتا ...... وہ معاذ اللہ غلط کار ہوتے آج وہ وقت تھا ...... معاویہؓ بن ابی سفیان کی فوج کا ایک ایک آدمی ٹوٹ کے علی بن ابی طالب کی فوج سے ملتا اور معاویہؓ کا تختہ الٹ دیتے ان کو شہید کر دیتے کچھ کر ڈالتے۔

لیکن ایک بھی نہیں ٹوٹا ...... بلکہ اس کے برعکس حیدر کرار اقرار کرتے ہیں کہ معاویہؓ کہتا ہے کہ آگ میں کود جاؤ اور اس کے ساتھی کود جاتے ہیں ...... معاویہؓ کہتا کہ دریا میں چھلانگ لگاؤ اس کے ساتھی دریا میں چھلانگ لگا دیتے ہیں ...... یہ مقبولیت کی دلیل ہے جس کا اقرار ''نہج البلاغہ'' کر رہی ہے کہ معاویہؓ لوگوں کے دلوں میں گھر کر چکے تھے ...... ان کی بصیرت

ان کا تدبر اتنا اعلیٰ تھا کہ خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما سے مشورہ طلب کیا۔

امیر المومنین معاویہؓ نبی اکرم کی نظر میں:

واضح بات ہے کہ مسئلہ کوئی نتیجہ خیز ثابت نہ ہوسکا تو خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ......ادعوا معاویة ......معاویہ کو بلائیے......سوال یہ ہے کہ آقا قریش کے اتنے بڑے بڑے آدمی ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کی موجودگی میں......پھر آپ قریش کے نوجوان کو طلب کرر ہے ہیں؟ آہا آہا......پیغمبر قربان تیرے ارشاد پر......فرمایا...... ادعوا معاویة......بلائیے معاویہ کو......آقا کیوں؟......فرمایا...... فان ھو قوی علیم ......وہ عظیم ترین قوت رکھتا ہے......امین ہے وہ جورائے دیگا......خیانت نہیں کریگا......اور رائے دینے میں جوقوی ہے......صاحب تدبر ہے......اور جب فاروق اعظم تشریف لے گئے تو معاویہؓ بن ابی سفیان نے استقبال کیا......اور بڑی ٹھاٹھ سے استقبال کیا......فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نہایت سادگی پسند تھے۔

کپڑوں کو پیوند لگے ہوا کرتے تھے......مشہور تاریخی واقعات ہیں تو وہ بھپر گئے......ناراض ہوتے ......معاویہؓ یہ کیا کر دیا تو نے ......اتنا پرتپاک استقبال کس نے اجازت دی......حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ امیر المومنین تھے......معاویہؓ ماتحت گورنر ہیں......فاروق اعظم نے جھنجھوڑا......ڈانٹ دی ...... کیوں کیا ہے......حضرت معاویہؓ نے احترام سے گردن جھکا کر کہ عمر بہت بڑی محترم شخصیت ہے......عمر طلب پیغمبر ہے......عمر تمنائے مصطفیٰ ہے ......عمر مراد مصطفیٰ ہے......عمر فاروق اعظم ہے ......عمر پیغمبر کے اس ارشاد کا مصداق ہے کہ:

لو کان بعدی نبی لکان عمر

اس عمر کے سامنے گردن کیسے اٹھاتے ...... جھکالی......سن لیا......قبلہ اگر اجازت ہوتو میں بھی اپنا موقف پیش کروں......فرمایا بے شک......عرض کیا میں دشمن کی سرحد پر بیٹھا ہوں،

اس لئے میں نے ٹھاٹھ سے استقبال کیا کہ دشمن کے دل میں اسلام کا رعب بیٹھ جائے ...... میں نے دکھاوا نہیں کیا...... میں نے تکبر نہیں کیا...... دشمن کے دل میں رعب ڈالا ہے...... جیسے آقا نے فرمایا تھا کہ بیت اللہ کا طواف کرنا، مدینہ ہجرت کرنے کے بعد جب صحابہ آئے...... بیمار ہوئے...... کمزور ہو گئے...... آقا نے فرمایا کہ بیت اللہ کا طواف کرو گے...... بیماری کی وجہ سے مدینہ کی آب و ہوا کی وجہ سے کمزوری ہے...... اگر تم کمزوری دکھا کے چلو گے تو کفر کا رعب بڑھ جائے گا...... طواف تو اللہ کے گھر کا کرنا ہے...... جہاں سراپا عجز ہے، جہاں سراپا جھکنا ہے...... پر تمہیں اجازت دیتا ہوں کہ وہ اکڑ کے چلئے جسے رمل کہا جاتا ہے، صحابہ اکڑ کے چلے تا کہ دشمن کو یہ محسوس نہ ہو کہ یہ کمزور ہو گئے ہیں۔

معاویہؓ نے استدلال پیش کیا...... فاروق اعظم نے تھپکی دی...... شاباش دی...... اور فرمایا...... معاویہؓ تیری بصیرت...... تیرے تدبر کا قائل ہو گیا ہوں میں...... یہ...... یہ وہ معاویہؓ بن ابی سفیان ہیں جن کو خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے طلب کیا......

آقا کی عادت مبارکہ یہ تھی کہ جب وہ اپنے ساتھیوں سے اور دوستوں سے:

وامرھم شوریٰ بینھم

اس آیت کے تحت مشورہ لیا کرتے تھے...... اس لئے حضرت معاویہؓ کو بلایا...... اور مشورہ لیا...... یہی وہ معاویہؓ بن ابی سفیان ہیں جو آقا دو عالم کے ساتھ سواری پر سوار تھے، آقا تشریف لے جا رہے ہیں...... حضرت معاویہؓ بن ابی سفیان کا بطن مبارک خاتم الانبیاء کی پشت مبارک سے مس ہے...... آقا چلتے ہوئے گویا سوال کرتے ہیں...... معاویہؓ تیرے جسم کا کونسا حصہ میرے وجود سے مس ہے...... حضرت معاویہؓ بن ابی سفیان نے کاتب وحی نے سیدہ ام حبیبہؓ کے حقیقی بھائی نے اور سرتاج انبیاء کے انتہائی مدبر صحابی نے جواب عرض کیا، آقا میرا پیٹ ہے جو آپ کے جسد اقدس سے مس کرتا ہے...... خاتم الانبیاء نے معصوم ہاتھ اٹھا لئے...... مقدس ہاتھ اٹھا لئے...... مطہر ہاتھ اٹھا لئے...... خالق ارض و سما کی بارگاہ میں گڑگڑاہٹ کے ساتھ استدعاء کی...... اللہ معاویہؓ کے پیٹ کو علم سے بھر دے......

اتنا مقدس صحابی خاتم الانبیاء ﷺ کا...... اتنا لاڈلا اور پیارا صحابی جبرائیل علیہ السلام قرآن لے کے اترتا ہے...... خاتم الانبیاء ﷺ معاویہؓ کے ہاتھ میں قلم دان دے دیتے ہیں کہ وحی لکھتے جائیے۔

آپ کیا سمجھتے ہیں کہ معاویہؓ معمولی شخصیت کا آدمی ہے...... آج پروپیگنڈہ کی نظر کر دیا...... آپ نے...... جگہ جگہ رفض ان کے خلاف تبرابازی پر اتر آیا...... آپ لوگ اپنے بچوں کا نام معاویہؓ رکھنے کو تیار نہیں ہوتے...... کچھ لوگ حضرت معاویہؓ سے نفرت کرتے ہیں اور نفرت دلانے کے لئے یہ اس سرگرمی میں بھی ملوث ہیں...... اوتوبہ توبہ معاویہؓ نام رکھ دیا ہے تو نے بیٹے کا...... کئی لوگ آپ کو گالیاں دیتے ہوئے نظر آئیں گے...... جب کوئی گالی دینی ہو تو معاویہؓ کے نام سے بلاتے ہوئے آپ کے شہر میں لوگ مل جائیں گے...... اومعاویہؓ بات سن...... بطور گالی کے گویا اس نام کو استعمال کیا جارہا ہے...... سنیت کی غیرت کا وقت ہے۔

اپنے بچوں کا نام معاویہؓ رکھو:

تیرے بچے کا نام معاویہؓ کیوں نہ ہو...... الحمدللہ میں ترغیب دلانے کیلئے عرض کرتا ہوں...... میں نے اپنے ایک بیٹے کا نام حسنین معاویہؓ رکھا ہے...... اور ڈنکے کی چوٹ پر رکھا ہے...... اور یہ سمجھ کر رکھا ہے کہ معاویہؓ ایک صادق اور امین صحابی تھا...... پیغمبر کا کاتب وحی تھا...... خاتم الانبیاء ﷺ کا مدبر صحابی تھا...... اور یقیناً اس صحابی کے نام پر نام رکھنے چاہئیں تا کہ آنے والی نسلیں اس صحابی سے نفرت نہ کریں...... ان کے دلوں میں اس صحابی کی محبت ہو...... پیار ہو...... انس ہو۔

رجب کے کونڈے اور معاویہؓ:

میں عرض یہ کررہا ہوں کہ معاویہؓ بن ابی سفیان پیغمبر کا انتہائی قریب ترین صحابی ہے، کاتب وحی ہے...... جس کی موت کے دن...... تیرے محلوں میں...... تیرے شہر میں کونڈا پکتا ہے۔

آپ نے کبھی اس لفظ پر غور نہیں کیا...... دنیا میں کوئی خیرات...... دنیا میں کوئی حلوہ، دنیا میں کوئی پلاؤ...... دنیا کا کوئی کھانا...... ”کونڈے“ کے نام سے یاد نہیں کیا جاتا...... لوگ

اپنے مُردوں کی جمعراتیں کرتے ہیں لفظ ''کونڈا'' کوئی استعمال نہیں کرتا......لوگ عیدین پر حلوہ تیار کرتے ہیں......کوئی اس کا نام کونڈا نہیں رکھتا......لوگ اپنی میتوں کی خیرات کیلئے دیگیں پکاتے ہیں کوئی اس کا نام کونڈا نہیں رکھتا......حتیٰ کہ دنیا میں کوئی ایسی خیرات نہیں جو خیرات رات کی تاریکی میں ہو......جو خیرات چھپ کے ہو......جو خیرات اعلانیہ نہ ہوتی ہو، ایسی کوئی خیرات دنیا میں قطعاً نہیں ہے......سوائے ایک خیرات کے جس کا نام خیرات رکھا گیا......وہ جو ۲۲ رجب المرجب کو سرانجام دی جاتی ہے......یہ چھپ کے ہوتی ہے...... رات کی تاریکی میں ہوتی ہے......اور تاریکی میں بھی وہ ٹائم جب سناٹا چھایا ہوا ہو......کوئی ایک شخص بھی سڑکوں پر پھرتا نظر نہ آ رہا ہو......رات کے آخری حصہ میں جب پوری دنیا سو جائے اس وقت یہ حلوہ پکتا ہے......پھر اس کیلئے ہدایات ہیں یہ......مکان کی چوکھٹ سے باہر نہ آئے......قریبی قریبی لوگ بلائیں جائیں......اور ساتھ ہی اس کا نام رکھا گیا ہے۔

''کونڈے شریف'':

میں پوچھنا چاہوں گا کہ یہ لفظ کونڈا آپ کی زبان کا لفظ ہے......عربی نہیں ہے...... فارسی نہیں ہے......یہ سعودیہ سے نہیں آیا......آپ کی زبان کا لفظ ہے......اور آپ کی زبان میں جب یہ کبھی استعمال ہوا ہے......تباہی اور بربادی کے لئے استعمال ہوا ہے......کاروبار کا کونڈا ہو گیا......اس کے معنی یہ نہیں کہ کاروبار بہت اچھا ہے......دکان کے کونڈے ہو گئے، اس کا مطلب یہ نہیں لیا جاتا کہ دکان پروان چڑھ رہی ہے ہے......اور حکومت کا کونڈا ہو گیا......اس کے معنی یہ نہیں لئے جاتے کہ فلاں حکومت بڑی مضبوط ہے......فلاں جماعت کا کونڈا ہو گیا......اس کے یہ معنے کبھی نہیں ہوتے کہ وہ جماعت بڑی منظم ہے......یہ لفظ کونڈا جہاں استعمال ہو گا وہاں مفہوم بربادی اور تباہی ہو گا......آخر آپ کی عقلیں کہاں گئیں......میری سنی ماں بہن کی مت کیوں ماری گئی......اس کے خاوند......اس کے بھائی......اس کے رشتہ دار مردوں کی عقلوں پر پردے کیوں پڑ گئے......آپ چھوڑیں معاویہؓ کے دشمن کو میں سنی کی بات کرتا ہوں کہ لفظ کونڈے سے یہ حلوہ پکتا ہے تو اس کی بیک

گراؤنڈ کیوں نہیں دیکھتا کہ یہ کونڈا ہی استعمال اس لئے ہوا کہ جب بائیس رجب کو معاویہ بن ابی سفیان کی وفات ہے...... رافضی نے اس وفات کو بربادی کے نام سے تباہی کے نام سے کونڈے کے لفظوں میں بیان کیا کہ کونڈا ہو گیا...... وہ اگلا لفظ استعمال ہی نہیں کرتا...... وہ اگلا نام نہیں لیتا کونڈا کس کا؟ مراد اس کی کاتب وحی ہے...... معاویہؓ بن ابی سفیان ہے...... مراد اس کی معاویہ پیغمبر کا سالا ہے...... مراد اس کی وہ انسان ہے...... وہ شخصیت ہے وہ مقدس بندہ ہے جس نے سب سے پہلے بحری بیڑا تیار کیا۔

جس نے قبرص جیسا جزیرہ لے کے دیا...... مسلمانوں کے قدموں میں ڈال دیا...... اس کی مراد کونڈے اور تباہی سے اس شخص کی موت ہے جسے معاویہؓ بن ابی سفیان کہتے ہیں...... جس نے رومی حکمران کے جواب میں کہا کہ جس نے علی بن ابی طالب کو دھمکی دی تھی کہ میں تیرے ساتھ لڑائی لڑنا چاہتا ہوں یا میری بیعت کر لے...... اس وقت دھمکی دی جب معاویہؓ اور علی کی آپس میں چپقلش تھی تو بجائے اس کے علی بن ابی طالب جواب دیتے...... جواب رومی سلطنت کو علی کی طرف سے نہیں دیا گیا...... اس سے پہلے ابوسفیان کا بیٹا بولا...... اس سے پہلے قبرص کا فاتح بولا...... اسے سے پہلے بحری بیڑا تیار کرنے والا بولا...... اس سے پہلے وہ بولا جس کو حسن بن علی نے دنیا و مافیہا سے بہتر کہا...... اس سے پہلے کہ علی بولتے وہ معاویہؓ بولا...... جس کے ہاتھ پر حسن بن علی نے بیعت کی اس سے پہلے کہ علی بولتے اس سے پہلے معاویہؓ بولا...... کون معاویہؓ بن ابی سفیان...... جس نے کتابت وحی کی...... کون معاویہؓ جس کیلئے پیغمبر نے دعا کی:

اللهم اجعل معاوية هاديا مهديا

کون معاویہؓ جس نے استدعاء کی اللہ معاویہؓ کے پیٹ کو علم سے بھر دے...... اور کون معاویہؓ جس کی ہمشیرہ پیغمبر کا حرم ہے...... اور کون معاویہؓ جس کیلئے نبوت نے کہا:

ادعوا معاوية فان هو قوى عليم

وہ بولا...... اور رومی کتے! خبردار! اگر علی کی طرف انگلی اٹھے گی تو معاویہؓ وہ ہاتھ تن

سے جدا کر دیگا......

کتنا بڑا کمال ہے معاویہؓ کی للکار کا......اس کے بعد اس رومی بدمعاش کو علی کو دھمکی دینے کی ضرورت محسوس نہیں ہوتی...... یہ آج کا معاویہؓ کا لعین دشمن ان کی موت کو تباہی سے تعبیر کرتا ہے اور واضح لفظوں میں معاویہؓ کا نام لیکر سنی کو دھوکا نہیں دے سکتا تھا......اس لئے لفظ کونڈا رکھا۔

لیکن میں نے عرض کیا ہے کہ کسی بھی خیرات کا نام کونڈا نہیں ہوتا......آج بائیس رجب المرجب کو اس کا نام کونڈا کیوں رکھا گیا اس لئے کہ چونکہ حضرت معاویہؓ کی وفات ہے......ان کی اس وفات کو بربادی اور تباہی گویا......معاویہؓ کی بربادی مراد دینا چاہتا ہے......اس بنیاد پر کونڈے کا لفظ استعمال کرتا ہے اور تو بڑی ٹھاٹھ سے کھاتا ہے......تیرا ملاں بڑی ٹھاٹھ سے ختم پڑھتا ہے......تو بڑی ٹھاٹھ سے بھاگتا ہے......رات کے آخری حصے میں اس حد تک گویا تیرے پیٹ نے ایمان کو خیرباد کہا ہے......اس حد تک تیرا ضمیر خرید لیا گیا ہے......اس حد تک تو اپنے عقائد و نظریات سے اپنے موقف سے غافل ہو چکا ہے......اللہ کی قسم! اگر جھنگ کا سنی حق نواز کو موقع دیتا...... ہر مسجد میں بولنے کا...... ہر چوک میں بولنے کا...... ہر بازار میں بولنے کا......تو مدت ہوئی ہوتی کہ رفض کا ستیاناس کر دیا جاتا......ایک محدود حلقے میں مجھے بولنے کا موقع ملتا ہے......باقی لوگ سوائے تبرابازی کے کچھ نہیں کرتے۔

ابھی وقت ہے کہ؟

واللہ آپ موقع دے دیتے...... میں جنازہ نکال دیتا رفض کا......اللہ کے فضل و کرم سے دنیائے رفض چیخ اٹھتی......اب بھی وہ چیختی ہے......اب بھی......الحمد للہ بہت سارے مقامات میرے سامنے ملک میں ایسے آئے...... اللہ کے گھر میں کھڑا ہوں...... رافضی گیا......ذاکر رافضی......اس کو لوگوں نے کہا زبان سنبھال کے بولنا......اگر تیری زبان میں کوئی ایسی بات آ گئی تو اگلے دن سنی حق نواز کو بلا لیں گے......الحمد للہ اللہ کے گھر میں کھڑا ہوں...... یہ میں جھوٹ نہیں بول رہا ہوں......ایسے بعض مقامات آئے کہ صرف میرا نام لیا

گیا تو دشمن صدیق و معاویہ رضی اللہ عنہما کی زبان بند رہی اور وہ بول نہیں سکا......

پوری جرات کے ساتھ میں نے اس موقف کو بیان کیا......اور آخری بات کہتا ہوں، اللہ رب العالمین تیرا لاکھ لاکھ شکر ہے......عرصہ تین سال سے میں مناظرہ حسینیہ جو سرگودھا سے کتاب چھپی ہے اس کے خلاف احتجاج کر رہا تھا......آج بھی میری کیسٹیں موجود ہیں......احتجاج کیا......قراردادیں موجود ہیں......احتجاج کیا......کتاب ضبط نہیں ہوئی چلتی رہی......تا آنکہ پچھلے ہفتے مجھے لاہور میں ایک جگہ تقریر کرنے کا موقع مل گیا......میں نے اس موقع سے فائدہ اٹھایا۔

"مناظرہ حسینیہ" پر احتجاج:

کہ تاریخی شہر ہے......صوبائی دارالحکومت ہے...... یہاں پوری صوبائی گورنمنٹ موجود ہے......مختلف قسم کی انٹیلی جنسیں وہاں موجود تھیں......اللہ کے فضل و کرم سے اللہ کے گھر میں کھڑے ہو کے کہتا ہوں جتنا مجھ سے اس مجمع میں اشتعال پھیلایا جا سکتا تھا......وہ میں نے پھیلا دیا......اور مستقبل سے بے نیاز ہو کر پھیلایا...... یہ نہیں سوچا کہ انجام کار میرے ساتھ کیا بیتے گی...... یہ سب کچھ پس پشت ڈال کے لاہور کے اس اجتماع میں اس کتاب کے خلاف اشتعال تھا کہ اگر اس وقت میں اس مجمع کو کہتا کہ فلاں عمارت کو آگ لگا دیجئے......بہر حال یہ اشتعال انگیز مطالبہ ہوا......اور مطالبہ یہ ہوا تھا کہ کل یا پرسوں تک یہ کتاب ہمیں مارکیٹ میں نظر نہیں آنی چاہئے...... یہ مطالبہ تھا لوگوں نے ہاتھ بلند کر کے مطالبہ کیا......کھڑے ہو کر آواز بلند کی......صوبائی دارالحکومت تھا......اگلے سے اگلے روز ایک دن چھوڑ کے وہ مناظرہ حسینیہ صوبائی گورنمنٹ نے ضبط کیا اور اخبارات میں چھپی...... آپ نے بھی اس کو پڑھا ہوگا۔

میں نے اس لئے آپ سے عرض کیا کہ اگر ہمارا بازو بن جائیں تو کیا ہی کہنے......خدا کی قسم دنیائے رفض دم دبا کے بھاگ جائے لیکن جب آپ ٹانگ کھینچتے ہیں تو دکھ ہوتا ہے......اصحاب پیغمبر اس ملک میں انتہائی مظلوم چلے جا رہے ہیں...... کیوں ان کی اولاد

نہیں کہ دفاع کرتی ان کی قوم نہیں کہ دفاع کرتی آج اگر آپ دفاع چھوڑ گئے...... آپ بتلائیں...... وہ جماعت جس نے تیرے پیغمبر کے کیلئے لہو دیا...... جس نے تیرے نبی کے اشارے ابرو پر اپنے بچے نیزوں کی انیوں کے سامنے رکھ دیئے...... جس جماعت نے تیرے پیغمبر کے حکم پر پیٹ پر پتھر باندھ کر غزوات میں حاضری دی ہے...... جس جماعت نے درختوں کے پتے کھا کے شعب بن ہاشم کی قید کاٹی...... جس جماعت نے وطن سے بے وطنی اختیار کی...... جس جماعت نے پیغمبر کے حکم پر اپنے رشتے داروں کی گردنیں کاٹیں، جس جماعت نے بیڑیاں پہنی جس جماعت کے ہاتھ میں کیل گاڑ کے دھوپ پہ لٹا دیا جاتا تھا...... جس جماعت کے بعض افراد کو انگاروں پہ لٹا دیا جاتا تھا......

اس کا جرم کیا ہے کہ آج اس کے خلاف ایک طوائف کا بیٹا زہر اگلے اور سنیت لمبی تان کر سو جائے...... میری صرف آپ سے درخواست یہ ہے کہ...... اصحاب پیغمبر مظلوم ہیں، آپ اٹھیں اور صرف ویسے نہیں سر بکف اٹھیں...... غیرت کا پتلا بن کر اٹھیں...... جرات بن کے اٹھیں...... طاقت بن کے اٹھیں...... سنیت کا غلغلہ بن کے اٹھیں...... سنی نوجوان اپنی جان اپنا مال اس کیلئے قربان کرنے کو تیاری کر لیں...... اللہ کے فضل وکرم سے مجھے امید ہے کہ دنیائے رفض کبھی بھی کسی صحابی کے خلاف نہیں بک سکے گی...... صرف تجھ سے یہ درخواست ہے کہ ذرا سنبھل اور عقیدے کو سمجھ۔

میری گذارشات پہ کان دھریں اور ساتھ ہی دعا کرتا ہوں کہ اللہ رب العالمین ان نوجوان عزیز بچوں کو مزید کام کی توفیق دے...... اور ساتھ ہی دلی تڑپ کے ساتھ عرض کرتا ہوں کہ جو نوجوان کسی دشمن کے ہاتھ کا شکار ہو گئے ہیں ان سے درخواست ہے کہ معاویہؓ نے تو تمہارا کوئی جرم نہیں کیا...... معاویہؓ وہی ہے جو پچھلے سال تھا...... معاویہؓ وہی ہے جو اس سے پہلے تھا...... حضرت معاویہؓ رضی اللہ عنہ کے لئے تمہیں کوئی اختلاف...... کوئی انتشار نہیں رکھنا چاہئے...... کسی بھی صحابی کی عزت وناموس کے لئے تم اپنے اختلافات کو مٹا کر اتحاد و یکجہتی کے ساتھ میدان آنے کی کوشش کرو۔

ام المؤمنین، محبوبہ محبوب خدا

سیرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا

امیر عزیمت مولانا حق نواز جھنگوی شہیدؒ

ہوں میرے ماں باپ قربان اس مقدس نام پر
عائشہؓ کے سینکڑوں احسان ہیں اسلام پر
جس کی عصمت کی گواہی دی کلام اللہ نے
جس کی غیرت کے نشاں ہیں دامنِ ایام پر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تمہید:

صاحبِ صدر، معزز سامعین! خالقِ ارض و سما کی بارگاہ عالیہ میں استدعا کیجئے کہ وہ ذاتِ قدیر مجھے سچ سچ کہنے کی توفیق بخشے۔ (آمین)

چودہ صدی قبل عرب کی بے آب و گیاہ سرزمین میں عالمین کائنات کے بعد سب سے بڑی مقدس و مطہر شخصیت نے جنم لیا۔ بچپن، جوانی عرب کی اکھڑ قوم میں گزاری۔ پیدائشی معصوم ذات نے فطرتاً مشرکین مکہ کے خیالات عقائد و نظریات سے دوری اختیار فرماتے ہوئے شہری آبادی سے رُخ موڑ کر پہاڑوں کا رُخ کرلیا۔ چند دن کی خوراک لے کر خلوت نشینی کی زندگی بسر کرنا شروع کردی۔ خوراک ختم ہوتی تو واپس تشریف لاتے۔ مزید گزراوقات کا سامان لے کر پہاڑوں کا رُخ کرلیا کرتے۔ فطرتاً بت پرستی سے نفرت تھی۔ غیر اللہ کی پوجا سے احتراز تھا۔ مشرکین مکہ کی غلط کاریوں سے متنفر تھا۔ خلوت گوشہ نشینی میں ایک مدت تک معصوم اور مقدس ذات نے زندگی کے مقدس لمحات گزارے۔

ان ہی ایام میں حضرت جبرائیلؑ ارض و سما کا پیغام لے کر غار میں حاضری دیتے ہیں۔ عرض کرتے ہیں...... اِقْرَاْ...... جواب میں معصوم زبان ارشاد فرماتی ہے...... ما انا بقاری...... میں پڑھا ہوا نہیں ہوں۔ کیا پڑھوں۔ دوبارہ جبرائیلؑ عرض کرتے ہیں...... اِقْرَاْ...... آمنہ کے لختِ جگر نے وہی جواب دہرایا...... ما انا بقاری...... میں پڑھا ہوا نہیں ہوں۔ جبرائیلؑ نے سینے سے لگا کر مَلکی قوت کا مظاہرہ کرتے ہوئے بڑے ادب و احترام کے ساتھ دبایا اور پھر فرمایا:

اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ ۝ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۝

لسانِ نبوت پر یہ الفاظ جاری ہوگئے۔

آج گویا آغاز تھا، اس ذات گرامی کو فاران کی چوٹیوں پر صدائے حق بلند کرنے کے

لئے کھڑا کرنے کا۔ رسالت مآب واپس تشریف لاتے ہیں۔ خدیجہ طیبہ رضی اللہ عنہا سے اپنے اس واقعہ کو ظاہر کرتے ہیں۔ زندگی کے مختلف پہلو گزرتے گئے۔ آہستہ آہستہ نبوت اپنے پروگرام کو منظر عام پر لائی اور آرڈر یہ ملا کہ لوگوں سے خوف مت کھائیے۔ اللہ آپ کے وجود کا تحفظ کرے گا۔ آپ پیغام خداوندی کو کھول کھول کر بیان کر دیجئے۔ اگر آپ نے ہر ہر چیز کو بیان نہ کیا جو آپ پر آپ کے رب کی طرف سے نازل ہوئی ہے تو یقیناً یہ ہوگا کہ آپ نے رسالت کا حق ادا نہیں کیا۔

یعنی ان آیات عالیہ کی روشنی میں پیغمبرؐ نے اپنے پروگرام کو بے لچک، بلا روک ٹوک وادیٔ عرب میں ظلم، تشدد، بربریت، بے حیائی، غنڈہ گردی اور ظلم وتشدد کا مقابلہ کرتے ہوئے اپنے پروگرام کو کھول کر بیان کیا۔ زندگی کے مختلف حالات اور واقعات کو چھوڑتے ہوئے صرف طائف کی داستان کو سامنے رکھ لیا جائے تو کلیجہ منہ کو آتا ہے۔

عفتِ سیدہ کائنات رضی اللہ عنہا:

سراپا عفت وحیا، صدیقۂ کائنات، ام المؤمنین، سیدہ، طیبہ، طاہرہ، امّی عائشہ رضی اللہ عنہا جن کے تقدس کے لئے خالق نے وحی اُتاری۔ جن کی عفت کو بیان کرنے کے لئے پوری سورۃ نور نازل فرمائی۔ جن کی شرافت و دیانت کو بیان کرتے ہوئے قرآن نے سورۃ نور میں اعلان کیا ”گندی عورت گندے مرد کے لئے مناسب ہوتی ہے۔ گندہ مرد گندی عورت کے لئے مناسب ہوتا ہے۔ پاک عورت پاک مرد کے لئے مناسب ہوتی ہے۔ پاک مرد پاک عورت کے لئے مناسب ہوتی ہے۔“

اگر پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم پاک ہے تو اُس کی بیوی کو پاک ماننا ہوگا۔ کیونکہ یہ قرآن کریم کا بتلایا ہوا ضابطہ اور اصول ہے۔

سراپا عفت وحیا، ام المؤمنین ...... کون ام المؤمنین؟ جس کے سر سے دیانت کو ...... عفت و حیا کو ...... تقدس کو ...... عظمت وشان کو ...... بلند و بالا کرنے کی غرض سے اللہ نے عالم نبوت کو بے آب وگیاہ سرزمین میں روک لیا۔ تاریخ اسلام سے واقفیت رکھنے والا ہر ذی فہم، ذی

عقل، ذی ہوش اس حقیقت سے بخوبی آگاہ ہے کہ آقا سفر سے واپس تشریف لا رہے تھے۔ لشکر اسلام نے راستہ میں پڑاؤ کیا۔ جب کوچ کرنا چاہا تو کائنات کی مطہرہ امّی، حسنؓ اور حسینؓ کی نانی، نبوت کی بارگاہ میں اس قدر، قدر و منزلت رکھنے والی مقدسہ خاتون کہ جب پانی پئے تو نبوت ارشاد فرمائے عائشہ رضی اللہ عنہا! وہ جگہ بتلایئے جہاں آپ نے منہ لگا کے پانی پیا ہے تا کہ نبوت بھی اپنے ہونٹ وہیں پہ رکھے جہاں آپ نے منہ لگایا ہے۔ صرف یہ بتلانے کے لئے آنے والی نسل عائشہ رضی اللہ عنہا کے تقدس کو سمجھ جائے کہ وہ کتنی پاک اور مبارک ہے۔ وہ عائشہ رضی اللہ عنہا، وہ صدیقہ، وہ سراپا شرافت و حیا، جس کا حجرہ طیبہ قیامت تک کے لئے جنت قرار دے دیا گیا۔

ہار کی تلاش اور لشکر کا پڑاؤ:

وہ مقدس خاتون کہ جس کی گود میں نبوت نے آخری وقت باقی دیگر ازواج سے باری معاف کرا کے انتخاب کیا۔ نبوت نے جان جانِ آفرین کے سپرد کی تو گود عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی تھی۔

وہ عائشہ رضی اللہ عنہا، طیبہ، وہ مقدسہ، مطہرہ و منزہ کہ جو سفر میں آقا کے ساتھ ہے۔ لشکر نے پڑاؤ کیا۔ جب کوچ کرنے کا وقت آیا تو کائنات کے مومنوں کی یہ امّی کہتی ہے آقا صلی اللہ علیہ وسلم! میں فلاں خاتون سے ہار مانگ کے لائی تھی، وہ گم ہو گیا ہے۔ نبوت کوئی بھی اقدام وحی کے بغیر نہیں کرتی۔ ہار کے گم ہونے کا لفظ امّی کی زبان پر آیا ہے، خاتم الرسل نے، امام الکونین نے، سرتاج الاولین والآخرین نے اپنے قدم بھی روک لئے، پورا لشکرِ اسلام بھی روک لیا۔ ایسی زمین میں روک لیا جہاں پانی پینے کو نہیں ملتا۔ چہ جائے کہ غسل اور وضو کے لئے مہیا ہو۔

سوال کیا گیا کہ یہاں رکنے کی غرض کیا ہے؟ جواب یہ ملتا ہے کہ آپ کی امی کا ہار گم ہو گیا ہے، اسے تلاش کرنا ہے۔ کوئی ایک صحابی بھی یہ اعتراض نہیں کرتا کہ آقا صلی اللہ علیہ وسلم! ہم نے آپ کے دستِ اقدس پہ بیعت کی ہے ربِّ ذوالجلال کی کبریائی کو پھیلانے کی۔ ہم نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کی ہے آپ کی نبوت کی اشاعت کے لئے۔ ہم نے آپ کے دستِ

اطہر پر بیعت کی ہے، کلمہ طیبہ کی اشاعت کے لئے، کتاب اللہ کی اشاعت کے لئے۔ یہ کام تو کوئی کام نہیں ہے کہ آپ کی بیوی کا ہار گم ہو جائے اور وہ لشکر رک جائے، جس نے کرۂ ارض پر رب ذوالجلال کی کبریائی کا علم بلند کرنا ہے۔ کوئی ایک صحابی بھی اپنی نوک زبان پر یہ اعتراض نہیں لایا کہ آپ کس کام کے لئے ہمیں روک رہے ہیں۔ کیوں اعتراض نہیں لائے۔ اس لئے کہ وہ عائشہ ؓ کی قدر منزلت کو جانتے تھے۔ عائشہ ؓ جب نبوت کے نکاح میں آئی تو پیغمبر ﷺ کی عزت بن گئی۔ عائشہ ؓ جب پیغمبر ﷺ کے خانے میں داخل ہوئیں تو نبوت کا لباس بن گئیں۔ کیوں؟ قرآن بیوی کو خاوند کا لباس کہتا ہے۔ خاوند کو بیوی کا لباس کہتا ہے۔

عائشہ ؓ پیغمبر ﷺ کی ناموس ہے

عائشہ ؓ پیغمبر ﷺ کا وقار ہے

عائشہ ؓ پیغمبر ﷺ کی دستار ہے

عائشہ ؓ پیغمبر ﷺ کی پگڑی ہے

عائشہ ؓ پیغمبر ﷺ کا لباس ہے

عائشہ ؓ پیغمبر ﷺ کی عصمت ہے

اس لئے کسی ایک کی زبان پہ بھی یہ لفظ نہیں آیا کہ آپ ہمیں کس کام کے لئے روک رہے ہیں۔ لشکر رُک گیا۔ ایک ایک صحابی تلاش پہ لگ گیا ہے۔ کوئی وہاں ڈھونڈ رہا ہے۔ کوئی اس جگہ تلاش کر رہا ہے۔ امّی ہار نہیں مل سکا۔ صحابہؓ دوڑ رہے ہیں۔ فاروق اعظمؓ جیسی مقدس شخصیت امّی کا ہار تلاش کرتی ہے۔ عثمانؓ جیسا باحیا انسان امّی کا ہار تلاش کرتا ہے۔ علیؓ بن ابی طالب جیسی مجاہد شخصیت امّی کا ہار تلاش کرتی ہے۔ خالد بن ولیدؓ جیسی عظیم سپہ سالار شخصیت امّی کا ہار تلاش کرتی ہے۔ گویا یوں تصور کر لیجئے کہ وہ جماعت جس جماعت کے تقدس کو بیان کرتے ہوئے قرآن اعلان کر رہا ہے۔۔۔۔۔ اولئك هم المؤمنون حقا۔۔۔۔۔ وہ جماعت جس کی شرافت کو بیان کرتے ہوئے قرآن اعلان فرماتا ہے:

وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ

قدوسی صفات لشکر کا پڑاؤ:

جس جماعت کی عفت کو بیان کرتے ہوئے قرآن اعلان فرماتا ہے:

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ط وَالَّذِیْنَ مَعَہٗٓ اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَھُمْ

وہ جماعت کہ جس جماعت کی عفت کو بیان کرتے ہوئے قرآن اعلان کرتا ہے

فَاِنْ اٰمَنُوْا بِمِثْلِ مَآ اٰمَنْتُمْ بِہٖ فَقَدِ اھْتَدَوْا ج

وہ جماعت کہ جس کے تقدس، شرافت، دیانت، امانت کو بیان کرتے ہوئے خالق قدوس نے فرمایا:

لَقَدْ رَضِیَ اللّٰہُ عَنِ الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ یُبَایِعُوْنَکَ تَحْتَ الشَّجَرَۃِ

وہ مقدس جماعت

وہ مطہر جماعت

وہ منزّہ جماعت کہ

جس سے خالق قدوس نے جنت کا وعدہ کیا ہے۔ خالق جن سے راضی ہو چکا ہے۔ جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر حدیبیہ کے موقع پر درخت کے نیچے بیعت کر رہے تھے۔ اللہ ان سے راضی ہو چکا ہے۔ جو سب سے پہلے ایمان لائے مہاجرین میں سے، انصاریوں میں سے اور جو ان کی پیروی اتباع کر رہے تھے۔ اللہ ان سے راضی ہو چکا ہے، جو آپ کے ساتھ ہیں۔ جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھی بن گئے...... اور لوگ ان کو دیکھتے تھے کبھی رکوع کرتے، کبھی سجدہ کرتے۔ خالق قدوس نے ان کا تعارف کرایا

اولئک حزب اللّٰہ

کہ یہ اللہ کی جماعت ہے۔ اللہ رب العالمین نے تعارف کرایا

اولئک هم الراشدون

یہ ہدایت یافتہ ٹولہ ہے۔ خالق قدوس نے تعارف کرایا

اولئک هم المؤمنون حقا

یہی پکے سچے مومن ہیں۔

گویا یہ مقدس ومنزّہ ،مطہر اور خالق اکبر کی بارگاہ عالیہ میں جنت کا سرٹیفکیٹ حاصل کرنے والی، دنیائے کفر کو لوہے کے چنے چبوانے والی، کفر کے ایوانوں میں لرزہ طاری کردینے والی جماعت، آج ایک مقدس خاتون کے ہار کی تلاش کے لئے رُکی ہوئی ہے۔کوئی وہاں تلاش کرتا ہے۔کوئی وہاں تلاش کرتا ہے۔کوئی ادھر دوڑ رہا ہے۔ہار نہیں مل سکا۔ایک ایک مقدس صحابی آ کے عرض کرتا ہے۔

آقا صلی اللہ علیہ وسلم! نماز کا وقت آ گیا۔پانی مہیا نہیں ہے۔پانی ملتا نہیں۔کیا آج نماز نہیں پڑھی جائے گی؟ کیا آج نماز کی چھٹی ہوگی؟ کیا اجازت مل جائے گی؟ کیا آج نماز قضا کرنے کی اجازت ہوگی؟ آقا صلی اللہ علیہ وسلم! فرمایئے تو سہی، پانی نہیں ملتا، ہم کیا کریں آخر؟ نماز کا وقت تنگ سے تنگ ہوتا چلا جارہا ہے۔آپ فرماتے کیا ہیں؟

نبوت مہر بہ لب ہے۔نبوت خاموشی اختیار کرتی ہے۔پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زبان اقدس سے کچھ نہیں کہا۔پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم وحی کا انتظار کررہے ہیں۔صحابہ کرامؓ ہار کی تلاش میں لگے ہوئے ہیں۔رب ذوالجلال نے جواب میں جبریلؑ کو ارشاد فرمایا کہ دوڑ کے جا، میرے محبوب کو کہہ دیجئے کہ علیؓ کو کہہ دو اپنی امّی کا ہار تلاش کرے۔عمرؓ کو کہہ دو کہ اپنی امّی کا ہار تلاش کرے۔ہار تلاش کئے بغیر نہیں جانے دوں گا۔خالدؓ کو کہہ دیجئے کہ امّی کا ہار تلاش کرے۔ میں ضابطہ بدل دیتا ہوں۔لیکن ہار تلاش کرنا ہوگا۔

تیمّم کی سہولت:

ضابطہ آج سے پیشتر یہ تھا کہ جب نماز کا وقت آئے تو وضو پانی سے کر کے مصلّے پر آیئے۔غسل کی ضرورت پیش آجائے تو پانی سے غسل کیجئے۔یہ ضابطہ تھا، جس کی وجہ سے صحابہؓ پریشان تھے۔حیران تھے۔پانی نہیں ہے۔نماز کیسے آج ادا کی جائے گی۔خالق قدوس نے جواب میں فرمایا پانی نہیں ملتا تو نہ ملے، ضابطہ تو میں نے بنایا ہے۔قانون تو میں نے بنایا ہے۔آپ مٹی پر ہاتھ مار کے چہرے پہ لگایئے۔مٹی پہ ہاتھ مار کے بازوؤں پہ لگایئے۔آپ

کا یہی غسل شمار ہوگا۔ آپ کا یہی وضو شمار ہوگا۔ اب مصلّے پر آ کے مجھے رکوع کیجئے، سجدہ کیجئے، میں قبول کرلوں گا۔ تیمّم کا آرڈر اسی دن آیا، جب امّی عائشہ رضی اللہ عنہا کا ہار تلاش کیا جا رہا تھا۔

ماں کا گستاخ کون؟

جس کے حجرے کو ہمیشہ کے لئے جنت قرار دے دیا گیا۔

کتنا بد بخت ہے وہ، کتنا ذلیل ہے وہ، کتنا کمینہ ہے وہ، کتنا اُچکا ہے وہ، کس قدر جہنمی ہے وہ، جو اس مقدسہ کو، اس مطہرہ کو، اس منزّہ کو کہے کہ یہ زبان دراز تھی۔ یہ دنیا کا وہ پاگل ترین انسان جس کو مفکر اسلام لکھے......

مجھے اس کی عقل پر حیرت ہے

اس کے فہم پر حیرت ہے

اس کے قلم پر حیرت ہے

اس کی زبان پر حیرت ہے

بلکہ دل چاہتا ہے کہ......

میں ایسے انسان کی عقل پر لعنت کروں کہ جو اِتنا بھی نہیں سمجھ سکا کہ کیا یہ مقدسہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے زبان دراز ہوسکتی ہے۔ شاید آپ کو معلوم نہ ہو کہ یہ کس نے لکھا ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نبوت کے سامنے زبان دراز تھی......اور اس امّی کے لئے لکھا ہے، اس مقدسہ کے لئے لکھا ہے، اس منزّہ کے لئے لکھا ہے، اس مطہرہ کے لئے لکھا ہے......!

ذرا توجہ کیجئے! میں آگے بڑھنا چاہتا ہوں۔ یہی امّی ہے۔ سوال کرتی ہے سرتاج الرسل سے، یہی امّی ہے، یہ سوال کرتی ہے آقا دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے، یہی امّی ہے، یہ پوچھتی ہے امام الکونین سے آقا صلی اللہ علیہ وسلم! آپ پر ساری زندگی سب سے زیادہ سخت ترین دن کون سا آیا ہے؟ نبوت اپنی معصوم نطق سے اعلان کرتی ہے۔ عائشہ رضی اللہ عنہا! طائف کا دن سب سے زیادہ سخت ترین دن تھا۔

طائف میں اعلانِ توحید ورسالت:

آ قا صلی اللہ علیہ وسلم! اس کی سختی تو بیان کیجئے۔اس کی تلخی تو بیان کیجئے۔

آمنہ کا مقدس بیٹا، آمنہ کا مطہر بیٹا، آمنہ کا منزّہ بیٹا، جس نے اپنی چالیس سالہ زندگی کا چیلنج کفر کی وادیوں میں کھڑے ہو کر کر دیا۔نبوت کے اس اعلان کے جواب میں کفر کی زبانیں گنگ تھیں۔ان کی ملعون زبانوں پر تالے لگ چکے تھے۔کوئی ایک بھی اعتراض نہیں کر سکا۔وہ مقدس اور مطہر شخصیت آج طائف کی وادیوں میں ربِّ ذوالجلال کی کبریائی لے کے گئی۔اس علم کو بلند کرنے کے لئے معصوم ومقدس، مطہر، شرافت کا پتلا، حسن وجمال کو وہ پیکر، حسن وجمال کی وہ عظیم شخصیت کہ جس کے حسن کو بیان کرتے ہوئے، جس کے جمال کو بیان کرتے ہوئے حضرت ابو ہریرہؓ تڑپ تڑپ کے کہتے ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا حسن:

حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ میرے دل میں ہوک اُٹھی۔آج چودھویں رات کا چاند چمکتا ہے۔میں موازنہ اور مقابلہ تو کر دیکھوں کہ آمنہ کا چاند حسین ہے یا آسمان کا چاند حَسین ہے۔یہی مقابلہ کرتے ہوئے ابو ہریرہؓ آخر کار فیصلہ دیتے ہیں، وہ چاند حَسین نہیں، آمنہ کا چاند حَسین ہے۔

شاعر اسلام نے تڑپ کے کہا کہ:

چاند سے تشبیہ دینا یہ بھی کوئی انصاف ہے
اس کے منہ پہ چھائیاں مدنی کا چہرہ صاف ہے

بلکہ یوں کہہ لیجئے۔اس حسن وجمال کے پیکر کے حسن کو بیان کرتے ہوئے امّی عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ جن عورتیں نے یوسفؑ کو دیکھا، انہوں نے تو ہاتھ کی انگلیاں کاٹ ڈالیں۔حُسنِ یوسف کو برداشت نہ کر سکیں۔جنہوں نے میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو بدر واُحد میں گردنیں کٹوا آئے۔

اسی حسن و جمال کے اس حسن کو بیان کرتے ہوئے خطیب ایشیا (امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ) موچی دروازے میں رات کی تاریکیوں میں تڑپ گیا۔ اس نے زلفیں بھیکتی ہوئی منہ پر بکھیر دیں اور بکھیر کر کہتا ہے، کیا کہتا ہے...... جب میں آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن کو احادیث کی کتب میں پڑھتا ہوں......

آقا صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ پڑھتا ہوں

آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے کی روشنی پڑھتا ہوں

آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی زلف کی رعنائی پڑھتا ہوں

آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ کی نرمی پڑھتا ہوں

آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم کی خوشبو کا مطالعہ کرتا ہوں

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسدِ اطہر کا مطالعہ کرتا ہوں

تو دل کہتا ہے عطاء اللہ ایسی تو کائنات میں کوئی ہستی نہیں۔ یہ جملہ خطیبِ ایشیا کی زبان پر آیا۔

سرکار سراپا استقامت:

جسم لہو سے لت پت ہے۔ نعلین لہو سے تر ہو گئی۔ نبوت کی زبان پر وائے نہیں آیا۔ نبوت نے سر نہیں پیٹا۔ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے گریبان چاک نہیں کیا۔ ہائے کاش! آج دنیا نبوت کے صبر و استقلال کو دیکھتے ہوئے حسین رضی اللہ عنہ کا صبر دیکھتی۔

اے کاش! آج بد بخت طبقہ خاندان نبوت کو کرب و بلا کی وادیوں میں سر پیٹتا ہوا پیش نہ کرتا۔ ان کو گریبان چاک کرتا ہوا پیش نہ کرتا۔ ان کو سرزمین کربلا پر خاک ڈالتا ہوا پیش نہ کرتا۔

جاگ سنی:

لیکن اسے کھلا میدان نظر آیا۔ سنیت سوئی ہوئی ملی۔ اس لئے اس نے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے صبر و استقلال کے جبل اور نواسے کو بے صبرا کر کے پیش کیا۔ اگر سنیت جاگتی ہوتی تو کوئی

بھی بدقماش، کوئی بدفطرت، کوئی بھی طوائف کی کوکھ سے جنم لینے والا غلاظت کا کیڑا اور کوئی بھی وہ شخص جس نے رات کے تاریک سناٹوں میں ناجائز جنم لیا ہو، وہ آج حسینؑ کو بے صبرا ثابت کر کے پیش نہ کرتا۔

نبوت فرماتی ہے۔ میں تھک کے بیٹھ جاتا۔ مجھے کھڑا کرتے۔

پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے نعلین لہو سے تر تھے۔ کپڑے لہو سے لت پت ہیں۔ جبریلؑ تھرتھرا گئے اور لپک کر آقا دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہِ عالیہ میں حاضر ہوتے ہیں اور یوں گویا ہوتے ہیں:

میں اپنے انداز میں بات سمجھانے کے لئے عرض کرتا ہوں۔ دست بدستہ درخواست کرتے ہیں آقا صلی اللہ علیہ وسلم! اجازت ہے، طائف کی دونوں پہاڑیاں ملا کے اس ناپاک ذریت کو اس طرح پیس دیا جائے جیسے چکی میں دانا پیس دیا جاتا ہے۔

نبوت تیرے صبر پر قربان، تیرے استقلال پر بار بار قربان جاؤں۔ کیا عظیم پیکرِ صبر و استقلال تھا۔ جواب میں کہتے ہیں۔

جبرائیلؑ! ٹھہر جایئے! اس سے بات کر لینے دیجئے جس نے اپنی لاریب، لاشک کتاب میں اعلان کیا ہے

وما ارسلنٰك الا رحمة للعٰلمين

نبوت نے عفت بھرا، عصمت بھرا دامن رب ذوالجلال کی بارگاہ میں دراز کر دیا۔ درخواست کی

اللھم اھدی قومی

اللہ اس قوم کو ہدایت نصیب فرما۔ بددعا زبان پہ نہیں آئی۔ کیا صبر اور اسقلال کا عظیم پیکر ہے۔ سبحان اللہ، واللہ اکبر۔

صدیقہ کائنات رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آقا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ سب سے زیادہ سخت ترین دن مجھ پر طائف کا ہے۔

میں عرض یہ کر رہا تھا کہ جس نبوت نے اعلانیہ ان خطرناک حالات میں اپنے پیغام کو،

اپنے پروگرام کو آگے بڑھایا، دنیا کے کونے کونے تک پہنچانے کی کوشش فرمائی۔ ایک عالم یہ تھا۔

لیکن ایک وقت ایسا بھی آیا، ایک گھڑی ایسی بھی آئی۔ نبوت نے یہ محنت کرتے کرتے کوشش کرتے کرتے ایک حلقہ اثر تیار کرلیا۔ ایک جماعت تیار کرلی۔ احباب تیار کرلئے۔

اولئک ھم المؤمنون حقا:

وہ احباب کیسے تیار کئے؟ وہ کوئی ایسے نہیں تھے، جنہیں ایک ماہ کی تنخواہ پر خرید لیا جائے۔ وہ ایسے نہیں تھے کہ جنہیں چند کوڑیوں پر خرید لیا جائے۔ وہ ایسے نہیں تھے کہ جن کو تلوار سے جھکا لیا جائے۔ وہ ایسے نہیں تھے کہ جن کو خنجر دکھا کر ان سے ان کا موقف چھین لیا جائے۔

ربّ کعبہ کی قسم! ایسے نہیں تھے۔ وہ تو ایسے تھے کہ انگاروں پہ لٹا دیا گیا۔ جسد سے چربی نکلی، انگارے ان پہ بجھتے رہے۔ لیکن ندائے نبوت نہیں چھوڑی۔ وہ تو ایسے تھے کہ ان کے ہاتھ میں کیل گرم کرکے گاڑ دیئے گئے۔ جسد اقدس پر چٹانیں رکھ دی گئیں۔ انگاروں پہ لٹایا گیا۔

مطالبہ یہ ہے کہ ندائے مصطفیٰ چھوڑ دیجئے۔ ان کی زبان پہ انکار نبوت نہیں آیا۔

رب کعبہ کی قسم! وہ تو ایسے مقدس تھے کہ انہیں لوہے کے کڑاہے میں تیل گرم کرکے ڈال دیا گیا، جل گئے لیکن نبوت کا دامن نہیں چھوڑا۔

وہ تو ایسے تھے کہ جن کے وجود پر لوہے کے گرز اور سلاخیں رکھ کے چمڑی اُدھیڑ لی گئی۔ لیکن نبوت کا ساتھ نہیں چھوڑا۔

وہ تو ایسے مقدس تھے، وہ تو ایسے پاکیزہ نفوس تھے کہ انہیں آگ میں جلا دیا گیا، نبوت کا دامن نہیں چھوڑا۔ انہیں پیٹ پر پتھر باندھ کے رب ذوالجلال کی کبریائی کو بیان کرنا پڑا لیکن ندائے کو نہیں چھوڑا۔

وہ تو ایسے تھے جو اُونٹوں کے خشک چمڑے پانی میں بھگو کے کھاتے رہے لیکن نبوت کا دامن نہیں چھوڑا۔

وہ تو ایسے تھے کہ جنہوں نے درختوں کے پتے کھا کھا کے پیغمبر ﷺ کے ساتھ شعب ابی طالب کی قید کاٹی لیکن نبوت کا دامن نہیں چھوڑا۔

وہ تو ایسے تھے کہ جو پاؤں میں بیڑیاں، ہاتھوں میں ہتھکڑیاں ڈال کے حضرت ابوجندلؓ جیسے کفر کے نرغے میں ہیں لیکن نبوت کا دامن نہیں چھوڑتے۔

سچا انقلاب:

وہ مرد تھے۔ ان مردوں میں خواتین بھی ایسی تھیں جن میں حضرت سمیعہ رضی اللہ عنہا سرِ فہرست آتی ہیں، جس کو ظالم نے اونٹ سے باندھ کر مخالف سمت میں دوڑا دیا۔ وہ چِر گئی، لیکن کملی والے کا دامن نہیں چھوڑا۔

چند دنوں میں آمنہ کے لختِ جگر نے انقلاب برپا کیا......

خرید کے نہیں کیا

تنخواہیں دے کے نہیں کیا

ملازمتوں کا چکمہ دے کے نہیں کیا

بلکہ ان کے دل بدلے ہیں

وہ تو ایسی مقدس و پاکیزہ جماعت تھی، جس کے دل پیغمبر ﷺ نے منور کر دیئے۔ جن کے قلب کو صاف کیا۔ مقدس و مطہر کر دیا۔ منزّہ کر دیا۔ چند دنوں میں پیغمبر ﷺ نے یہ انقلابی جماعت تیار کر لی۔ خالق اس کے گُن گاتا ہے۔ خالق اس کی مدح وستائش کرتا ہے۔ خالق اس کو جنت کا سرٹیفیکیٹ دیتا ہے۔ اس کے لئے اپنی رضا کا اعلان کرتا ہے۔ نبوت اس کے لئے کھلے بندوں اعلان کر رہی ہے۔

دشمن صحابہ کون:

لوگو! جب ایسے ملعون کو دیکھو جو میرے صحابہؓ پر افتراء کر رہا ہے، اسے کہو خُدا تجھ پر لعنت کرے۔ تیرے اس فعل پر لعنت کرے۔ لوگو! جب ایسے حالات آ جائیں، لوگو! جب

ایسے حالات پیدا ہو جائیں۔ بدعتیں عام ہوں۔ فتنے عام ہو جائیں اور میرے صحابہؓ پر لوگ تبرّا کرنے لگ جائیں تو عالم کو چاہئے کہ اپنے علم کا اظہار کرے۔

وہ تو ایک ایسی جماعت تھی جس جماعت کی...... دیانت کو......تقدس کو......شرافت کو...... عفت کو ...... علم کو......فہم کو......ایمان کو......تقویٰ کو......پرہیز گاری کو......ان کی نماز، رکوع، سجدے کو......بیان کرتے ہوئے خالق ارض وسما کا آخری پیغمبر ﷺ اعلان فرماتا ہے:

" اصحابی کالنجوم بایھم اقتدیتم اھتدیتم "

لوگو! میرے صحابہؓ ستاروں کی مانند ہیں۔ جس کے نقشِ قدم پر چل کر ہدایت پاؤ گے۔

وہ ایک ایسی جماعت تھی جس کی پیغمبر ﷺ نے بھی تعریف کی، خالق نے بھی تعریف کی۔ چند دنوں میں نبوت یہ انقلاب لے آئی۔ ایک معاشرہ تشکیل پا گیا۔ ایک جماعت بن گئی۔ اُس جماعت نے اپنا وقار حاصل کر لیا۔ اہمیت حاصل کر لی اور پھر وقت آیا کہ یہی جماعت اعلان کرتی ہے۔ ہمارے قائد نے، ہمارے آقا ﷺ نے اعلان کیا تھا "یہودیت ونصرانیت جزیرۂ عرب سے نکل جائے"۔

آج اسی جماعت کے ایک مقدس ترین سپاہی، آج پیغمبر ﷺ کی وہ مانگی ہوئی شخصیت جسے لسانِ نبوت سے فاروق اعظمؓ کا لقب دیا گیا۔ وہ مکہ کی زمین پر، مدینہ کی زمین پر منبر نبوی پہ کھڑے ہو کر اعلان کرتا ہے۔ "یہودیت جزیرۂ عرب سے نکل جائے، نصرانیت نکل جائے، ان کو کوئی حق نہیں پہنچتا کہ وہ حرمین شریفین میں اپنے قدم جمائے۔"

ایک وقت وہ تھا جب نبوت کے راستے میں کنویں کھودے جاتے تھے۔ ایک وقت وہ ہے جب نبوت بیت اللہ میں خالق حقیقی کو سجدہ کرتی ہے تو جسدِ اطہر پر اونٹوں کے اوجھر ڈال دیئے جاتے ہیں۔ ایک وقت وہ ہے جب نبوت کو شاعر کہا جاتا ہے۔ کوئی بدبخت آپ کو مجنوں کہتا ہے۔ ایک وہ وقت ہے جب کافرہ عورتیں گندگی اُٹھا کے اس مقدس وجود پر ڈال دیا کرتی تھیں۔

فتح مکہ اور عام معافی:

ایک وقت آج ہے کہ جب مکہ فتح ہوا۔ ایک انسان اعلان کرتا ہے۔ آج چُن چُن

کے بدلہ لیا جائے گا ایک ایک سے، جس نے ہمیں اور ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو ستایا۔ فتح تھی۔ آقا صلی اللہ علیہ وسلم فتح کر کے آئے۔ فاتح بن کے آئے۔ مکہ لے لیا۔ بیت اللہ کی چابیاں لے لیں اور اعلان کر دیا آج اس کو نجات ملے گی جو بیت اللہ میں داخل ہو جائے گا یا ابو سفیانؓ کے گھر داخل ہو جائے گا۔

آپ نہیں سمجھتے ابو سفیانؓ کون ہے۔ ابو سفیانؓ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا خسر ہے۔ ابو سفیانؓ کون ہے، ام المومنین ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کا باپ ہے۔ ابو سفیانؓ کون ہے، کاتبِ وحی، مدبر اسلام حضرت امیر المومنین معاویہؓ کے والد ماجد ہیں۔ خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے، امام الکونین صلی اللہ علیہ وسلم نے اس ابو سفیانؓ کے گھر کو یہ شرف بخشا ہے جو ابو سفیانؓ کے گھر میں داخل ہوا اُسے بھی معافی ہے۔ جو بیت اللہ میں آ جائے اُسے بھی امان ہے۔

میں عرض یہ کر رہا ہوں کہ چند دنوں میں پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک معاشرہ تشکیل دے دیا۔ ایک ماحول تیار کر لیا۔ ایک پارٹی اور جماعت تیار کر لی۔ جس کے ایمان میں کوئی شبہ نہیں تھا۔ جس کے تقویٰ میں کوئی شک نہیں تھا۔ جس کی پرہیز گاری میں کوئی شک نہیں تھا۔ جو خلوص کے ساتھ نبوت کے ہاتھ پہ ہاتھ رکھ کر میدان میں آئی تھی۔ جس نے اپنے دودھ پیتے بچے نیزوں کی نوک پر رکھ کر کٹوا دیئے۔ وہ جماعت آج میدان میں اُتر چکی ہے۔ معاشرہ تشکیل پا چکا ہے۔ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم انقلاب برپا کر چکے ہیں۔ انقلابی جماعت معرضِ وجود میں آ چکی ہے۔ وہ کفر کو لوہے کے چنے چبوانے کے لئے شب و روز سرگرم عمل ہے۔

مقدس و مطہر جماعت:

گرامی قدر! یہ کیسی مقدس جماعت تھی، کیسا منزّہ ماحول تھا۔ اس جماعت نے جب کمان سنبھال لی، مکہ لے کے آپ کے حوالے کیا۔ اس جماعت نے جب میدان سنبھال لیا، قیصر آپ کے حوالے کر دیا۔ کسریٰ آپ کے حوالے کر دیا۔ قبرص جیسا جزیرہ فتح کر کے معاویہ بن ابی سفیانؓ آپ کے حوالے کرتے ہیں۔ افریقہ کا جنگل خالی کر کے، اسلام کا علم لہرا کے، جامع مسجد تعمیر کر کے، اسلامی نظام کا اعلان کر کے آپ کے حوالے کرتے ہیں۔

ایسی مقدس جماعت تھی، جس نے دجلہ عبور کیا۔ یہ کیا منزہ جماعت ہے، دریا جس کے لئے راستہ چھوڑتا ہے۔ یہ کیسی جماعت ہے، جس کا حکم مان کے نیل پانی چھوڑتا ہے۔ یہ کیسی جماعت ہے کہ جس کے وجود پہ جنگل کے درندے پہرہ دیتے ہیں۔ یہ کسی مقدس جماعت ہے کہ جس کا آرڈر سن کر افریقہ کے درندے جنگل خالی کر دیتے ہیں۔ یہ کیا منزہ و مطہر جماعت ہے، کیسی پاکیزہ جماعت ہے کہ یہ جس جانب رُخ کرتی ہے، کفر کے تخت اُلٹ دیتی ہے۔ جس جانب رُخ کرتی ہے، کفر کے تودے گرا دیتی ہے۔

کفر لرزہ براندام:

یہ کیسی مقدس جماعت ہے، جس جانب رُخ کرتی ہے، کفر کے ایوانوں میں لرزہ طاری کر دیتی ہے۔ یہ کیا مقدس جماعت ہے، کیا منزہ جماعت ہے، جس نے آناً فاناً چند دنوں میں پوری کرۂ ارض پر علم جہاد لہراتے ہوئے اپنی قوت و شوکت منوائی۔

یہ کیا مقدس جماعت تھی، جو پیغمبر ﷺ نے تشکیل دی۔ پریشانیاں برداشت کر کے اس جماعت کو تشکیل دیا۔ مصائب جھیل کے اس جماعت کو معرضِ وجود میں لائے۔ اس جماعت نے آنے والے وقت پر لرزہ طاری کر دیا۔ اس جماعت نے آنے والے وقت میں نبوت کی صداقت کی دلیل بن کر کفر پہ حجت پوری کر دی۔ اس جماعت نے آنے والے وقتوں میں پیغمبر ﷺ کے دین کو کرۂ ارض میں پھیلانے کے لئے رات دن ایک کر دیا۔

میری جنگ کن کیخلاف ہے:

میرے واجب الاحترام سامعین! میں عرض صرف اتنا کرنا چاہتا ہوں کہ عظمتِ صحابہؓ، تحفظ ناموسِ رسالت ﷺ میری زندگی کا ایک جزو بن گیا ہے۔ شب و روز مدحِ اصحابِؓ رسول ﷺ کروں گا۔ رات دن میں ان کے دشمنوں کا نوٹس لئے بغیر نہیں رہوں گا۔ آج اس مقدس جماعت کے خلاف پاکستان کا شیعہ کھلم کھلا تبرّا ازن ہے۔ آج اس منظم جماعت کے خلاف، جو پیغمبر ﷺ پر بچے وار گئی۔ جو نبوت پہ جان وار گئی۔ جو نبوت پہ مال و دولت وار گئی۔

جو پیغمبری پہ وطن وار گئی اور جس نے جان کی پرواہ نہیں کی۔ دریاؤں کا راستہ آیا، کود گئی۔ جس نے جان کی پرواہ نہ کرتے ہوئے آگ کے شعلے میں چھلانگ لگادی۔ درختوں کے پتے چبانے کا وقت آیا، یہ جماعت کھا گئی۔

آج اس کو طوائف زادہ تبرّا کرے، سنّیت اپنی غفلت کی چادر نہ اُتارے، میں کہتا ہوں کہ اس سُنّی کی زندگی پہ لعنت ہے جو ایسے حالات میں بھی نہ جاگے گا۔

تم لاکھ کوئی غیر ملکی طاقت بتلاؤ لیکن ہمیں ملک بہر حال عزیز ہے، پر صدیقؓ سے زیادہ عزیز نہیں۔ عمرؓ سے زیادہ عزیز نہیں۔ عثمانؓ سے زیادہ عزیز نہیں۔ ہم صدیقؓ کی دستار کا تحفظ کریں گے اور محض زبانی نہیں۔ میں آج پوری جرأت کے ساتھ اس بات کا اعلان کرتا ہوں کہ اگر سرزمینِ جھنگ پر آج کے بعد کسی ذاکر نے تبرّا کیا تو وہ اپنا انجام دیکھے بغیر جھنگ کی حدود سے باہر نہیں جا سکے گا۔

انجمن سپاہِ صحابہؓ کے نام سے ایک تنظیم حلف دے کر معرضِ وجود میں آچکی ہے، وہ اصحابِؓ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و ناموس کا تحفظ کرے گی اور ان شاء اللہ کرے گی۔ طاقت و جرأت کے ساتھ کرے گی۔ میں جھنگ کے نوجوان کو دعوتِ فکر دوں گا کہ بڑی سے بڑی تعداد میں وہ انجمن سپاہِ صحابہؓ کا رُکن بن کے اپنی زندگی سنوارے۔ موت کا ایک دن متعین ہے۔ ہر حال میں آجائیگی۔ دیوار کے نیچے دب کے انسان مر سکتا ہے۔ ایکسیڈنٹ میں اس کی روح قفسِ عنصری سے پرواز کر سکتی ہے۔ قتل ہو سکتا ہے۔ معاشقہ بازی میں اس کی جان ضائع ہو سکتی ہے۔ کتنا مقدس ہو سکتا ہے، کتنا مبارک ہوگا وہ انسان کہ جس کی جان عمرؓ کی عزت و ناموس کا تحفظ کرتے ہوئے صَرف ہو جائے۔

میں محض زبانی جمع خرچ نہیں کر رہا ہوں۔ شیعت کان کھول کے سن لے۔ حکومت بھی اپنے کان کے پردے ہٹا کے میری بات کو سن لے۔ محض شعلہ نوائی نہیں۔ محض ہوا میں بات نہیں کر رہا ہوں۔

الحمدللہ! سنّیت اپنے آپ کو منظم کر چکی ہے۔ اگر آپ امن چاہتے ہیں تو یکم محرم سے

لے کر دس تک کوئی ذاکر اگر تبرّا کرے گا تو اس کا انجام دیکھنا پڑے گا۔ اگر نہیں کرے گا تو وہ جانے اس کا مذہب جانے۔ آپ کا کیا خیال ہے؟ ٹھیک مطالبہ ہے میرا؟ (ٹھیک ہے)۔

آخر میں یہ بھی کہتا جاؤں کہ اصحابِ پیغمبر ﷺ پر تبرّا کرنے والا کوئی بھی کسی لمحہ، کسی گھڑی، کسی ٹائم، کسی وقت، مسلمان نہیں ہو سکتا۔ مسلم زبان اپنے پیغمبر ﷺ کے جانثاروں کے خلاف نہیں بک سکتی۔ وہی زبان غلاظت بکے گی جو متعہ کی زبان ہے۔ وہ زبان بکے گی جو مادر پدر آزاد ہے۔ وہ زبان بکے گی جو طوائف کی کوکھ سے جنم لینے والی زبان ہے۔ وہ زبان بکے گی کہ جس زبان کو شراب شب و روز لگی ہوئی ہے۔ قطعاً کوئی مسلم اصحابِ پیغمبر ﷺ کے خلاف نہیں بھونک سکتی۔

میرا صرف اعلان ہی نہیں چیلنج ہے کہ شیعہ قطعاً مسلم فرقہ نہیں۔ اس کے کفر میں قطعاً کوئی شبہ نہیں۔ اونچی آواز سے کہیئے...... کافر کافر شیعہ کافر۔

اللہ گواہ ہے۔ میں کوئی طاقت نہیں سمجھتا۔ آپ بیدار ہو جائیں، اللہ آپ کے ساتھ ہے۔ میں نے بات ذمہ داری کے ساتھ کہی ہے۔ شیعہ "مسلم" فرقہ نہیں ہے۔

بنیادی کتاب ہے قرآن حکیم۔ شیعہ کی تمام کتب اصول کافی سمیت اس قرآن کو قرآن نہیں مانتیں۔ اس کتاب کو کتاب نہیں مانتیں۔ شیعہ کا ملعون مجتہد مولوی مقبول حسین دہلوی قرآن کے حاشیہ پہ لکھتا ہے یہ قرآن شراب خور خلفاء کی لکھی ہوئی کتاب ہے۔

(لعنت...... لعنت...... شیعوں پہ لعنت)

شیعہ کی فصل الخطاب فی تحریف کتاب رب الارباب میں قرآن کے غیر مکمل ہونے کا اعلان کیا ہے۔

اصول کافی میں اس قرآن کو نامکمل کتاب کہا گیا ہے کہ یہ بدلی ہوئی کتاب ہے۔ اصل نہیں ہے۔

جلاء العیون میں شیعوں نے لکھا ہے کہ یہ کتاب اصل نہیں ہے، یہ تو غلط کتاب ہے۔ اصل کتاب امام مہدی (فرضی) کے پاس ہے۔

مولوی فرمان علی شیعہ مجتہد کے ترجمہ قرآن حاشیہ پر لکھا ہے کہ یہ قرآن اصل قرآن نہیں ہے۔ اصل قرآن (فرضی) امام مہدی کے پاس موجود ہے۔

احتجاج طبرسی شیعہ کی معتبر ترین کتاب ہے۔ اس میں لکھا ہوا ہے۔ یہ قرآن اصل قرآن نہیں ہے، اس کی آیتیں غلط ہیں۔ اس میں کفر کے ستون کھڑے کر دیئے گئے ہیں۔ اس میں سے اماموں کے نام نکال دیئے گئے ہیں۔

کون بد بخت و پاگل کہتا ہے کہ شیعہ مسلم فرقہ ہے۔ کوئی سیاستدان ووٹ کی پرچی کی خاطر چیخ مارتے ہیں۔ ایسی کتب، پر پابندی نہیں ہے۔

شیعیت کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ شیعہ کو غصہ لگتا ہے، عدالت میں آئے۔ گورنمنٹ کو غصہ لگتا ہے، عدالت میں آئے۔ شیعوں کو شرعی عدالت میں کھڑا کرے، اگر ہم شیعوں کو غیر مسلم ثابت نہ کر سکیں تو ہمیں گولی ماردی جائے۔ لیکن کون آئے گا عدالت میں؟ یہ ہیجڑا حکومت؟ یہ لائے گی؟ جس نے ایرانی گماشتے رہا کیے۔ وہ ایرانی گماشتے جنہوں نے سُنّی بچیوں کی عفت رات کے گیارہ بجے تک لوٹی۔ ہائے سنّیت! اگر تو نے اپنی ماں کا دودھ پیا تو تجھے غیرت سے تڑپ جانا چاہئے تھا۔ تُو مجھے ووٹ پیش کر رہا ہے، تُو مجھے کہتا ہے امن، امن۔ چالیس سال ہو گئے، تیرے اس ملک کو بنے ہوئے۔ آج تک کبھی یہ بدامنی سے پاک ہوا ہے۔ اونچی آواز سے بتلایئے۔ ہر دن بدامنی ہے یا نہیں؟

ایک دن بھی اس ملک میں نہیں آیا۔ آخر اس کی وجہ کیا ہے؟

جو آیا، لٹیرا آیا

جو آیا، غدا آیا

جو آیا، ملک کا باغی آیا

جو آیا، نبوت کا دشمن آیا

جو آیا، امریکہ کا ٹاؤٹ آیا

ملک کی قسمت کیسے بدلتی؟

مذہب پہ قطعاً یہ نہ کہو وہ نہ کہو۔ سن لیجئے! میں اس ضابطے پہ لات مارتا ہوں، جو مجھے صدیقہؓ کی عفت بیان کرنے سے روکتا ہے۔

اللہ گواہ ہے، یہ حکومت تحفظ کرے گی آپ کے نظریات کا؟ کہ جس نے ایران کے گماشتے چھوڑے، جو اسلحہ لے کے آئے تھے۔ دستی بم لے کے آئے تھے۔ اسٹین گنیں لے کے آئے تھے۔ ملک کی جڑیں کھوکھلی کرنے کے لئے آئے تھے۔ انہوں نے انہیں رہا کیا یا نہیں کیا؟ آپ کو داستانِ ظلم معلوم نہیں ہے۔ وہ شیعہ غنڈہ لڑکیوں کے کالج میں داخل ہوا ہے۔ اس نے چُن چُن کے سُنّی بچیوں کی عفت برباد کی ہے۔ جایئے کوئٹہ خون کے آنسو رو رہا ہے۔ حالات کا جائزہ لیجئے، یہ معلومات حاصل کیجئے۔ انتظامیہ مقامی حالات پر کنٹرول نہیں کر سکی۔ بالآخر فوج کو طلب کرنا پڑا۔ میں ان لوگوں کو مسلمان مان لوں، کیا خیال ہے؟

کیا خیال ہے آپ کا، ان لوگوں کو مسلمان مان لیا جائے جن کا قرآن پر ایمان نہیں اور مسلم کی عزت کا تحفظ کرنے کو تیار نہیں ہیں۔ ایران سے محض ملک کی جڑیں کھوکھلی کرنے آئے تھے۔ ایران میں جلوس نکلتا ہے، جلوس کے اختتام پر ایک کتا ہوتا ہے، اس کی دُم پہ لکھ دیتے ہیں پاکستان۔

ایک عرصہ تک ایک اشتہاری جماعت بھی کہتی رہی ہے امام خمینی...... جانتے ہیں آپ اشتہاری جماعت کو؟ ایک عرصہ تک اس نے بھی کہا ہے امام خمینی، امام خمینی...... کیا دجل ہے، کیا فریب ہے۔

جس کا ایمان آپ سے نہیں ملتا
جس کا کلمہ آپ سے نہیں ملتا
جس کا قرآن آپ سے نہیں ملتا
نماز آپ سے نہیں ملتی
روزہ آپ سے نہیں ملتا
حج آپ سے نہیں ملتا

زکوٰۃ آپ سے نہیں ملتی

عشر آپ سے نہیں ملتا

صحابہؓ آپ سے نہیں ملتے

اس قرآن پہ وہ یقین نہیں رکھتے، وہ آپ کے امام ہیں؟؟......

کوڑیوں میں بکنے والی قوم:

چلو بھر پانی لے کے ڈوب مرو۔ کوڑیوں میں بکنے والی قوم، عقل و خرد سے تہی دست و تہی دامن۔ ایک عرصہ تک لوگوں نے کہا امام امام......اور اب پھر شرم آئی اپنی پبلک سے، اپنے ملک سے۔ پھر کہنا پڑا کہ اب تو وہاں سنیّوں پہ بڑا ظلم ہو رہا ہے۔ ہم اوّل دن سے، کہتے تھے کہ خمینی درندہ ہے۔ وہ قطعاً کوئی اسلامی انقلاب نہیں لایا۔ وہ کھلم کھلا اعلان کرتا ہے۔ پچھلے دنوں لاہور میں ایرانی سفارت خانے نے دعوت نامہ شائع کیا۔ یہ دعوت نامہ میں نے پڑھا ہے اور میں پیش کر سکتا ہوں۔ اس میں لکھا ہوا ہے کہ دو ہزار سال بعد خمینی ایران میں اسلام لایا ہے۔ اس نے دو ہزار سالہ شہنشاہیت کو ختم کیا ہے۔ کوئی پوچھتا اس جہنمی گتے سے کہ ایران فاروق اعظمؓ نے فتح کیا تھا۔ کیا یا نہیں کیا؟ (کیا تھا)۔ تاریخ بتلاتی ہے یا نہیں بتلاتی؟ (بتلاتی ہے)۔ لیکن یہ انکار کرتا ہے فاروق اعظمؓ کی فتح کا۔ اسے یہ بھی نہیں معلوم کہ شہر بانو کہاں سے آئی تھی۔ کون لایا تھا؟ اس کو ان واقعات میں کوئی دلچسپی ہی نہیں ہے۔ جو منہ میں بک دیا۔ جو دل میں بات آئی، منہ سے اُگل دی۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی گستاخی:

میرے واجب الاحترام سامعین! میں عرض کیا کر رہا ہوں کہ میں شیعت کو مسلمان نہیں مانتا۔ آپ مانتے ہیں؟ (نہیں)۔ جس کا قرآن پر ایمان نہیں ہے، وہ مسلمان ہو سکتا ہے؟ جس نے اس قرآن کو شرابیوں کی کتاب کہا ہے، وہ مسلمان ہو سکتا ہے؟ (نہیں)۔

توجہ کیجئے! بات کو اختتام پذیر کردوں۔ شیعت نے صرف قرآن ہی کا انکار نہیں کیا۔ آمنہ کے لختِ جگر کی شرافت، دیانت، عفت، سچائی، مولائیت کا انکار کرتے ہوئے حق الیقین کا مصنف ملا باقر مجلسی لکھتا ہے کہ سب سے پہلے جس دن مہدی غار سے باہر آئیں گے تو جو شخص (فرضی) مہدی کے ہاتھ پر بیعت کرے گا، وہ محمد رسول اللہ (ﷺ) ہوگا (نعوذ باللہ)۔

(شیعوں پہ لعنت......لعنت) اونچی آواز سے لعنت کیجئے۔ یہ بد بخت و ناعاقبت اندیش قوم ہمارے دروازوں پر بلا روک ٹوک رقص کرے، میں اس کو برداشت کرلوں؟ اور بکے یہ کہ شیعہ سنی بھائی بھائی ہیں۔ ہم اس دجل و فریب میں کبھی نہیں آئیں گے۔ واضح لفظوں میں کہتا ہوں جھنگ کی سرزمین اصحابِ رسول ﷺ پر تبرّا بھول جائے۔ بھول جانا چاہئے یا نہیں؟

ہماری اس تحریک کے بعد راستہ میں کوئی ایم این اے آیا، رگڑا جائے گا۔ کوئی ایم پی اے آیا، مسل دیا جائے گا۔ کوئی سیاستدان آیا، اُڑا دیا جائے گا۔ کسی مولوی نے رکاوٹ بننے کی کوشش کی، ہم ٹھڈے مار کے نکال دیں گے۔

خبردار:

کوئی مسجد اب اصحابِ پیغمبر ﷺ پر کیئے گئے تبرّے کے خلاف احتجاج کرنے سے نہیں رُکے گی۔ آج کے بعد میں اعلان کرتا ہوں، جھنگ کی سرزمین پر شیعہ نے تبرّا کیا اور مولوی جس نے مسجد سے آواز نہ اُٹھائی، ہم جرأت سے اس کو مسجد سے نکال کے باہر پھینک دیں گے۔ انجمن سپاہِ صحابہؓ اس مولوی کا گھیراؤ کرے گی، جو اس ظلم کے خلاف احتجاج نہیں کرے گا۔ ٹھیک ہے یا نہیں؟ (ٹھیک ہے) جو ہمارے راستے میں آئے گا، ہم اُڑا دیں گے۔

صبر کا پیمانہ لبریز ہو چکا ہے۔ کیا پاکستان کی زمین اس لئے لی گئی ہے کہ یہ ازواجِ نبی ا پر تبرّا کرے۔ اصحابِ رسول ﷺ پر (معاذ اللہ) لعنت بھیجے۔ اس لئے یہ زمین لی گئی ہے۔ میں یہ عرض کررہا ہوں کہ جس نے خاتم الانبیاء کو (فرضی) مہدی کا مرید کہا ہے، وہ

کافر ہے یا نہیں؟ اونچی آواز سے کہو ہے یا نہیں؟ (ہے)۔

اہل سنت بریلوی حضرات سے دست بدستہ عرض کرتا ہوں۔ تمہیں پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے سچی محبت ہے تو اس کفر کے خلاف آواز اُٹھاؤ۔

حق الیقین واضح طور پر اعلان کرتی ہے، حوالے کا ذمہ دار ہوں۔ فارسی زبان میں ہے۔ جو فارسی سمجھتے ہوں، دکھا سکتا ہوں۔ اب بھی میرے پاس یہی کتاب موجود ہے۔ جس کا دل چاہے دیکھ لے۔ میں اختصار کے ساتھ کہتا ہوں۔ کتاب نہیں کھولی کہ وقت زیادہ لگ جائے گا، وہ کہتا ہے کہ سب سے پہلے جو شخص مہدی کے ہاتھ پر بیعت کرے گا، وہ محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) ہوگا۔ تو جو بیعت کرتا ہے وہ مرید ہوتا ہے یا نہیں ہوتا؟ جس کے ہاتھ پر بیعت کی جاتی ہے، وہ مرشد ہوتا ہے۔ جو بیعت کرتا ہے، وہ مرید ہوتا ہے۔ اس نے میرے آقا، میرے سردار، میرے سرتاج الاولین والاخرین سیدنا محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم کو مہدی کا مرید لکھا ہے۔ کیا اب بھی اس کے کفر میں کوئی شک ہے؟ جواب دیجئے؟ (کوئی شک نہیں)

آخری بات:

تیری غیرت کو للکارتے ہوئے، تجھے تیری ماں کے دودھ کا واسطہ دیتے ہوئے، اگر تیری آنکھ سے حیا نکل نہیں گیا۔ جیسے طوائف کی آنکھ سے نکل جاتا ہے، تو تمہیں تمہارے حیا کا واسطہ دے کر کہتا ہوں، تیری سفید داڑھی کا واسطہ دے کے کہتا ہوں، تیرے ضمیر کو جھنجھوڑ کے کہتا ہوں کہ تُو توجہ کر، شیعت کتنا بڑا کفر ہے اور کتنے کفریات رکھتی ہے۔

شیعہ کی معتبر ترین کتاب اصول کافی جلد تین کتاب الایمان والکفر میں واضح لفظوں کے ساتھ حضرت آدمؑ کے کفر کا فتویٰ نہ ملے تو حق نواز کو گولی مار دی جائے۔ اگر اصول کافی میں مجلسی شیعہ نے یہ بات لکھی ہے تو۔

ان کے کفر میں......

ان کے ارتداد میں......

دجل میں......

بے حیائی میں ......

بدمعاشی میں ......

مجھے کوئی شبہ نہیں ہے......

انتظامیہ بھی کان کھول کے سن لے کہ ہمارا راستہ روکنے کے پروگرام مت بناؤ ورنہ اب سنّیت ٹکرانے کی پوزیشن میں اُتر چکی ہے۔

ظلم اور مظلومیت کو دیکھو

کفر اور اسلام کو دیکھو

حق اور باطل کو دیکھو

محض خالی ذاتی انا اور ذاتی قلم کے زور پہ ہمارا راستہ روکنے کے پروگرام مت بناؤ۔ ورنہ تمہیں شدید ترین ردِ عمل کا سامنا کرنا پڑے گا۔ (ان شاء اللہ)

میرے واجب الاحترام سامعین! آخر میں، میں آپ سے وعدہ لیتا ہوں۔ کلمہ پڑھ کے وعدہ کیجئے کہ آپ تعزیہ اور جلوس دیکھنے کیلئے نہیں جائیں گے۔ ہاتھ کھڑا کر کے، کلمہ پڑھ کے وعدہ کیجئے کہ آپ تعزیہ اور جلوس دیکھنے نہیں جائیں گے۔ کوئی سُنّی بچی نہیں جائے گی۔ کوئی سُنّی بہن نہیں جائے گی۔ آپ دوست احباب، کو روکنے کا بھی وعدہ کیجئے کہ آپ ان کو بھی روکیں گے۔

اگر آپ کو میری بات سمجھ میں آئی ہے تو غیرت کرتے ہوئے یہ بات سنبھال لیجئے تاکہ سنّیت سربلند ہو اور رفض سرنگوں ہو جائے۔ اگر بات سمجھ نہیں آئی تو آپ کا یہ کارکن، یہ خاکسار ہر میدان میں آپ کو بات سمجھانے کے لئے حاضر ہے۔

اللہ آپ کو اور مجھے حق کہنے کی، حق پہ عمل کرنے کی، حق پہ چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

......ربنا تقبل منا انك انت السميع العليم ......

تین کا انکار

ایک کا اقرار کیوں؟

امیر عزیمت مولانا حق نواز جھنگوی شہیدؒ

اللہ نے زینت بخشی ہے افلاک کو روشن تاروں سے

اسلام نے عزت پائی ہے محبوب خدا کے یاروں سے

ہوتے ہیں خفا کیوں پوچھو تو ذرا اغیاروں سے

تعریف صحابہؓ ثابت ہے قرآن کے تیسوں پاروں سے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خطبہ مسنونہ کے بعد!

گرامی قدر سامعین اور عزیز نوجوانو!...... آج میری گذارشات وہی ہوں گی۔ جو میری زندگی کا مقصد حیات ہیں...... آج سے پچاس سال پہلے ایک کتاب ''کلید مناظرہ'' چھپی تھی اور آج لاہور سے بھی چھپ رہی ہے...... پچاس سال پہلے برطانیہ کے دور حکومت میں اس کا ملعون مصنف اس کے صفحہ گیارہ پر لکھتا ہے کہ

''سرکار برطانیہ خلق اللہ سلطنتہ'' کہ اللہ برطانیہ اور انگریز کی حکومت ہمیشہ قائم ودائم رکھے۔

اس نے یہ دعائیہ کلمات لکھنے کے بعد کتاب کے مختلف صفحات پر جو اس نے زہر اگلا ہے، وہ کفر بکا ہے، جو اتنا غلیظ ہے کہ پڑھتے اور سنتے ہوئے کلیجہ منہ کو آتا ہے...... کتاب میں ایک جگہ یہ انگریز کا ایجنٹ کتا لکھتا ہے کہ...... ''ام المومنین عائشہ صدیقہؓ اور غلام احمد قادیانی ایک ہی قسم کے لوگ ہیں'' (نعوذ باللہ)

ایک جگہ اس کتاب میں تحریر کرتا ہے کہ ''عمرؓ بن خطاب نے مرتے دم تک شراب نہیں چھوڑی'' اور اس دور میں بھی چھپ رہی ہے...... جس دور میں حکومت اسلام، اسلام کا نام لیتے ہوئے تھکتی نہیں...... اس دور میں چھپ رہی ہے...... اس دور میں یہ لٹریچر پاکستان میں تقسیم ہو رہا ہے۔

''کلید مناظرہ'' پر پابندی لگائی جائے:

بیاسی میں یہ چھپی...... آج پچاسی آ گیا...... اب تک اس کیلئے کوئی قانون اور ضابطہ لاگو نہیں ہوا...... اس کتاب کو احتجاج کے باوجود ضبط نہیں کیا...... میں آج پوری شدت کے ساتھ اس نمائندہ اجتماع میں اس کتاب کی ضبطی کے متعلق مطالبہ کرتا ہوں اور آپ کی ایمانی غیرت کا واسطہ دے کر اس کو للکار کر کہتا ہوں کہ اگر آپ کے بازوؤں میں جان ہے...... اگر آپ کی جوانی کام لگ سکتی ہے کہ آپ ایسے حالات پیدا کر دیں کہ گورنمنٹ اس قسم کے

لٹریچر کو ضبط کرنے کیلئے گھٹنے ٹیک دے۔

میں نے کوئی غلط بات نہیں کی ہے...... میں نے اصولی بات کی ہے...... میں نے تو خالص ایمان اور عقیدہ کی بات کی ہے...... چاہے میرا باپ بھی اقتدار پر ہو وہ نہیں کریگا تو میں اسکو بھی للکاروں گا...... نہ میں نے غلط بات کہی ہے محض زبانی دعووں سے تو کچھ نہیں...... عمل بہر حال دیکھنا ہوگا کہ ہمارے ملک میں ہوتا ہے کیا؟...... یہ اس قابل ہے کہ نہیں کہ اسے ضبط کر لیا جائے۔

خرافات ہی خرافات:

توجہ کیجئے۔ اسی غلیظ کتاب میں اسی کتاب کا ملعون مصنف ایک جگہ یہ بھی بھونکتا ہے کہ...... کہتا ہے کہ...... "معاویہ بن ابی سفیان کی نانی...... دادی اور ماں زنا کار اور فاحشہ عورتیں تھیں......" (معاذ اللہ)۔

زبان لرزتی ہے...... اس کفر کو بیان کر کے...... کیوں کہ میں غیرت دلانا چاہتا ہوں...... مطالبہ کرنا چاہتا ہوں کہ یہ کتاب ضبط کی جائے...... اگر یہ پیش نظر نہ ہوتا...... اگر یہ مطالبہ نہ کرنا ہوتا تو نہ اس کے اقتباسات پڑھتا، نہ پڑھنے کو جی چاہتا تھا، نہ ایمان اس کو پڑھنے کی اجازت دیتا تھا، نہ عقیدہ اس کی اشاعت کی اجازت دیتا ہے...... لیکن مجبوری کے تحت عرض کر رہا ہوں کہ حکومت ہوش کے ناخن لے...... اور اس قسم کے لٹریچر کی ضبطی کا فوراً اعلان کرے...... کیوں کہ یہ کتاب تقسیم ہو رہی ہے اور ہزاروں کی تعداد میں تقسیم ہو رہی ہے......

میں آپ سے کہنا چاہوں گا کہ کیا ان حالات میں ہمیں حق پہنچتا ہے کہ ہم اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدح گلی گلی میں عام کریں؟

پیغمبر کی ازواج پر تبرا:

کراچی سے فرمان علی راشدی کا ترجمہ قرآن چھپا ہے جس کے اٹھارویں پارے میں الخبیثات للخبیثین والی آیت پر یہ تحریر کرتا ہے کہ "یہ حقیقت اپنی جگہ ثابت ہے کہ نبی آخر الزماں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تمام بیویاں پاک سیرت نہیں ہیں"۔

قرآن کے حاشیہ پر اور ترجمہ قرآن پاکستان میں تقسیم ہو......اس نظریاتی مملکت میں جسے اسلام کے نام پر لیا گیا ہے۔

آج کسی وزیر کی بیوی کے خلاف بیان نہیں چھپ سکتا ہے......صدر مملکت کی بیوی کے خلاف بیان بازی نہیں ہو سکتی ...... کسی وڈیرے کے خاندان کے خلاف بات نہیں چھپ سکتی......لاوارث ہیں تو پیغمبر کی ازواج ہیں ...... لاوارث ہیں تو اصحاب پیغمبر ہیں ...... کائنات کا جو درندہ...... جو غدار...... جو گدھا......الو کا پٹھہ اٹھتا ہے، زبان کھولتا ہے......وہ ازواج پیغمبر کے خلاف اصحاب رسول کے خلاف ،مولویت چادر تان کر سو گئی......سنیت چادر تان کر سو گئی ...... نہ اس نے دشمن کے لٹریچر کا مطالعہ کیا......نہ اس کے سد باب کیلئے کوئی پروگرام طے کیا۔

افسوس کہ سنی کے کان پر جوں تک نہیں رینگی :

اس کے برعکس صدیق کا دشمن عدالتوں کا گھیراؤ کر رہا ہے، صدیق کا باغی اسمبلی ہال کا گھیراؤ کر رہا ہے......اس کے آدمی اسمبلی میں پہنچ چکے ہیں ......فقہ جعفریہ کے نام سے اس نے ہنگامہ مچا رکھا ہے......فقہ جعفریہ کے نام سے ملک میں اتنی فتنہ پروری ہو رہی ہے...... فقہ جعفریہ کے نام سے ملک میں انتشار پھیل رہا ہے......اصحابؓ رسول کے خلاف تبرا بازی کو عام کرنے کے لئے پروگرام بنائے جا رہے ہیں ......لیکن ہم لمبی چادر تان کر سو گئے......

رب ذوالجلال کی قسم، اگر ہم نہ جاگے تو خالق اکبر کے قہر کا انتظار کیجئے کہ ہم سب زندہ زمین میں گاڑ دیئے جائیں......(ہم سب اس لئے نہیں تھے کہ ہماری زندگیوں میں نبیوں کے صحابہ کی بارگاہ میں نام لے کر تبرا کی جائے)......ہم اس لئے نہیں تھے کہ ہماری زندگیوں میں پیغمبر کی ازواج پر تبرا کیا جائے ہم اس لئے نہیں تھے کہ......ہماری زندگیوں میں عمر بن خطاب کو جہنمی کتا لکھا جائے......ہم اس لئے تو پیدا نہیں ہوئے تھے کہ ہماری زندگی میں حضرت فاروق اعظمؓ کی مقدس ہستی کے متعلق لکھا جائے کہ اس نے ساری زندگی شراب نہیں چھوڑی۔

ہم اس لئے تو پیدا نہیں ہوئے تھے کہ ہماری زندگی میں اس جماعت کی دستار کو اچھالا

جائے......اس جماعت کی پگڑی اچھالی جائے......جس جماعت کے وجود کی چمڑی ادھیڑ دی گئی......جس جماعت نے اپنے خاندان سے بغاوت کی......نبوت کی عزت و ناموس کیلئے......جس جماعت نے وطن چھوڑا خالق اکبر کی کبریائی کیلئے......جس جماعت کے ہاتھوں میں کیل گاڑ کے گرم زمین پر لٹا دیا گیا......جس جماعت نے خندقیں کھودیں......پیٹ پر پتھر باندھ کر جہاد کیا......جس جماعت نے وطن سے بے وطنی اختیار کی......جس نے اپنے دودھ پیتے بچے نیزوں کے سامنے رکھ کر اڑوا دیئے ہوں......جس جماعت کے افراد کو انگاروں پر لٹا دیا گیا ہو......جس جماعت نے درختوں کے پتے کھا کر تیرے پیغمبر کے پیغام کو......خالق اکبر کی ثنا کو گلی گلی عام کیا......جس جماعت نے تجھے ایران لے کے دیا......جس جماعت نے قبرص لے کر دیا......جس جماعت نے بیت اللہ لے کر دیا......جس جماعت نے بیت المقدس لے کر دیا......جس نے قیصر و کسریٰ لے کر دیا......اس جماعت کے خلاف آج کائنات کا میراثی......ہیرا منڈی کی طوائفہ کی کوکھ سے جنم لینے والا کتا بھونکتا ہے......تیری زبان گم کیوں نہیں ہوتی؟ تیرا قلم نہیں ٹوٹتا......تیرا قدم نہیں ٹھٹکتا......تیری اپنی لڑائی نہیں رکتی......تیرا اپنا انتشار نہیں ختم ہوتا......تیری انا کے مسئلے ہیں......تیری ذاتیات ہیں......تیری مجالس میں اختلاف ہے......تیری مساجد میں اختلاف ہے......خالق تجھے زندہ کیوں نہ تباہ کر دے......کہ تو اس لئے دنیا میں نہیں آیا تھا کہ تیری زندگی میں تیری انا کا شکار محمدؐ کی جماعت ہو جائے؟

ایک دوسرے کی عزت سے نہ کھیلے؟

افسوس کہ ایک مولوی اسٹیج پر کھڑا ہے، دوسرا اس کی پگڑی اچھال رہا ہے......ایک مولوی منبر پر تقریر کر رہا ہے......دوسرا کمرہ میں بیٹھا اس کی غیبت کر رہا ہے......مولوی کی بات چھوڑیئے......آپ دکان سے مولویوں کی پگڑیاں اچھال رہے ہیں......آپ ہر جگہ ایک دوسرے کی غیبت میں لگے ہوئے ہیں......انتشار و فراق کی آگ میں اپنے آپ کو بھی جلا رہے ہیں......اور اپنی آنے والی نسل کو بھی تباہ کر رہے ہیں......حضرت مولانا غلام ربانی

صاحب بھی موجود ہیں ...... میں ان کا بچہ ہوں ...... میں انہیں کہنا چاہتا ہوں کہ ایک بیٹا کبھی اپنے باپ کے حق میں کلمہ خیر نہیں کہتا اگر وہ اس کیلئے جائیداد نہ چھوڑ گیا ہو...... یہ تو ٹھیک ہے کہ زبان درازی سے باز رہے گا...... لیکن کلمہ خیر کہنے سے بھی باز رہے گا۔

ہمارے اکابر نے آپ کیلئے راہ ہموار کی تھی ...... جب ہمارا وقت آیا ...... ہماری جائیدادیں تباہ کردی گئیں ...... ہمارے سٹیج تباہ کردیئے ...... ہماری جگہ تباہ کردی گئی ...... ہمارا پروگرام تباہ کردیا گیا...... ہم آپ کے بچے ہیں آپ ہمارے باپ ہیں، زندہ ہیں، اس پودے کو سنبھالیئے اور اصحاب رسول مجروح ہیں اور آپ کے دروازوں پر ان کی روحیں دستک دے رہی ہیں...... کہ اپنے اپنے مسائل چھیڑتے ہو، ہماری عزت وناموس کیلئے بھی آواز اٹھاؤ۔

رب ذوالجلال کی قسم کھا کر کہتا ہوں ...... میرا خالق گواہ ہے کہ میں اوپر اوپر سے نہیں کہہ رہا ہوں ...... پاکستان میں اصحاب رسول کی عزت وناموس کا مسئلہ ہے...... جن کو ماں بہن کی گالیاں دی جارہی ہیں ...... جن کے خلاف زہریلا لٹریچر چھاپا جارہا ہے...... ایران سے خمینی کی سلطنت سے، جس کو ایرانی انقلاب ...... اسلامی قرار دیا ہے...... وہاں سے ابھی تازہ ترین چھپ کر آنے والی کتاب ''جلاء العیون'' ہے جو کھلے لفظوں میں بھونکتی ہے کہ ''عمر بن خطاب کے کفر میں اگر کوئی شک کرے وہ بھی کافر ہے'' پاکستان میں ایرانی لٹریچر داخل کیسے ہوتا ہے...... اسے آنے کون دیتا ہے ...... وہ یہاں آکے زہریلا مواد پیش کیوں کررہا ہے...... اس کو یہاں آنے کی اجازت کس نے دی ...... کیا سرحدات اتنی غیر محفوظ ہیں کہ اس سے اتنا غلیظ لٹریچر آکر پاکستان میں انتشار وافتراق کا بیج بودے ...... اصحابؓ رسول کی مقدس دستار سے کھیلتا رہے...... اور ہم آرام کی نیند سوتے رہیں۔ میں نہیں سمجھتا کہ ہم عوام و ملت کی خدمت کررہے ہیں ...... ان حالات کو سامنے رکھ کر میں نے عرض کیا کہ میرا دل چاہتا ہے کہ میں صاحب معراج ﷺ کی مقدس جماعت کو نذرانہ عقیدت کروں۔

تین کا انکار کیوں؟

مختصر گزارشات کے بعد میری گفتگو کا...... میری معروضات کا عنوان یہ ہے کہ ''تین کا

انکار کیوں ایک کا اقرار کیوں'' ...... دولفظوں میں توجہ کیجئے ...... ابوبکرؓ کا انکار کیوں؟ عمرؓ کا انکار کیوں؟ عثمانؓ کا انکار کیوں؟ علیؓ کا اقرار کیوں؟ اس کو میں نے ان الفاظ کے ساتھ معنون کیا ہے کہ...... تین کا انکار ایک کا اقرار کیوں......؟

تین کا منکر مجھے کہتا ہے کہ...... ہم نے پہلے، دوسرے اور تیسرے کا انکار اس لئے کیا ہے کہ وہ لوگ ہیں کہ جنہوں نے سقیفہ بنی ساعدہ میں سازش کی اور اس خاتم الانبیاء محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جنازہ بے گوروکفن چھوڑ گئے ...... جنازہ تک نہیں پڑھا...... لہٰذا ہم نے ان تینوں کا انکار کر دیا کہ انہوں نے آخری وقت میں محمد ﷺ سے بے وفائی کی ہے...... تین کا منکر مجھے کہتا ہے کہ ہم نے اس لئے انکار کیا کہ ان تینوں نے مل کر سادات کی جائیداد جو فدک کے نام سے معروف تھی، غصب کی تھی، اور حق والے کو حق نہیں دیا گیا۔ اس لئے ہم نے انکار کیا کہ ان تینوں نے مل کر حیدر کرار کی جانشینی پر قبضہ کیا...... ان کی خلافت پر غاصبانہ قابض ہوئے...... حق علی کا تھا کہ وہ خاتم الانبیاء کے بعد بلافصل جانشین بنتے...... لیکن ان کے حق کو ختم کر کے ان کے حقوق کو زائل کر کے ان تینوں نے ان پر قبضہ کیا۔

اس لئے ہم نے ان کا انکار کیا ہے کہ...... یہ تینوں مل کر قرآن کو آگ لگانے والے ہیں...... ان کے دور میں قرآن نذر آتش کیا گیا...... اس لئے ہم نے انکار کیا ہے کہ ان تینوں دور میں کے متعہ جیسی عبادت بند ہوئی...... جب کہ وہ اتنی بڑی عبادت تھی کہ جو مرد اور عورت متعہ کرتے ہیں، اللہ رب العالمین ان کے اس فعل میں برکت دیتے ہیں۔ ایک فرشتہ پیدا کرتا ہے جو تا قیامت ان کیلئے استغفار کرتا رہے گا...... اور اتنی بڑی عبادت تھی یہ متعہ کہ جس نے ایک مرتبہ کر لیا وہ حسینؓ کا درجہ پا گیا...... جس نے دو مرتبہ کیا وہ حسنؓ کا درجہ پا گیا...... جس نے تین مرتبہ کیا...... وہ علیؓ کا درجہ پا گیا...... جس نے چار مرتبہ متعہ کیا وہ محمدؐ کا درجہ پا گیا...... اتنی مرتبہ والی عبادت کو ان اصحاب نے ختم کیا...... معاذ اللہ......

اس لئے ان تینوں کا انکار کر دیا ہے کہ...... یہ تینوں وہی ہیں جنہوں نے تراویح جیسی بدعت کو جاری کیا...... اس لئے ہم ان کے منکر ہیں

مولانا حق نواز جھنگوی کا جواب:

جواب میں آپ کے اس خادم نے...... جواب میں اہل سنت کے اس رضا کار نے کہا کہ......اگر آپ کی ان تینوں کے ساتھ دشمنی کی وجہ یہی واقعات ہیں تو بھی میں کہنا چاہوں گا کہ آیئے اگر یہ تمام الزامات علی بن ابی طالب پہ بھی لگ جائیں......اور اس انداز پہ لگ جائیں، جس انداز سے آپ نے ابوبکر و عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم پر لگائے تو کیا آپ چوتھے کا انکار کریں گے......اگر آپ کہتے ہیں کہ ہم چوتھے کا انکار نہیں کرتے جب کہ الزام ایک جیسے ہیں......اگر یہ الزام ابوبکرؓ پر لگتے ہیں تو......آپ کے طرز کے مطابق یہ الزام میں علیؓ پر لگا کر دکھا دیتا ہوں......اگر آپ الزام عمرؓ پر رکھتے ہیں تو......آپ کے طرز کے مطابق میں یہ الزام علیؓ پر لگا کر دکھا دیتا ہوں......اگر یہ الزام آج حضرت عثمانؓ پر لگتے ہیں تو آپ کے طرز فکر کے مطابق میں یہی الزام آج حضرت علیؓ بن ابی طالب پر لگا کر دکھا دیتا ہوں۔

آخر انصاف بھی کسی چیز کا نام ہے......اگر ان الزامات کی وجہ سے "تین کا انکار" کرنا ہے......تو چوتھے کا بھی انکار کیجئے......تا کہ قوم آپ کو چوراہے پر کھڑا کر کے جوتے مارے......نہیں سمجھ آئی آپ کو میری بات......یہ باتیں کہ آپ کو یہ موضوع سمجھ آ رہا ہے یا نہیں......ابھی وقت ہے ابتداء میں مَیں موضوع بدل دیتا ہوں......تھوڑا آگے نکل گیا تو پھر نہیں بدلہ جائے گا......اگر آپ نے اول سے آخر تک میری گفتگو سن لی تو دنیائے رفض الٹی لٹک جائے......لیکن انشاء اللہ قیامت تک میرے سنی بچے کے استدلال کو توڑ نہیں سکے گا۔

توجہ کیجئے!۔ایک راز یہ تھا کہ ہم تینوں کو اس لئے نہیں مانتے کہ یہ تینوں نبی علیہ السلام کا جنازہ چھوڑ کے چلے گئے......انہوں نے جنازہ تین دن تک نہیں پڑھا......لہٰذا ہم نے انکار کر دیا......میں نے جواب میں کہا کہ اگر ان تینوں نے تین دن تک نہیں پڑھا تو لفظ دن بتلا رہا ہے کہ علیؓ بن ابی طالب نے بھی تو نہیں پڑھا......اگر علیؓ بن ابی طالب نے جنازہ پڑھ لیا تھا تو تین دن تک جنازہ پڑا رہنا کیا معنی......اور اگر تین دن باہر رہا ہے تو معلوم ہوا جہاں تین دن تک ابوبکرؓ نے جنازہ نہیں پڑھا......اسی طرح علیؓ بن ابی طالب نے بھی نہیں

پڑھا...... جیسے عمرؓ نے تین دن جنازہ نبی کا نہیں پڑھا تھا اسی طرح علیؓ بن ابی طالب نے بھی تین دن تک جنازہ نہیں پڑھا...... جیسے عثمانؓ نے تین دن تک جنازہ نہیں پڑھا اسی طرح علیؓ بن ابی طالب نے بھی تین دن تک جنازہ نہیں پڑھا...... جب تین دن جنازے کا پڑے رہنا آپ تسلیم کرتے ہیں تو گویا یہ بات بھی تسلیم کرنا ہوگی کہ نہ ان تینوں نے جنازہ پڑھا نہ چوتھے نے جنازہ پڑھا اور فعل کی بناء پر تین کیلئے تبرا کیوں اور ایک کیلئے نعرہ یا علی مدد کیوں...... آخر کوئی وجہ تو بتلائیں؟ کیا انصاف بالکل دنیا سے رخصت ہو گیا ہے؟ اگر یہی جرم تھا، اور کوئی گناہ نہ تھا، یہی غلطی تھی، یہی کوتاہی تھی، کوئی خامی تھی تو...... معاذ اللہ...... اس میں سارے برابر کے شریک ہیں...... ان تینوں نے بھی جنازہ نہ پڑھا...... اس چوتھے نے بھی جنازہ نہیں پڑھا تو پھر سب کو برابر رکھئے اور چوک میں کھڑے ہو کر اعلان کیجئے کہ آپ کوئی اور نسل ہیں...... آپ کا تو کسی ایک سے بھی تعلق نہیں ہے......

حضرت علیؓ بھی برابر کے شریک ہیں:

توجہ کیجئے! اسی طرح میں یہ کہتا ہوں کہ...... آپ نے یہ کہا ہے کہ تینوں نے فدک لوٹ لیا ہم اس لئے انکار کر دیتے ہیں تو...... میں پوچھنا چاہوں گا کہ جب فدک لٹ رہا تھا تو تم نے زہرا کی کیا مدد کی تھی...... جب فدک لٹ رہا تھا تو تم نے مزاحمت کی...... جب فدک لٹ رہا تھا تو تم نے مقدمہ پیش کیا...... جب فدک لٹ رہا تھا تو تم نے کوئی تحریک چلائی...... جب فدک لٹ رہا تھا تو تم نے کوئی مطالبہ کیا...... جب فدک لٹ رہا تھا تو تم نے کوئی قرارداد پاس کی...... جب فدک لٹ رہا تھا تو تم نے ریزرویشن پاس کیا...... تاریخ بتلاتی ہے کہ...... سنی لٹریچر بتلاتا ہے...... شیعہ لٹریچر بتلاتا ہے کہ اس چوتھے نے کوئی قرارداد نہ پاس کرائی...... کوئی تحریک نہیں چلائی...... کوئی ریزرویشن پاس نہیں کرایا...... کوئی مقابلہ نہیں کیا...... آواز نہیں اٹھائی تو...... میں کہنا چاہوں گا کہ اگر فدک کا لوٹنا جرم تھا تو...... اور واقعی اصحاب ثلاثہ نے لوٹا تھا تو اس لوٹنے میں چوتھا بھی برابر کا شریک ہے (معاذ اللہ) تین لوٹتے رہے چوتھا دیکھتا رہا...... تین قتل کرتے رہے چوتھا دیکھتا رہا...... تین قبضہ کرتے رہے

چوتھا قبضہ کو مضبوط کرتا رہا...... اگر یہ جرم تھا تو اور یہ جرم ہوا ہے تو چاروں نے مل کر کیا ہے...... پھر تین کا انکار کرتے ہو، ایک کا اقرار کرتے ہو...... تین کو نہیں مانتے ایک کو کیوں مانتے ہو...... الزام تو وہی ایک ہی ہے......۔

سیدہ فاطمہ کا گھر کس نے جلایا؟

پھر آپ کا الزام یہ ہے کہ حضرت فاطمہ کے گھر کو ان تینوں نے مل کر آگ لگائی...... آپ یہ دروازے کو گرایا...... میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ عمر بن خطاب، فاطمہ کے دروازے کو آگ لگا رہے تھے...... ان کے گھر کو جلا رہے تھے یہ چوتھا دیکھ رہا تھا...... انہوں نے مزاحمت کی...... انہوں نے تلوار نکالی؟ انہوں نے مقابلہ کیا؟...... اگر مقابلہ نہیں کیا تو الزام لوٹ کے آتا ہے...... ایک آگ لگا تا آ رہا تھا...... دوسرا دیکھ رہا تھا...... اگر زہرا کا گھر جلے اور عمر بن خطاب نے جلایا ہے...... علی بن ابی طالب اپنا گھر جلتا دیکھے...... تو یہ برابر اس جرم میں شریک ہو گئے، پھر تین کا انکار کیوں، ایک کا اقرار کیوں ہے......؟

جامع القرآن امام مظلوم پر خوفناک الزام:

آپ کا الزام یہ ہے کہ قرآن کو تینوں نے آگ لگائی...... عثمانؓ بن عفان نے قرآن جلادیا...... کئی نسخے اس کے جلادیئے...... کئی نسخے نذر آتش کر دیئے...... میں پوچھنا چاہتا ہو کہ عثمانؓ نے جب یہ قرآن جلایا...... تو بتایئے کہ جمع آپ کے باپ نے کیا تھا؟ جمع آپ کے دادا نے کیا تھا؟ جمع آپ کے پردادا نے کیا تھا؟ جمع خمینی نے کیا تھا؟ جمع باقر مجلسی نے کیا ہے؟ جمع محمد بن یعقوب کلینی نے کیا ہے؟ اور کس نے وہ قرآن جمع کیا جو آج آپ کے پاس ہے۔ اگر واقعی قرآن جلا تھا تو میں پوچھنا چاہوں گا کہ جب قرآن کو آگ لگ رہی تھی...... عثمانؓ قرآن کو آگ لگا رہے تھے...... علیؓ دیکھ رہے تھے...... ایک آگ لگا رہا تھا...... دوسرا دیکھ رہا تھا...... ایک جلا رہا تھا دوسرا تماشائی تھا...... اگر یہ جرم ہوئے...... واقعی یہ قرآن جلے تو جس طرح جلانے والا مجرم اسی طرح قرآن دیکھنے والا مجرم...... جس طرح جلانے والا مجرم اسی طرح تماشائی مجرم...... اگر اس بنیاد پر عثمانؓ کا انکار ہے تو علیؓ کا بھی انکار کیجیے۔

میں حضرت علی کو مجرم نہیں کہتا

شاید سمجھ میں نہیں آئی بات ...... آگے جا کے میں اس بات کو اتنا کھول دوں گا کہ کوئی مغالطہ نہ رہے، تاکہ میرے خلاف فتوؤں کا طوفان نہ ہو، کہ مولوی کیا کہہ رہا تھا کہ ...... یہ تو حضرت علیؓ کو بھی مجرم بنا رہا تھا ...... اصحاب ثلاثہ کو بھی مجرم کہہ رہا تھا ...... کئی سمجھ دار لوگ ایسے بھی ہونگے جو اس قسم کا پروپیگنڈہ کریں گے ...... اس لئے میں نے آپ سے عرض کیا کہ آپ آخر تک بیٹھیں ...... جو بات سمجھ نہیں آئے گی دوبارہ عرض کرونگا۔

میرا مقصد یہ ہے کہ کیا یہ الزامات صحیح ہیں؟ اور ان کے یہ الزامات لوٹ کر علی بن ابی طالب کی طرف آتے ہیں یا نہیں؟

کاغذ، قلم دوات کا فرضی افسانہ

توجہ کیجئے!۔ ایک الزام یہ تھا کہ خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آخر وقت مرض الموت میں قلم دوات مانگا ...... اور فرمایا کہ میں تحریر دینا چاہتا ہوں تاکہ میرے بعد تم گمراہ نہ ہو جاؤ ...... جب یہ مطالبہ کیا گیا تو عمر بن خطاب آگے آئے ...... انہوں نے کہا کہ ہم کاغذ قلم دوات نہیں دینگے کیوں؟ اس لئے ہم لکھوانا ہی نہیں چاہتے۔

اس پہ اعتراض ہے کہ نبی کاغذ مانگیں اور عمرؓ رکاوٹ بن جائیں۔ نبی قلم مانگیں، عمرؓ انکار کر دیں۔ اس لئے ہم نے ان کو نہیں مانا کہ عمرؓ بن خطاب نے کاغذ اور قلم نہیں دیا، علیؓ ابن ابی طالب نے جو تھے انہوں نے کاغذ قلم پیش کر دیا ہوتا۔ حضرات حسنینؓ جو موجود تھے انہوں نے کاغذ قلم پیش کر دیا ہوتا۔ فاطمہ زہراؓ جو تھیں، انہوں نے کاغذ قلم پیش کر دیا ہوتا اور جو کوئی ایک صحابہ حضرت عباسؓ موجود تھے انہوں نے کاغذ قلم دوات پیش کر دیا ہوتا۔

جب رافضیت شکنجے میں پھنس گئی تو ایک مسئلہ حل ہوا ''ملک النجات'' کے نام سے ایک کتاب چھپی، اس میں یہ کہا گیا کہ ایک جانب آپ کہتے ہیں کہ کاغذ قلم، دوات پیش کرنا ضروری تھا ...... دوسری جانب آپ کہتے ہیں عمرؓ بن خطاب رکاوٹ بنے اور کاغذ قلم پیش نہیں کیا ...... یہ کیا بات ہے ...... علیؓ پیش کر دیتے، حضرت حسنینؓ پیش کر دیتے ...... پھر جواب

لکھتا ہے...... کہتا ہے...... وجہ یہ ہے کہ جب آقا کاغذ قلم مانگ رہے تھے اس وقت زہرہ رضی اللہ عنہا موجود نہیں تھیں، علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب نہ تھے...... حسنین رضی اللہ عنہما موجود نہ تھے۔

تو مجھے کہنے کا حق ہے کہ جب آقا کا آخری وقت تھا...... جب آقا مرض الموت میں مبتلا تھے اس وقت دوائی پلائے عمر رضی اللہ عنہ...... اس وقت سہارا دے عمر رضی اللہ عنہ...... اس وقت پانی پلائے عمر رضی اللہ عنہ...... اسوقت پاس بیٹھے عمر رضی اللہ عنہ...... اس وقت کپڑا اڑھائے عمر رضی اللہ عنہ...... اگر علی رضی اللہ عنہ آخری وقت میں پاس نہیں گئے تو وہ وارث کیسے بن گیا؟ حضرت حسنین رضی اللہ عنہما موجود نہیں تھے تو وہ وارث کیسے بن گئے...... زہرہ رضی اللہ عنہا آخری وقت میں پاس نہیں تھیں تو وہ وارث کیسے بن گئی...... جب کہ وارث اسے بنانا چاہئے جو آخری وقت میں پاس تھا...... تو پھر عمر رضی اللہ عنہ کو مان لیجئے جس نے آخری وقت میں نبی کی خدمت کی ہے جو قریب تھے۔

رافضی نے بکواس کی ہے:

لیکن ان کے خلاف میرا نقطہ نظر یہ ہے کہ رافضی نے بکواس کی ہے...... زہرہ رضی اللہ عنہا آخری وقت میں محمد جیسے ابو کو نہیں چھوڑ سکتی...... حسنین رضی اللہ عنہما آخری وقت میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم جیسے نانا کو نہیں چھوڑ سکتے...... حیدر کرار رضی اللہ عنہ آخری وقت میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم جیسے سسر کو نہیں چھوڑ سکتے...... یہ مقدس لوگ تھے، آخری وقت میں سب پاس موجود تھے...... کاغذ قلم دوات محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے طلب کیا؟ لیکن پیش نہیں کیا گیا۔

اگر یہ جرم ہے تو علی رضی اللہ عنہ نے بھی یہ جرم کیا ہے...... اگر یہ جرم ہے تو حسنین رضی اللہ عنہما نے بھی یہ جرم کیا ہے...... اگر یہ جرم ہے تو زہرہ رضی اللہ عنہا نے بھی یہ جرم کیا...... تو یہ جرم نہیں تو عمر رضی اللہ عنہ پر الزام کیوں؟ اگر یہ جرم نہیں تو عمر رضی اللہ عنہ کے خلاف یہ بکواس کیوں...... اگر یہ جرم نہیں ہے تو اصحاب ثلاثہ رضی اللہ عنہم کے خلاف تبرا بازی کیوں؟...... جرم ہے تو سارے مجرم ہیں...... جرم نہیں ہے تو کوئی بھی مجرم نہیں ہے...... بات دل میں اتر رہی ہے یا...... کہ نہیں۔

تحقیق، ایک ضروری وضاحت:

توجہ فرمائیے...... ایک بات مزید کہتا جاؤں...... سردست علماء کا ایک اجتماع ہے...... وہ کہیں گے کہ کس طرح جواب دے رہا ہے کہ سرے سے واقعہ ہی اڑ جائے...... اقرار کرتا

ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے کاغذ، قلم، دوات مانگا اس کا بھی اقرار کرتا ہوں کہ کاغذ قلم دوات پیش نہیں کیا گیا......اب واقعہ کی تحقیق کرنا ہے......تحقیق کی گئی تو معلوم یہ ہوا کہ نبوت اپنا پیریڈ مکمل کر چکی تھی......پیغمبر اپنا پروگرام مکمل کر چکے تھے......نبی سبق مکمل کر چکے تھے...... آخری وقت میں......امتحان لیا گیا کہ جس جماعت کو تیئس برس تبلیغ کی ہے......جس جماعت کو میں نے یہ سبق پڑھایا ہے۔

الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا

کہ میرے اوپر نازل ہونے والا دین مکمل کامل ہو چکا ہے......اس میں کوئی کمی بیشی......نہیں رہی......اس لئے پوچھ تو لیا جائے کہ دین کو کامل سمجھتے ہو یا ناقص۔

اس لئے کاغذ قلم اور دوات، اس لئے طلب کیا کہ میں تمہیں لکھ دوں تا کہ میرے بعد گمراہ نہ ہو جاؤ......اب صحابہؓ سوچ میں پڑ گئے......زہرہؓ سوچنے لگ گئیں کہ کاغذ قلم دوات پیش کرتی ہوں تو ان پر الزام لگتا ہے کہ زہرہؓ دین کو کامل نہیں سمجھتی......حسنینؓ سوچ میں پڑ گئے کاغذ قلم پیش کرتے ہیں تو ان پر الزام لگتا ہے کہ تم دین کو ناقص سمجھتے ہو......ابو بکرؓ سوچ میں پڑ گئے کاغذ قلم پیش کرتا ہوں تو ان پر الزام لگتا ہے کہ تم دین کو مکمل نہیں سمجھتے......بلالؓ سوچ میں پڑ گئے کاغذ قلم پیش کرتا ہوں تو ان پر الزام لگتا ہے کہ تم نے ۲۳ برس میں یہ بھی نہ سمجھا کہ دین مکمل ہو چکا ہے......اس میں اب مزید اضافے اور کمی ضرورت نہیں ہے۔ یہ سارے اس سوچ میں تھے......ساتھ یہ سوچ بھی تھی کہ اگر کاغذ قلم پیش نہیں کرتے تو نبی کا حکم ہے جواب کیا دیں......نہ اقرار میں بنتی تھی نہ انکار میں بنتی تھی......تنازعہ جاری تھا...... انگشت بدنداں تھے کہ وہ مقدس شخصیت اٹھی ہے کہ جسے نبیؐ نے غلاف کعبہ پکڑ کر مانگا......وہ انسان اٹھا ہے جسے نبیؐ نے تڑپ تڑپ کر خالق سے لیا......وہ مقدس شخص اٹھا ہے جس نے قیصر و کسریٰ کو جوتوں کی نوک سے فتح کیا......وہ مقدس انسان اٹھا ہے جسے لسان نبوت نے فاروق اعظمؓ کے لقب سے نوازا......وہ انسان اٹھا ہے......جس کیلئے امام الکونینؐ نے...... سید الاولین والآخرینؐ نے کھلے لفظوں میں اعلان کیا تھا:

لو كان بعدی نبی لكان عمر

اس نے دست بستہ درخواست کی آقا......ہم کاغذ قلم دوات پیش نہیں ہیں کرینگے، نبوت مسکرائی، نبوت نے سوال کیا......عمر کل تک تو جان دینے کیلئے تیار تھے...... آج کاغذ قلم پیش نہیں کرتے ہو؟

جواب میں ابن خطاب نے عرض کیا:

"حسبنا كتاب الله"

ہمیں اللہ کی کتاب کافی ہے...... جب یہ ہدایت آگئی......اس کتاب میں اعلان کر دیا گیا ہے کہ ہدایت کا پروگرام ہمارے پاس ہے۔

اب مزید تحریر دینا کیا معنی......خاتم الانبیاء نے فرمایا......جاؤ چلے جاؤ اپنا کام کرو، فاروق اعظم نے پوری جماعت کی نمائندگی کی......کسی ایک صحابی نے بھی اس پر حرف گیری نہیں کی۔

یہ روافض کا ڈھونگ ہے:

سامعین محترم!۔میں کہنا یہ چاہتا تھا کہ حقیقتاً یہ کوئی الزام نہیں تھا لیکن روافض نے...... ناچ گانے والے نے......دشمن نے......ملت کے غدار نے اس کو الزام بنا کے فاروق اعظم کے ذمہ لگایا......اس بنیاد پر میں نے کہا کہ یہ جرم تو یہ علیؓ نے بھی کیا......یہ جرم ہے تو حسنین نے بھی کیا......یہ جرم ہے تو زہرہؓ نے بھی کیا......یا تو کھل کر بکئے کہ یہ سب مجرم تھے اور یہ کہنے کی جرات نہیں تو وہ زبان سنبھال جو عمرؓ کو مجرم کہتی ہے......ورنہ زبان گدی سے کھینچ کر پیر کے نیچے روندی جائے گی......اور وہ زبان کتوں کے آگے ڈالی جائے گی......یا انصاف کی بات کر میدان میں آ، یا بک بک سے باز آ۔

میں نے عرض یہ کیا، یہ جو تمام الزامات ہیں کہ اگر الزامات کو سچ مان لیا جائے تو جیسے ابوبکرؓ و عمرؓ اور عثمان رضی اللہ عنہم پہ یہ الزامات عائد ہوتے ہیں اسی طرح یہ الزامات لوٹ کر حضرت علی المرتضیٰؓ کے سر پر لگ جاتے ہیں۔

فدک کی بات کررہا تھا...... فدک لوٹ لیا گیا تو اگر لوٹنے والا مجرم ہے تو جس نے لٹتا دیکھا وہ بھی مجرم ہے اور اگر یوں لیجئے کہ کچھ بھی نہ ہوا...... جب اپنا دور آیا...... جب اپنی خلافت آئی...... جب اپنا اقتدار آیا تو کیا اس وقت فدک حوالے کیا گیا...... زہرہؓ کو ان کی اولاد کے...... لیکن ایسا نہیں ہوا...... تو اگر یہ جرم ہے تو سب کیا...... اور اگر یہ جرم نہیں ہے تو اصحاب ثلاثہ پر الزام کیوں لگاتے ہو...... آخر وجہ بتایئے...... تین کا انکار کیوں ہے؟ ایک کا اقرار کیوں ہے؟

حضرت علیؓ مجبور تھے، تقیہ کیا ہوا تھا:

تو جواب میں مجھے ملنگ نے کہا...... جواب میں رافضی نے کہا...... جواب میں ذاکر نے کہا کہ جناب والا یہ بات بھی درست ہے الزامات لوٹ کر علی کے ذمہ بھی لگتے ہیں...... لیکن آپ نے ہمارا نظریہ نہیں پڑھا، ہم خیالات یہ رکھتے ہیں...... ہم عقیدہ یہ رکھتے ہیں کہ علیؓ بن ابی طالب مجبور تھے، تقیہ کر کے زندگی گزاری...... وہ مقابلہ نہیں کر سکتے تھے...... اس لئے وہ مقابلہ نہیں کر سکتے تھے...... اس لئے وہ میدان میں نہیں آئے...... اس وجہ سے فدک لٹ گیا علی کچھ نہ کر سکے...... خلافت گئی علیؓ کچھ نہ کر سکے...... قرآن کو آگ لگ گئی علیؓ کچھ نہ کر سکے...... زہرہ کے گھر کو آگ لگ گئی علیؓ کچھ نہ کر سکے۔

میرے تمام دلائل کے جواب میں رافضی نے کہا یہ تو تقیہ تھا، جس کی بنیاد پر علی المرتضٰی کچھ نہ کر سکے...... اس کے جواب میں، مَیں ایک پیغمبر کی بات سناتا ہوں۔

خلیل اللہ کی للکار:

دنیا کفر سے بھری پڑی ہے...... اللہ کا خلیل للکارتا ہے...... اور کھلے لفظوں میں اعلان کرتا ہے

تاللہ لا کیدن اصنامکم بعد ان تولوا مدبرین

یہ اعلان کر کے نبی واپس لوٹے...... چند منٹ گزرے، قوم میلے پہ چلی گئی...... پیغمبر نے بت خانے کا رخ کیا کسی کی ناک کاٹی...... کسی کے کان کاٹے...... کسی کی ٹانگ کاٹی...... بڑے کے کندھے پر کلہاڑا رکھ کر واپس آئے...... قوم میلے سے واپس لوٹی...... جستجو

کرتی ہے ...... سوالات کرتی ہے ...... اس قوم کے ڈی آئی جی نے ...... اس قوم کے وڈیروں نے ...... اس قوم کے جاسوسوں نے جواب میں کہا کہ بتلاتے ہیں کہ مجرم کون ہے؟

قالوا فتی یذکرھم یقال له ابراهیم

اس کو بلاؤ ...... توجہ کیجئے ...... پیغمبر کا دل گردہ دیکھئے ...... پیغمبر کی جرات دیکھئے ...... پیغمبر کی بہادری دیکھئے ...... پیغمبر کی للکار دیکھئے ...... پیغمبر کی شجاعت دیکھئے ...... پیغمبر کا رعب دیکھئے ...... ایک طرف پورا کفر ہے ...... ایک طرف کفر کی سلطنت پورے اشتراک میں آئی ہوئی ہے ...... دوسری جانب اکیلا خلیل ہے ...... تنہا اللہ کا پیغمبر ہے ...... اس کے ساتھ برادری نہیں ...... اس کے ساتھ کوئی سواری نہیں ...... اس کے ساتھ کوئی جماعت نہیں ...... حتیٰ کہ اس کا باپ بھی دشمن کی صف میں کھڑا ہے ...... ان حالات میں پیغمبر سے سوال ہوتے ہیں۔

انت فعلت هذا بالهتنا یا ابراهیم

کیا ہمارے خداؤں کے ساتھ یہ آپ کیا ہے اے ابراہیم ...... تو جواب میں پیغمبر نے کہا ...... مجھ سے کیا پوچھتے ہو ...... ان سے پوچھو جو قتل ہو چکے ہیں ...... ان بڑوں سے پوچھو ان کو ذبح کس نے کیا ...... کس نے ان کے سر جھکا دیئے۔

ثم نکثوا علی رؤسھم لقد علمت ما ھؤلاء ینطقون

سر جھکانے کے بعد ...... اپنی ندامت ...... اپنی شرمندگی کے بعد وہ اعلان کرتے ہیں ...... آپ جانتے ہیں یہ بول نہیں سکتے۔

اس اقرار کے بعد پیغمبر کو گفتگو کا موقع ملا ...... پیغمبر گفتگو کا بادشاہ تھا، پیغمبر قواعد و ضوابط کا مناظرہ سے پوری طرح آگاہ تھا ...... پھر جواب دیا کہ تم اقرار کرتے ہو۔

اف لکم ولما تعبدون من دون اللہ

تمہارے معبود بول نہیں سکتے ...... میں تم سے بھی بیزار ...... تمہارے معبودوں سے بھی بیزار ...... یہ کہنا تھا کہ قوم پورے جذبے میں آئی ...... جوش میں آئی ...... اور اس نے مطالبہ کر ڈالا کہ:

قالوا حرقواہ ونصروا الھتکم

اس کو جلاؤ آگ میں پھینک دو اور اپنے خداؤں کی مدد کرو...... نمرود سے مطالبہ تھا، حکومت سے مطالبہ تھا...... لکڑیاں جمع ہونا شروع ہو گئیں...... آگ جلنے لگی...... آگ کے شعلے بلند ہونا شروع ہو گئے...... اب پیغمبر کو آگ میں ڈالنے کا وقت ہے...... پیغمبر کو آگ میں ڈالنے کیلئے پورا کفر (کاریوڑ) جمع ہو کر آتا ہے...... تیکوڑا لٹکا دیا گیا...... اسمیں نبی کو بٹھا دیا گیا...... یہ وہ خطرناک صورتحال تھی کہ جب نبی تقیہ کر لیتا...... یہ وہ خطرناک صورتحال تھی جب گھٹنے ٹیک دیئے جاتے...... یہ وہ خطرناک صورتحال تھی جب معافی مانگ لی جاتی...... لیکن پیغمبر قربان تیرے دل گردے پر...... قربان تیری جرات پر...... قربان تیری للکار پر ان حالات میں بھی تیکوڑے میں بیٹھ کر مسکراتے رہے...... تیکوڑے کو دھکا دے دیا گیا کہ یہ آگ میں جا پڑیں۔ ان ہی حالات میں جبرائیل آئے...... انہوں نے راستہ میں تیکوڑا کو روک لیا۔

مورخ لکھتا ہے...... تاریخیں لکھتی ہیں...... مفسرین لکھتے ہیں کہ تیکوڑا روک کر جبرائیل عرض کرتے ہیں کہ نارِ نمرود کو پر مار کر صفایا کر دوں...... اس کو صفحہ ہستی سے مٹا دوں اگر اجازت ہو تو...... جواب میں خلیل اللہ ارشاد فرماتے ہیں...... جبرائیل یہ تو بتاؤ اپنی مرضی سے آئے ہو یا خالق نے بھیجا ہے؟ یہ وہ موقع تھا کہ خلیل یہ کہتا اپنے آپ آئے ہو تو اگر کچھ کر سکتے تو کر گزرو یہ مشورہ کا ٹائم نہیں...... لیکن پیغمبر کی جرات کی داد دیجئے...... فرماتے ہیں کہ اپنی مرضی سے آئے ہو یا خالق کی مرضی سے...... جبرائیل جواب میں کہتے ہیں...... اس بحث کو چھوڑ یئے کہ اپنے آپ آیا ہوں یا خالق نے بھیجا ہے...... آپ فرمایئے میں کیا خدمت انجام دے سکتا ہوں...... اللہ کے خلیل نے اللہ کے جلیل و مقدس پیغمبر نے...... آگ میں کودنے والے نبی نے...... بت خانہ تہس نہس کرنے والے نبی نے پوری جرات کے ساتھ کہا کہ وہ جانتا ہے کہ خلیل اس وقت کہاں ہے...... اگر وہ چاہتا ہے کہ میں بچ جاؤں تو تیری ضرورت نہیں راستے سے ہٹ جاؤ اور اگر وہ چاہتا ہے کہ میں نہ بچ جاؤں تو جل جانا بہتر ہے......

میں نے چرسی کو جواب دیا، اگر تقیہ کرنا جائز تھا تو خلیل نے کیوں نہیں کیا...... تقیہ

اگر دین تھا...... اگر جھک جانا کوئی دین تو خلیل کیوں نہیں جھکا......

رافضی کی دلیل:-

تو مجھے چرسی نے جواب یہ دیا کہ مولوی تو نبی کی مثال پیش کر رہا ہے۔ علیؓ کوئی نبی ہے، علیؓ کوئی رسول ہے، علیؓ کوئی پیغمبر ہے، وہ رسول تھا، اس میں جرات زیادہ تھی، اس کی بہادری زیادہ تھی...... میں نے کہا یوں نہیں جانے دوں گا...... آیئے اگر آپ بات سمجھنا چاہتے ہیں تو چلو وہ تو پیغمبر ہے...... میں غیر پیغمبر کی بات کرتا ہوں...... غیر نبی ہے...... غیر پیغمبر ہے...... ایک پیغمبر کا صحابی ہے...... اور صحابی بھی ایسا جس کی سابقہ زندگی ناقص ہے۔

موسیٰ کلیم اللہ:

توجہ کیجئے...... کلیم اللہ نے اعلان کیا، فرعون کے مقابلے میں...... کلیم اللہ نے اپنی نبوت کا اعلان کیا ہے...... فرعون کہتا ہے کہ مجھے شبہ ہوتا ہے تو جادوگر ہے...... لہٰذا میں مقابلہ کرنا چاہوں گا...... جادوگر بلا لئے گئے...... کلیم میدان میں آئے...... ایک طرف فرعون کی فرعونیت اور ایک طرف اللہ کا پیغمبر کلیم اللہ ہے...... کھلے میدان میں مقابلہ ہوا...... جادوگروں نے اپنی رسیاں ڈالیں...... پیغمبر نے اپنی ہاتھ کی لاٹھی ڈالی...... دیکھتے ہی دیکھتے سانپ بن گئی...... اس کے اوپر دیکھتے ہی دیکھتے حضرت کلیم اللہ کی لاٹھی ایک اژدھا بن گیا جس نے چھوٹے چھوٹے سانپ ختم کر دیئے...... جب ختم کئے فرعونیوں نے اپنے پاس سے دلیل نکالنا شروع ہو گئی کہ موسیٰ جیت گیا ہم ہار گئے...... یہی عالم تھا...... یہی کیفیت طاری تھی...... لیکن وہ نوجوان جو جادوگر تھے...... پیغمبر کے مقابلے میں آئے...... وہ انگشت بدنداں تھے...... آپس میں غور و فکر کر رہے تھے...... ان کا تصور یہ تھا کہ یہ پیغمبر ہے...... جادوگر نہیں ہے...... جو جادو ہوتا تو آنکھوں پر پٹی باندھ دیتا حقیقتاً تو چیز نہیں بدلتی...... لیکن یہ لاٹھی تو حقیقتاً بدل گئی ہے...... یہ جادو نہیں ہے بلکہ یہ تو حقیقتاً معجزہ ہے...... آپس میں یہ سوچ کر مشورہ کر لیا کہ موسیٰ کو رسول مان لیا جائے...... اسی سوچ و بچار میں اپنی جگہ کلیم اللہ کا صحابی کھڑے ہو کر نبی کے چہرے پر نظر ڈالتا ہے اس کے دل میں ایمان اترنا شروع ہو

گیا...... کفر نکلتا گیا...... غیر اللہ کا رعب نکلتا گیا...... ایمان اترتا گیا...... غیر اللہ کی طاقت نکلتی گئی...... ایمان اترتا گیا...... غیر اللہ کا چرچا نکلتا گیا...... جب یہ کیفیت طاری ہوئی، اپنی جگہ کھڑے ہو کے موسیٰ کے چند منٹوں کے ساتھیوں نے اعلان کیا ہے:

امنا برب موسیٰ و ھارون

ہم ایمان لائے اس رب پر جس کو موسیٰ و ہارون رب کہتے ہیں...... یہ اعلان کرنا تھا کہ فرعون جیسا ظالم...... کہتا ہے کہ مجھ سے پوچھے بغیر تم نے اس کا اعلان کر دیا، یہ اعلان واپس لو...... اگر واپس نہیں لیں گے تو حشر کیا ہوگا...... فرعون جواب میں کہتا ہے:

لا قطعن ایدیکم وارجلکم من خلاف ولا صلبنکم فی جزوع النخل

میں تمہارے ہاتھ پاؤں کاٹ کے تمہیں کھجوروں کے درختوں کے ساتھ پھانسی دے دوں گا یا اپنا اعلان واپس لو۔

توجہ کیجئے...... پیغمبر کے چند منٹوں کا صحابی...... ۲۳ برس کا صحابی نہیں...... نبی کے چند منٹوں کا صحابی...... پیغمبر کے گھر میں پرورش پانے والا صحابی نہیں...... نبی کے چند منٹوں کا صحابی پیغمبر کا داماد صحابی نہیں...... کھجور کے درختوں کے ساتھ لٹک گئے...... لیکن فرعون کا مقابلہ کرتے چلے گئے...... فرعون کہتا ہے کہ مٹ جاؤ گے...... لیکن فرعون کا مقابلہ کرتے چلے گئے...... فرعون کہتا ہے مٹ جاؤ گے۔ قالوا انا الی ربنا لمنقلبون......

مٹ گئے تو کیا ہوگا اپنے خالق سے ملاقات کر لیں گے...... میں نے کہا جو تو نے بکواس کی ہے کہ تقیہ تھا...... اس لئے فدک نہ لے سکا...... تقیہ تھا اس لئے خلافت نہ لے سکا، تقیہ تھا اس لئے قرآن کو جلنے سے نہ بچا...... تقیہ تھا اس لئے تین دن جنازہ نہ پڑھ سکا، تقیہ تھا اس لئے زہرہؓ کے گھر کو آگ لگنے سے نہ بچا سکا...... میں نے یہ جواب دیا کہ تقیہ چیز ہی کوئی نہیں، اگر تقیہ ہوتا خلیل کرتا...... تقیہ ہوتا موسیٰ کے صحابی کرتے...... میں علی کو موسیٰ کے صحابیوں سے افضل مانتا ہوں...... اعلیٰ مانتا ہوں...... بلند مانتا ہوں...... زیادہ بہادر مانتا ہوں...... جب موسیٰ کا صحابی فرعون کے آگے نہیں جھکتا تو علی المرتضیٰ جیسا صحابی...... حضور کا

پرورده......فاروق اعظم کا خسر ظلم کے آگے نہیں جھک سکتا۔

یہ سب جھوٹ ہے:

یہ رفض کا دجل ہے......ملنگ کا فریب ہے......ملنگ کی بکواس ہے......ملنگ کا کفر ہے......ابوبکرؓ سچا تھا، اس لئے علیؓ جھک گیا......عمرؓ سچا تھا اس لئے علیؓ جھک گیا......عثمانؓ سچا تھا اس لئے علیؓ جھک گیا......اور یہ سچے نہ ہوتے، علیؓ ٹکراتا......یہ غلط ہوتے علیؓ ٹکراتا......فدک لٹتا علیؓ ٹکراتا......زہرہؓ کا گھر جلتا علیؓ ٹکراتا......قرآن جلتا علیؓ ٹکراتا......نبی کی توہین ہوتی علیؓ ٹکراتا......یہ تیرا کفر ہے......تیری بکواس ہے......ابن سبا کی نسل نے اصحابِ پیغمبرؐ کے تقدس کو پامال کرنے کیلئے یہ کہانیاں گھڑیں ہیں ان کی کوئی حقیقت نہیں ہے ان کی کوئی ویلیو نہیں......اصحاب ثلاثہ ہی نہیں بلکہ پیغمبر کا ہر صحابی سچا ہے......ہوسکتا ہے کہ کوئی بات تیزی میں کہہ گیا ہوں اور آپ کی سمجھ میں نہ آئی ہو اگر آپ مجھے نہیں بتلائیں گے کہ ہمیں فلاں بات سمجھ میں نہیں آئی تو مجرم آپ ہوں گے میں نہیں...... بات سمجھ میں آ رہی ہے......

جزاک اللہ......میں یہ جواب دے چکا......قرآن وسنت کے دلائل سے دے چکا......صحابی کے حوالے سے دیا......موسیٰؑ کے صحابی کی جرات بتلا چکا کہ اگر واقعی یہ واقعات ہو چکے ہوتے جو ابوبکرؓ اور عثمان رضی اللہ عنہم پر الزام لگائے جا چکے ہیں اگر یہ الزام سچ ہوتے تو علیؓ بن ابی طالب مقابلہ کرتے......لیکن میرے دلائل کے باوجود ملنگ باز نہیں آیا......اور وہ چرسی اور وہ پاگل کبھی کبھی یوں بھی کہتا

''جاوی نہ جاوی رک جاوے سورج، گل ملکنگ سی سنتا جا، قسم علیؓ دی اج نہ رک وے پھر پلٹ کر نہ آوے گا''۔ وہ تب بھی باز نہیں آیا......وہ مجھے کہتا ہے بادشاہو...... یہ تو ٹھیک ہے......ہمارا نقطہ نظر یہ ہے کہ ہم ان دلائل پر کان نہیں دھریں گے...... ہر صورت میں علیؓ مجبور تھے......میں نے کہا یہ تو ہٹ دھرمی ہے......یہ تو ضد ہے کہ آپ کوئی بات ماننے کو تیار نہیں......یہ تو فتنے یہ تو فساد یہ انتشار کی جڑ ہے یہ تو ملک وملت سے غداری ہے۔

بہر حال! میں نے اگلا سوال کر دیا......مان لیتا ہوں تقیہ تھا......مان لیتا ہوں علیؓ مجبور

تھے...... لیکن قرآن ایک اور سبق دیتا ہے کہ جب آدمی مجبور ہو جائے مقابلہ نہ کر سکتا ہو تو اسے چاہیئے کہ ہجرت کر جائے وہ اس ملک میں رہنے کے قابل نہیں ہے اسے نکل جانا چاہیئے۔

اس چرسی نے سوال کیا کہ قرآن نے یہ کہاں کہا............ میں نے جواب میں کہا کہ:

ان الذین توافهم الملئکة ظالمی انفسهم قالوا فیما کنتم قالوا کنا مستضعفین فی الارض قالوا الم تکن ارض الله واسعة فتهاجروا فیها

جب ایک شخص کہ جس نے اپنے آپ پر ظلم کیا تھا اس کی جان کنی کے وقت میں فرشتے آئے، اس سے سوال کرتے ہیں کہ تو نے زندگی کیسے گزاری ہے، وقت کیسا گزارا ہے؟ وہ جواب دیتا ہے کہ ہم زمین میں مجبور تھے آواز اٹھا نہیں سکتے تھے...... مقابلہ نہیں کر سکتے تھے...... جب اس نے یہ جواب دیا تو فرشتے کہتے کہ تو نے ٹھیک کہا، بلکہ ملائکہ نے کہا کہ کیا اللہ کی زمین وسیع نہیں تھی...... جواب آیا کہ وسیع تھی...... پھر تجھے چاہیئے تھا کہ تو ہجرت کر جاتا۔

یہ مجبوری کیسی تھی؟

یہ تو کوئی اصول نہیں کہ مجبور تھا...... پھر بھی رشتہ ام کلثوم کا دے دیا...... تو مجبور تھا نماز بھی پڑھ لی...... تو مجبور تھا جمعہ پیچھے پڑھ لیا...... تو مجبور تھا بیعت کر لی...... مجبور تھا...... غزوات کے مشورے دیئے...... تو مجبور تھا کہ ان کا مشیر تھا...... یہ تو مجبور تھا ان کے نسبوں میں رہا...... تو مجبور تھا کہ ہم پیالہ ہم نوالہ رہا...... یہ تو کوئی اصول نہ ہوا، تجھے چاہیئے تھا کہ اگر تو ٹکرا نہیں سکتا تھا نکل جا...... علاقے چھوڑ دے۔

علیؓ مجبور تھے، ابوبکرؓ سے نہ ٹکرا سکے...... عمرؓ سے نہ ٹکرا سکے...... عثمانؓ سے نہ ٹکرا سکے...... ان کو چاہیئے تھا کہ پھر مدینہ چھوڑ دیتے، کم از کم ان کے ہاتھ پر بیعت نہ کرتے...... ان کے پیچھے نماز نہ پڑھتے...... عمرؓ بن خطاب کو ام کلثومؓ کا رشتہ نہ دیتے...... کچھ تو کرتے کیا اتنے مجبور تھے...... لیکن ہجرت تو کرنا چاہیئے تھی...... اگر ٹکرا نہیں سکتے تھے تو علاقہ تو چھوڑ دیتے۔

کہتے ہیں کہ مولوی صاحب آپ کہتے ہیں کہ وطن چھوڑ دیتے...... چھوڑ کے کہاں جاتے...... کس جگہ جاتے...... جس جگہ جاتے وہیں دشمن کا قبضہ تھا...... میں نے کہا کہ اگر

تیری قسمت ماری نہیں گئی اگر تو اصلی بد بخت نہیں ہے......تو اصلی جہنمی نہیں ہے تو بات سمجھنا کوئی بڑی بات نہیں......علیؓ کو ہجرت کیلئے جگہ نہیں تھی۔

فرضی مہدی کی کہانی:

میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ مہدی کہاں گئے......میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ قرآن لیکر کہاں گئے......امام غائب کہاں گئے......صاحب عصر والزمان کہاں گئے......قائم آل محمد کہاں گئے......یہ تمام القابات شیعوں نے رکھے ہیں......میں نے پوچھا کہ وہ کہاں ہیں......رافضی مجھے جواب دیتا ہے کہ......وہ اپنی والدہ کے پیٹ میں ہی چھپے رہے، گھر کی عورتوں کو بھی پتہ نہ چلا کہ جب پیدا ہوئے تو بھاگ گئے، قرآن لے کر بھاگ گئے......پانچ سال کی عمر تھی باپ کا جنازہ پڑھنے کیلئے آیا پھر غائب ہو گئے......اب تک غار میں غائب ہیں ان کے ساتھ باتیں کر کے اقوال لائے۔

چنانچہ اصول کافی امام مہدی کے سامنے پیش کی گئی......امام مہدی نے پڑھنے کیلئے اس کے سرورق پر یہ لکھا...... ھذا کافی لشیعتنا کہ یہ میرے شیعوں کیلئے کافی ہے......اس میں اتنے مسائل آ گئے ہیں کہ ان کے کیلئے کافی ہیں......تو میں نے کہا کہ امام مہدی دشمن سے ڈر کے غار میں رہ سکتا ہے......تو کیا غار میں علیؓ بن ابی طالب نہیں جا سکتے تھے......کیا اس غار میں علیؓ زندگی نہیں گزار سکتے تھے......کیا اس غار میں علیؓ بن ابی طالب کے بیٹے نہیں رہ سکتے تھے......ہجرت کی جگہ تو ہے لیکن علیؓ ہجرت کرتے نظر نہیں آتے......رفض کو جب گھیر لیا گیا......رفض جب شکنجے میں آیا۔

توجہ کر آج تجھے کہتا ہوں......میری ریکارڈ شدہ تقریر کسی منبر پر رکھ کر......کسی عدالت میں رکھ دے......کسی امام باڑے میں رکھ دے......محمد ودوست محمد قریشی کا تربیت یافتہ ایک سنی بچہ للکارتا ہے۔

خلاصہ کلام:

میرے دلائل کو پامال کر، اگر نہیں کر سکتا تو جھک جا اپنی قبر اور عذاب سے نہ بھاگ، جو

الزام آج تو نے اصحاب ثلاثہ پر لگائے تھے ...... وہ میں نے ایک ایک کر کے توڑ دیئے ہیں...... تو پتہ یہ چلا کہ ابو بکرؓ غلط اقتدار پر آتے تو علیؓ للکارتے ...... اگر عمرؓ غلط اقتدار پر آئے ہوتے تو علیؓ للکارتے ...... اگر فدک لٹا ہوتا تو للکارتے ...... اگر نہیں للکار سکتے تھے تو کم از کم ہجرت کر جاتے جیسے امام مہدی ہجرت کر گئے اور غار میں بیٹھے رہے۔

معلوم یہ ہوا کہ خلافت نہیں لٹی ...... زہرہؓ کے گھر کو آگ نہیں لگی ...... فدک نہیں لٹا ...... قرآن نذر آتش نہیں ہوا ...... متعہ نام کی کوئی عبادت نہیں تھی ...... یہ زنا تھا ...... فحاشی تھی ...... جس کو خاتم الانبیاء خود حرام کر چکے تھے؟ اور ابو القاسم نے اس کی حرمت کو قرار اعلان کیا ہے ...... کاغذ قلم دوات کی کہانی جسے تو نے گھڑا ہے اس کی کوئی حقیقت نہیں تھی ...... لہٰذا میں کہنا چاہوں گا کہ صرف تین کا انکار نہ کرنا یا سب کا انکار کر یا سب کا اقرار کر۔

اور میں نے تو چھوٹے بھی دیکھے ہیں، بڑے بھی دیکھے ہیں، بوڑھے بھی دیکھے ہیں، جوان بھی دیکھے ہیں ...... یہ بوڑھے آپ کے سامنے موجود ہیں ...... جن کو پاکستان کا بچہ بچہ جانتا ہے ...... آج گئے گزرے دور میں حضرت مولانا غلام ربانی اس پیرانہ سالی میں نہیں جھکتا ...... تو آپ کا کیا خیال ہے کہ علیؓ بن ابی طالب جیسا اللہ کا شیر جھک گیا ...... اگر اس دور میں حق نواز جیسا اہل سنت کا خادم ...... ادنیٰ رضا کار نہیں جھکتا تو حیدر کرار جیسا انسان وہ باطل کے آگے کیسے جھک سکتا ہے ...... یہ غلط ہے ...... یہ بکواس ہے ...... یہ دجل ہے ...... فریب ہے ...... مکاری ہے ...... اس کی کوئی حقیقت نہیں۔

میرے پیغمبر نے جو جماعت تیار کی ...... جو گروہ تیار کیا ...... جو افراد تیار کئے ...... وہ ایک ایک جبل احد تھا ...... وہ ایک ایک جرات کا پیکر تھا ...... وہ ایک ایک جری تھا ...... وہ ایک ایک شیر تھا ...... وہ ایک ایک بہادر تھا ...... کفر کو لوہے کے چنے چبوائے ...... ان میں سے ایک ایک اتنا جری ہے کہ کفر کی آنکھ میں آنکھ ڈال کر بات کرتا ہے ...... ایک ایک اتنا مقدس ہے کہ کفر اس کے جوتے کی نوک کی برابری نہیں کر سکتا۔

صلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ سیدنا محمد وعلی آلہ واصحابہ وبارک وسلم

عظمت صحابہؓ

امیر عزیمت مولانا حق نواز جھنگوی شہیدؒ

ے

احساس صداقت رکھتا ہوں آئینِ عدالت رکھتا ہوں

آنکھوں میں حیا دل میں غیرت وتوفیقِ شجاعت رکھتا ہوں

اسلام سے مجھ کو الفت ہے ایماں کی حلاوت رکھتا ہوں

بوبکرؓ و عمرؓ عثمانؓ و علیؓ چاروں سے محبت رکھتا ہوں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خطبہ:

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ؕ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا ؗ سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ؕ ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ ۚ وَمَثَلُهُمْ فِي الْاِنْجِيْلِ ۚ كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْـَٔهٗ فَاٰزَرَهٗ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰى عَلٰى سُوْقِهٖ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِيَغِيْظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ ؕ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا ○

تمہید:

صدرِ جلسہ! حضرت اقدس معزز علماء گرامی قدر سامعین!

آج یکم جون بروز جمعرات ۱۹۸۹ء ہے۔ آپ کے شہر کی معروف دینی درسگاہ جامعہ علمیہ کے سالانہ اجتماع میں آپ سے مخاطب ہوں۔ جامعہ علمیہ کے اس سالانہ اجتماع میں مجھے آپ سے آج پہلی مرتبہ مخاطب ہونے کا شرف حاصل ہو رہا ہے۔

جامعہ میرے شیخ ومرشد اور ہزاروں مسلمانوں کے شیخ طریقت حضرت اقدس حضرت مولانا محمد عبداللہ نوراللہ مرقدہ، اللہ ان کی قبر پر کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے۔ یہ ادارہ ان کی طرف منسوب کیا گیا ہے۔ ان کے قصبے کی طرف منسوب کیا گیا ہے۔ میں آج مسرّت محسوس کر رہا ہوں کہ مجھے اس ادارے میں آپ سے مخاطب ہونے کا شرف حاصل ہو رہا ہے، جو ادارہ میرے پیرومرشد کی طرف منسوب کیا گیا ہے۔

رب العزت کی بارگاہ میں دعا ہے کہ وہ اس ادارے کو دن دوگنی اور رات چوگنی ترقی نصیب فرمائے۔ (آمین)۔

مدارسِ عربیہ کے اجتماعات:

مدارسِ عربیہ کے سالانہ اجتماعات چند مقاصد کو سامنے رکھ کر سال میں ایک مرتبہ منعقد

کئے جاتے ہیں۔ مدارس کے سالانہ اجتماعات کا بنیادی مقصد یہ ہوتا ہے کہ وہ عوام الناس اور ادارے کے معاونین کو ادارے کے ساتھ محبت اور تعلق رکھنے والے حضرات کو ادارے کی سالانہ کارکردگی سے مطلع کیا جائے۔ ادارے میں تعلیم حاصل کر کے فارغ ہونے والے طلبہ کو سند فراغت دی جائے اور انہیں اعزاز کے ساتھ رُخصت کیا جائے۔ اس کے ساتھ ادارے کا مسلک، ادارے کا مؤقف عوام الناس پر واضح کیا جائے۔ یہ ہیں وہ مختصر مقاصد جنہیں سامنے رکھ کر مدارسِ عربیہ کے سالانہ اجتماعات منعقد کئے جاتے ہیں۔

آج کے اس اجتماع کی دو حیثیتیں ہیں۔ ایک حیثیت اس کی یہ ہے کہ یہ جامعہ کا سالانہ جلسہ ہے اور دوسری اس کی حیثیت یہ ہے کہ یہ ان افراد کے لئے جو حضرت سے بیعت ہے، ان افراد کی تربیت کی خاطر، یہیں سے سالانہ اجتماع کا نام دیا گیا ہے۔

مجھے اجتماع میں جلسے کی ان دونوں حیثیتوں کو سامنے رکھ کر اپنے خیالات کا اظہار کرنا ہے۔ رات تقریباً بیت چکی ہے۔ اس وقت رات کا ٹھیک ایک بجا ہے۔ جلسہ کا یا گفتگو کرنے کا جو صحیح وقت ہے وہ تو بہر حال گزر چکا ہے۔ لیکن آپ حضرات دور دراز سے سفر کر کے کچھ حاصل کرنے کے لئے آئے ہیں اور میں بھی ایک لمبا سفر کر کے کچھ عرض کرنے کے لئے حاضر ہوا ہوں۔ اس لئے مجھے اور آپ کو نیند کا خیال کئے بغیر کچھ دیر مزید یہاں جمع رہنا ہے۔ میں یہ اُمید کرتا ہوں کہ اگر ہم اس نیت کے ساتھ یہاں مزید کچھ دیر موجود رہے کہ ہمیں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا حاصل ہو تو جتنی دیر ہم یہاں موجود رہیں گے، وہ لمحات میری اور آپ کی اخروی زندگی کے سنوارنے کا سبب بن سکتے ہیں۔

انما الاعمال باالنیات

اعمال کا دارومدار انسان کی نیت پر ہے۔

نیت ٹھیک ہے، عمل کا نتیجہ بہتر نکل آئے گا۔ نیت بری ہے، نتائج برے نکل آئیں گے۔ مجھے یہ توقع ہے کہ آپ نیک ارادہ اور نیک نیت لے کر یہاں تشریف لائے ہوں گے۔ آپ حضرات کو بلکہ پاکستان کی بہت بڑی تعداد کو...... یا یوں کہہ لیجئے کہ ایک خاصی

افراد کو جو اہل سنت سے تعلق رکھتی ہیں، انہیں میری گفتگو کا انداز اور میرا موضوع سخن، میری سوچ اور فکر معلوم ہے۔ الفاظ بدل سکتے ہیں۔ تقریر کا عنوان بدل سکتا ہے۔ لہجہ میں نرمی یا تلخی آ سکتی ہے۔ لیکن جہاں تک مقصد کا تعلق ہے، وہ نہیں بدل سکتا۔ وہ اس لئے نہیں بدل سکتا کہ میں ملک کے مختلف حصوں میں ایک بار نہیں، متعدد مرتبہ یہ عرض کر چکا ہوں کہ میں نے اپنے رب سے ایک وعدہ کر لیا ہے اور یہ وعدہ کئے ہوئے بہت عرصہ گزر گیا ہے۔

میں آپ کو اپنے دل کی بات بتلا رہا ہوں کہ میں نے اپنے رب سے ایک وعدہ کیا ہے...... اور وعدہ بھی میں نے اپنے خالق سے ایسے حالات میں کیا ہے کہ آج ان حالات کی سنگینی کو آپ سمجھ نہیں سکتے۔ میں آج اس تفصیل میں نہیں جاؤں گا۔ بہر حال! اتنا ضرور عرض کرتا ہوں کہ میں نے اپنے رب سے وعدہ کیا ہے۔ وہ وعدہ یہ ہے کہ زندگی کے جتنے دن باقی ہیں اور جتنے دن اس نے دیئے ہیں، وہ دن اور وہ ایام اور لمحہ میں ہر قیمت پر اصحابِ رسول اور امہات المؤمنینؓ کی تعریف، توصیف اور مدح میں گزاروں گا۔ ساتھ ہی دشمنانِ اصحابِ رسول اور دشمنانِ امہات المؤمنین کی تکفیر کو ملتِ اسلامیہ پر ہر قیمت پر واضح کروں گا یہ۔

میرا مؤقف:

یہ واضح سا مؤقف میں نے عرض کیا ہے۔ الفاظ بدل سکتے ہیں۔ لہجہ میں، مؤقف میں، نرمی یا تلخی آ سکتی ہے۔ لیکن مؤقف اور منزل نہیں بدل سکتی۔ صرف یہی نہیں کہ میں اس مؤقف کو صرف جلسوں تک ہی بیان کر کے کافی سمجھتا ہوں، نہیں۔ بلکہ یہ خواہش اور تڑپ ہے میری کہ میں اسی مؤقف کو پاکستان کے اس اعلیٰ ادارے میں بھی پیش کرنے کی تڑپ رکھتا ہوں، جسے پاکستان قومی اسمبلی کہا جاتا ہے۔ یہ کیوں میں سمجھتا ہوں اور ہر پاکستانی سمجھتا ہے کہ جب تک کسی قربانی کو روکنے کے لئے مؤثر قانون نہ بنایا جائے اور اس قانون پر عمل درآمد نہ کروایا جائے، نہ وہ برائی مٹ سکتی ہے، نہ رُک سکتی ہے، نہ روکی جا سکتی ہے۔

آپ حضرات کو بخوبی علم ہے کہ قادیانیت ایک ناسور تھا۔ یہ ملعون پودا انگریز نے لگایا تھا۔ نبی علیہ السلام کی بغاوت قادیانیت میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ ایک عرصہ تک اس

فتنہ کے خلاف ملتِ اسلامیہ نے بھرپور جدوجہد کی۔ علماء، وکلاء، طلبہ، دانشور، مشائخ عظام نے قادیانیت کے خلاف اپنی جدوجہد کو جاری رکھا اور اس راہ میں انتہائی مشکلات سے گزرنا پڑا۔ آج آپ ان شہداء کو گن نہیں سکتے ہیں۔ انہوں نے صرف یہ قصور کیا تھا کہ قادیانیت کے کفر کو سڑکوں پر بیان کیا تھا اور قادیانیت کے غیر مسلم ہونے کا مطالبہ کیا تھا۔ اس کے سوا ان کا کوئی اور جرم نہیں تھا۔ لیکن بہر حال انہیں سنگین حالات سے گزرنا پڑا۔ اتنی بڑی عظیم قربانی دینے کے بعد قادیانی کی راہ نہیں روکی۔ مسلمان جام شہادت نوش کرتے رہے۔ قادیانیت میں اضافہ ہوتا رہا۔ لیکن مسلم اُمہ نے جدوجہد جاری رکھی۔ مسلسل محنت جاری رکھی۔ ایک دن پھر آ گیا کہ جب قادیانی مسئلہ اسمبلی میں زیر بحث آیا اور وہاں بات یہی چلی کہ قادیانیت اسلام کا حصہ ہے۔ بحث کے بعد یہ طے ہو گیا کہ قادیانیت اسلام کا حصہ نہیں ہے۔ بلکہ انہیں غیر مسلم اقلیت قرار دینے کے سوا کوئی چارہ کار نہیں۔ اسمبلی نے جب اس کو مان لیا اور قادیانیت پاکستان کے دستور میں غیر مسلم پا گئی تو آج صورتِ حال بالکل برعکس ہو گئی ہے۔ ایک وقت وہ تھا، جب ہم قادیانیوں کو کافر کہتے تھے تو اگلے دن جیل، ہتھکڑی ہمارا مقدر تھی۔ آج اس کے بالکل اُلٹ اگر قادیانی اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرتے ہیں تو ہتھکڑی اور جیل ان کا مقدر ہے۔

میں یہ بات کیوں کر رہا ہوں۔ یہ ایک دینی ادارے کا جلسہ ہے۔ جب تک علماء سیاسی قوت حاصل نہیں کرتے، انہیں بھول جانا چاہئے کہ یہ اپنے دین کا تحفظ کر لیں گے۔

میں یہ بات ایک ولی، ایک کامل ولی کی موجودگی میں اور ولی ابن ولی کی موجودگی میں عرض کر رہا ہوں اور سوچ سمجھ کر رہا ہوں کہ جب تک علماء سیاسی قوت حاصل نہیں کر لیتے تو اس وقت تک یہ عقائد کو تحفظ نہیں دے سکتے۔ دین کو تحفظ نہیں دے سکتے۔ کب تک آپ قراردادیں پڑھتے رہیں گے۔ کب تک آپ مطالبات پیش کرتے رہیں گے۔ کب تک آپ احتجاج کرتے رہیں گے۔ بلکہ میں یہ کہتا ہوں کہ ہمیں اس پر غور کرنا چاہئے۔

ہم ہمیشہ جلسے میں یہ مطالبہ کرتے ہیں کہ فلاں نے رسول کی توہین کی ہے، سزا دو۔ فلاں

نے صحابی رسول کی توہین کی ہے، سزا دو۔ یا یہ ہم قرارداد پڑھتے ہیں کہ ہمارا مطالبہ ہے کہ خلافت راشدہ کا نظام نافذ کرو۔ یا یہ ہم کہتے ہیں کہ ہمارا مطالبہ ہے کہ پاکستان میں اسلامی نظام کو نافذ کرو۔ ایک عرصہ سے ہم یہ الفاظ جو کہتے چلے آرہے ہیں۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ہم صرف مطالبہ ہی کریں یا جس سے مطالبہ کر رہے ہیں، اس منصب پر قبضہ کریں۔ یعنی بھیک مانگنے ہی میں لطف ہے یا کچھ دینے والے مقام پر ہی ہمیں آنا چاہئے۔ ہاتھ پھیلانے میں لطف آتا ہے؟ اگر تو آپ کی سوچ ہی یہی ہے کہ ہم بھیک ہی مانگتے رہیں تو پھر مرضی ہے اس کی کہ جس سے ہم بھیک مانگ رہے ہیں، وہ بھیک دے یا نہ دے۔ اس کی مرضی ہے، آپ کو عزت سے رخصت کرے۔ اس کی مرضی ہے، آپ کو بے عزتی سے رخصت کرے۔

بہتر یہ ہے کہ ہم لائن بدل لیں۔ صرف مطالبہ تک اپنے آپ کو محدود نہ رکھیں۔ بلکہ ہم سوچ یہ پیدا کریں کہ آج ہم جس سے مطالبہ کرتے ہیں کہ خلافت راشدہ کا نظام نافذ کرو یا اسلام نافذ کرو۔ ہم اپنے آپ کو اسی مقام پر خود کیوں نہ لائیں۔ تاکہ مطالبہ کے بجائے ہم خود آرڈر کریں۔ جب تک یہ سوچ نہیں بدلتی ہے، میں دیانت داری کے ساتھ کہتا ہوں آپ اپنے دین کو تحفظ نہیں دے سکتے ہیں۔ اپنے ایمان کو قطعاً تحفظ نہیں دے سکتے۔ عام طور پر لوگ اس کا نام سیاست رکھ کر اپنے آپ کو بچا لیتے ہیں کہ اس سے ہمارا کوئی تعلق نہیں ہے۔ نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ اپنے آپ کو اس سے نکال لیتے ہیں کہ غلط کار لوگ برسرِ اقتدار آکر پھر دینی اقدار کو پامال کرتے ہیں اور ہم صرف اپنے آپ کو مطالبے کی حد تک میدانِ عمل میں اُتار لیتے ہیں۔

قرارداد، احتجاج، مطالبات، جلسہ، جلوس کر کے ہم اپنے دل کو تسلی دے لیتے ہیں کہ گویا ہم نے اپنا فریضہ ادا کر دیا ہے۔ ہم اپنے فرضِ منصبی سے عہدہ برا ہو گئے ہیں۔ بلکہ بعض اوقات یہ بھی سنا جاتا ہے لوگ کہتے ہیں کہ اچھے لوگوں کا یا نیک لوگوں کا ملکی معاملات میں کوئی دخل نہیں۔ انہیں نہیں آنا چاہئے۔ انہیں الگ بیٹھ کر اللہ اللہ کرتے رہنا چاہئے۔ یہ سوچ پیدا کی گئی ہے۔

یہ سوچ پیدا کرنے کے لئے دشمنانِ اسلام نے وقت صَرف کیا ہے۔ دولت صَرف کی ہے۔ ذہن صَرف کیا ہے۔ قلم صَرف کیا ہے۔ مقصد صرف دشمن کا تھا کہ وہ اس طرح اچھے لوگوں کو اس ادارے سے باہر پھینکیں گے۔ جس ادارے میں بیٹھ کر ملک اور قوم کی قسمت سنوارنے کے فیصلے کئے جاتے ہیں۔ بہت بڑی تعداد ملک کی اس لائن پر لگ گئی کہ واقعی ہمیں الگ تھلگ بیٹھ کر اللہ اللہ کرنی چاہئے۔ حکومت کوئی اور کرے، ہمیں اس سے بحث نہیں ہے۔ کوئی کرے، جب حکومت سے بحث نہیں ہے کہ کوئی کرے تو پھر آپ یہ توقع کیسے رکھتے ہیں کہ آپ اس غلط کار سے اسلام کا مطالبہ کریں گے تو اسلام کیسے آجائے گا۔ آپ یہ پھر کیسے توقع کریں گے کہ صحابہ کرام [پر تبرا بند ہو جائے۔ آپ ایک بدمعاش سے کیسے توقع رکھتے ہیں کہ آپ اس سے مطالبہ کریں کہ ملک میں زنا عام ہے تو وہ اس زنا کو روک دے گا۔ یا جوا، زنا، ہیروئن عام ہے، اسے روکو تو وہ روک دے گا۔ پھر آپ ان سے کیسے توقع رکھیں گے۔ اس برائی کو ایک غلط کار سے ہٹالیں گے۔ یہ توقعات کیسے پوری ہوں گی۔ یہ سوچ کس نے پیدا کی ہے اور کہاں سے آئی ہے؟

میں نے آج اس گفتگو کا آغاز اس لئے کیا ہے کہ آپ سستی جنت تلاش کر رہے ہیں کہ شیخ طریقت کے ہاتھ پر بیعت کی اور جنت کے تمام دروازے اپنے لئے کھلوا لئے۔ بھول جاؤ، اس طرح جنت نہیں ملے گی۔ اگر ملک میں ظلم ہے، آپ کو میدان میں آنا پڑے گا۔ ملک میں ستم ہے، آپ کو میدان میں آنا پڑے گا۔ اگر ملک میں اصحابِ رسول کو گالی دی جارہی ہے تو آپ کو میدان میں آنا پڑے گا۔ تب جنت ملے گی۔ جس طرح تم جنت تلاش کرتے ہو، میں ذمہ داری کے ساتھ کہتا ہوں کہ یوں جنت نہیں ملتی ہے۔

میدانِ عمل میں آؤ:

ہاں! ملک میں خلافتِ راشدہ کا نظام ہوتا۔ آپ بالکل الگ تھلگ رہ کر جنگل میں چلّے کاٹتے رہتے تو فرق نہیں پڑتا۔ لیکن آج جنگل میں چلّے کاٹنے کا وقت نہیں۔ آج میدان عمل میں اُتر کر جابر و ظالم سلطان کا گریبان پکڑنے کا وقت ہے۔ ہر چیز کا ایک وقت ہوتا

ہے۔ ہر چیز کے لئے حالات ہوتے ہیں۔ میں آگے چل کر اپنے اس موقف کو مزید واضح کروں گا اور ان شاءاللہ وہ ذہن میں ضرور اُترے گا۔ چلتے ہوئے یہ کہتا جاؤں کہ اگر میدانِ سیاست میں اُترنا جائز نہ ہوتا تو شیخ المشائخ سلطان الاولیاء میرے اور آپ کے مرشد حضرت مولانا دہلوی کبھی الیکشن نہ لڑتے۔

آج کوئی صوفیاء صرف مراقبے کو دین سمجھ بیٹھے ہیں۔ انہیں اپنے شیخ کا طریقہ کار دیکھنا چاہئے۔ اگر دہلوی قرآن جانتا تھا، سُنّت جانتا تھا تو پھر جو اقدام اس نے کیا تھا، وہ آپ کو کرنا پڑے گا۔ اللہ ان کی قبر پر کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے۔ (آمین)

آج ہماری پیروی کا ذریعہ یہی ہے۔ ایک تہجد گزار الیکشن میں کھڑا ہوتا ہے۔ دوسو ووٹ ملتے ہیں۔ ایک بدمعاش کھڑا ہوتا ہے، اُسے لاکھوں ووٹ ملتے ہیں۔ کبھی آپ نے اس پر غور کیا ہے۔ کبھی آپ نے سوچا ہے کہ یہ طریقہ کار کیا ہے۔ یعنی ایک نیک، صالح، تہجد گزار اور پرہیز گار کو پبلک اپنی قیادت کے لئے، ملکی معاملات کے لئے کیوں منتخب نہیں کر رہی؟ وجہ کیا ہے؟ اس کی بنیادی وجہ عرض کرتا ہوں۔ آپ رات دن ایک تبلیغ کرتے ہیں۔ بار بار ایک لفظ کا تکرار کرتے ہیں کہ نیک لوگوں کا کوئی تعلق نہیں ہے ملکی معاملات کے ساتھ، یہ رب رب کریں۔

پھر جب حالات ایسے آتے ہیں۔ معاملات ایسے آتے ہیں تو وہی آپ کے پڑھائے ہوئے، وہی آپ کے تربیت یافتہ آپ کو جواب دیتے ہیں حضرت! آپ تو نیک لوگ ہیں۔ آپ کا کیا تعلق ہے سیاست کے ساتھ۔

وہی سبق جو آپ نے یاد کرایا تھا۔ وہی وہ جواب میں پیش کرتے ہیں۔ ورنہ انہیں کوئی ذاتی دشمنی نہیں ہے کہ ہمارے ساتھ وہ ایک بدمعاش کو منتخب کرتے ہیں۔ ایک نیک اور صالح کو منتخب کیوں نہیں کرتے۔

میں یہ واضح عرض کرتا ہوں کہ جب تک آپ اپنی یہ سوچ بدل نہیں لیتے ہیں، اس وقت تک آپ اپنے دین کو بھی تحفظ نہیں سکتے۔ دینی اقدار کو تحفظ نہیں دیا جاسکتا۔ عقیدے کو

تحفظ نہیں مل سکتا۔ آج ہم چیختے اور چلاتے ہیں کہ اصحاب رسول کو گالی دی جارہی ہے، گالی دینے والے کا منہ بند کرو۔ جس سے مطالبہ ہے، اگر وہ خود گالی دینے والے طبقات میں سے ہوگا تو وہ گالی بند کرے گا؟ (نہیں)۔

پھر ہمیں اس تبرے کو بند کرانے کے لئے صرف سال بعد کسی جلسہ میں قرار داد پڑھنا ہے یا کوئی راستہ یا کوئی لائن اختیار کرنی ہے جس سے ہم اس تبرے کو بند کرواسکیں۔ آج جو آپ نالاں ہیں اور ناراض ہیں کہ عورت سربراہ مملکت بن گئی ہے۔ مجھے اس بحث پر جانا نہیں، لیکن تھوڑی سی تمہید باندھنا چاہتا ہوں آپ کو سمجھانے کے لئے کہ عورت اس ملک کی سربراہ بن گئی ہے۔ آپ نے اس پر غور کیا ہے کہ وہ کیوں بنی ہے؟

میرے تبلیغی جماعت کے بھائیوں نے الیکشن کے دن بستر اُٹھائے اور گئے۔ انہوں نے ووٹ نہیں ڈالے۔ حتٰی کہ کئی تبلیغی جماعت والوں نے ووٹ نہیں بنوائے اور میرے کئی بھائی اور بزرگ عین الیکشن کے دن مسجد کے صحن میں مراقبہ میں بیٹھ کر تسبیح اور نوافل پڑھتے رہے۔ جب آپ ووٹ نہیں ڈالتے ہیں۔ ووٹ غلط کارڈالتا ہے۔ منتخب غلط کار ہوتا ہے۔ پھر اس کے انتخاب کے بعد آپ کو اب خدا یاد آیا کہ اب دعائیں مانگتے ہو کہ اب یہ اُتر جائے۔ یہ میری بات آپ کو تلخ لگے گی لیکن میں اس میدان سے گزرا ہوں۔ مجھے یہ تلخ تجربہ ہے۔ اس لئے آج یہ بات کہنا ہے کہ یا آج دعائیں نہ مانگو کہ خدا کا غضب آ گیا یا یہ حدیث نہ پڑھو کہ "وہ قوم برباد ہوگئی کہ جس قوم کی سربراہ عورت بن گئی"۔

یہ حدیث تمہیں اس وقت معلوم تھی۔ تم نے اس وقت اس کی راہ کیوں نہیں روکی کہ جس وقت قوم اسے منتخب کررہی تھی۔ تم نے اس وقت کوشش کیوں نہ کی جس وقت اس کی راہ روکی جاسکتی تھی۔ آج محض دعاؤں سے ہٹالو گے۔ آج صرف جلسہ میں قوم کو غیرت دلوا کر ہٹالو گے؟ نہیں۔ مولویت اپنے آپ کو بدلے۔ مولویت میدان میں آئے۔ اگر مولوی میدان میں نہیں آتا تو قوم اُسے کیسے ووٹ دے گی؟

یہ ذہن آپ کو بدلنا پڑے گا۔ تب جاکر آپ کو اس کے بہتر نتائج نظر آئیں گے۔

ورنہ کوئی نتیجہ نہیں نکلے گا۔ برے سے بُرا آدمی برسرِ اقتدار آتا رہے گا اور آپ اس پر احتجاج ہی کرتے رہیں گے۔ اس پر اس کے سوا اور کچھ نہیں آ سکتا۔

یہ بھی میں آپ سے عرض کر دوں۔ جس شخص نے سیاست میں حصہ لینا ہے، اس کی نگاہ ہوتی ہے ووٹر پر۔ ووٹروں کی زیادہ تعداد برے لوگوں کی ہوتی ہے۔ وہ اسی ذہن کے ساتھ چلتا ہے۔ اس نے تو ووٹ لینے ہیں۔ ووٹروں کی زیادہ تعداد نیک لوگوں کی ہے، پھر وہ اس انداز کے ساتھ چلتا ہے کہ اس نے ووٹ لینے ہیں۔ جس طرح کا ماحول اور معاشرہ اس کو ملے گا، وہ اس کے مطابق ڈھلتا جائے گا۔ آپ ایسا ماحول پیدا کریں گے تو لوگ آپ کا ساتھ دیں گے۔ اگر آپ ایسا ماحول پیدا نہیں کریں گے تو لوگ ساتھ نہیں دیں گے۔

میں آپ کو اپنے مختصر سے تجربہ کی بات عرض کرتا ہوں۔ ہم مایوس نہیں ہیں۔ صرف کام کی کمی ہے۔ بے سروسامانی کے عالم میں، میں نے الیکشن لڑا ہے۔ ۳۹،۰۰۰ ووٹ حاصل کئے ہیں۔ اس پندرھوی صدی میں پنجاب کی دھرتی پر اور وہ بھی مسجد کا مولوی اتنی بڑی تعداد میں ووٹ لے۔ یہ بظاہر تعجب نظر آتا ہے۔ لیکن میں تجربے کی بات عرض کر رہا ہوں۔ جب مؤقف قوم کو سمجھایا جائے، بے شک کوئی کتنا ہی غلط کار کیوں نہ ہو۔ اس کے دل میں ایمان کی رمق پائی جاتی ہے۔ اس کے دل میں دین کی محبت باقی ہے۔ وہ ساتھ دیتا ہے۔ لیکن ساتھ لینے کے لئے ہمیں کوئی حرکت کرنی چاہئے یا کہ نہیں کرنی چاہئے۔ آپ کسی کی غمی میں شریک نہ ہوں، کسی کی خوشی میں شریک نہ ہوں، کسی کو پوچھنے نہ جائیں تو کیا سمجھتے ہیں آپ کہ لوگ آپ کا ساتھ دیں گے؟ نہیں، نہیں دیں گے۔

یہ نفسیاتی چیز ہے۔ یہ فطرت ہے انسان کی۔ جی کرو گے، جی کراؤ گے۔ جی نہیں کرو گے، جی نہیں کراؤ گے۔ مفت میں پوچھنے کوئی نہیں آتا۔ مجھے اور آپ کو بہر حال بدلنا ہے۔ میں نے یہ یوں کہا، مجھے اس کی تمہیداً ضرورت کیوں پیش آئی کہ آج پاکستان کی دھرتی پر اصحابِ رسول ﷺ اور امہات المؤمنینؓ کو دنیا جہان کی ہر گالی دی جارہی ہے۔ اصحابِ رسول ﷺ کو ماں کی گالی دی جارہی ہے اور تحریراً بھی دی گئی ہے۔ یہ بھی نہیں کہ کوئی کتنا زبانی

بھونک گیا ہے اور بات آ گئی ہو۔ تحریر پر ہے۔ ریکارڈ پر ہے۔

ماں کی گالی، بہن کی گالی، بیٹی کی گالی...... یہ دنیا میں سنگین ترین اور فحش گالیاں شمار ہوتی ہیں جو کسی کو ماں، بہن اور بیٹی کی گالی دی جائے۔ یہ وہ گالیاں ہیں جو اصحابِ رسول ﷺ کو پاکستان میں دی گئی ہیں اور دشمن نے جرأت کے ساتھ اور ڈھٹائی کے ساتھ دی ہیں۔ پوری جرأت کے ساتھ دی ہیں۔

صرف یہی نہیں، ماں بہن کی گالی کے ساتھ ساتھ اُسے جو اور گالی ملی ہے، اس نے دی ہے، اصحابِ رسول ﷺ کو کافر لکھا گیا ہے۔ منافق لکھا گیا ہے۔ ملعون لکھا گیا ہے۔ شیطان اور ابلیس کا ایجنٹ لکھا گیا ہے۔ شیطان سے بڑا جہنمی لکھا گیا ہے۔ فرعون، نمرود اور قارون لکھا گیا ہے۔ منافق اور رئیس المنافقین لکھا گیا ہے۔ جہنمی کتا لکھا گیا ہے۔ دجال لکھا گیا ہے۔ دھوکے باز لکھا گیا ہے۔ حتّٰی کہ اصحابِ رسول ﷺ پر لواطت کے الزام کتابوں میں تحریر کئے گئے ہیں۔ یہ تمام وہ لٹریچر ہے، یہ وہ تمام کتب ہیں جو پاکستان میں موجود ہیں۔ پاکستانی پریس نے یہ کتابیں چھاپی ہیں۔ پاکستانی کتب خانوں میں یہ کتابیں بکتی ہیں۔ پوری آزادی کے ساتھ اصحابِ رسول ﷺ اور امہات المؤمنین ا کے خلاف اس لٹریچر کو پھیلایا جا رہا ہے۔ کیا میں پوچھ سکتا ہوں پوری اُمت سے کہ تمہاری مسجد نے اس غلاظت کو روک لیا؟ تمہارے مدرسہ نے اس کفر کو روک لیا؟ تمہاری پارٹیوں نے اس کفر کو روک لیا ہے؟ تمہاری دعا نے اس کفر کو روک لیا ہے؟ اگر روک لیا ہے تو بتلاؤ؟ اگر نہیں روکا تو پھر کوئی راستہ اختیار کرنا چاہئے یا کہ نہیں جس سے یہ راستہ روکا جا سکے۔

مدارس اسلامی تربیت گاہیں ہیں:

میرا مطلب معاذ اللہ یہ نہیں کہ مسجدیں ڈھا دی جائیں یا مدارس گرا دیئے جائیں، نہیں۔ مسجد اور مدرسہ نے تو لائن دینی ہے۔ آگے عمل کا میدان ہے کہ اس پر عمل کیا جائے یا نہ کیا جائے۔

مدرسہ تربیت دے گا۔ مسجد درس دے گی۔ لیکن اس کے بعد اس درس اور تربیت پر

آپ نے عمل کر کے عملی کام کرنا ہے۔ اگر آپ عملی کام نہیں کرتے اور اس پر خوش رہتے ہیں کہ ہم نے آواز بلند کر دی ہے تو میں نہیں سمجھتا کہ آپ کے لئے جنت کے دروازے کھل گئے ہیں۔

ان حالات میں جب یہاں تک اصحاب رسول ﷺ کو ننگی، فحش اور گندی گالی دی جارہی ہو، ایسے حالات میں، میں نہیں تصور کر سکتا اس بات کو کہ آپ آسانی کے ساتھ مسجد کا ساتھ دے کر چلے جائیں گے اور اس کے لئے کوئی آپ لائحہ عمل تیار نہیں کریں گے۔ آپ کے ذمہ آج کے حالات میں فرض ہے کہ اس کفر کی راہ روکنے کے لئے اپنی صفوں میں نظم وضبط پیدا کریں اور اس کے لئے لائحہ عمل تیار کریں۔ اس کے لئے کسی لائن پر چل کر عملی میدان میں آئیں۔ اگر آپ ایسا نہیں کرتے تو اصحابِ رسول ﷺ کے خلاف تبرا نہیں رک سکتا۔ میں نے یہ الفاظ محض آپ کے جذبات مشتعل کرنے کے لئے نہیں بولے۔ بلکہ یہ بالکل حقیقت برمبنی ہیں۔ یہی کاز ہونا چاہئے۔ آپ خود اس کا جائزہ لے سکتے ہیں۔ مطالعہ کر سکتے ہیں۔

لاہور سے ایک کتاب چھپی ہے۔ جس کتاب کے خلاف مجھے تقریباً محتاط انداز ے کے مطابق یہ پانچواں برس جا رہا ہے چیختے چلاتے اور احتجاج کرتے ہوئے لیکن آج تک اس کی شنوائی نہیں ہوئی۔ اسی وجہ سے آج میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ احتجاج اور قرارداد اس کفر کی راہ نہیں روکتی ہے۔ کفر کی راہ کو روکنے کے لئے کوئی اور اقدامات ہیں جو مجھے اور آپ کو کرنے ہیں۔

کلید مناظرہ نامی کتاب:

یہ کتاب لاہور سے شائع ہوئی۔ ''کلید مناظرہ'' کے نام سے شائع ہوئی اور اس کتاب کا بدترین کافر مصنف اس پر تحریر کرتا ہے کہ معاویہ (h) کی دادی، نانی اور والدہ تینوں زنا کار اور فاحشہ عورتیں تھیں۔ (معاذ اللہ)

پاکستان میں جس کے خلاف کتاب لکھی گئی ہو۔ اس کی نانی، دادی اور والد کا نام

لے کر یہ الفاظ لکھے گئے ہوں، آپ کوئی اور کتاب بھی پیش کر سکتے ہیں؟ کوئی مولوی، کوئی پیر، کوئی مرشد، کوئی سیاسی لیڈر، کوئی حکمران ...... مل جائیں گی کتابیں، تنقید مل جائے گی ایک دوسرے پر لیکن یہ الفاظ آپ مجھے کسی عام آدمی کے لئے بھی استعمال کئے ہوئے نہیں دکھلا سکتے۔

پھر آزادی کے ساتھ وہ مصنف ملک میں پھرتا ہو۔ کس حد تک تباہی آ گئی ہے اس اُمّت کی کہ صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ماں، نانی اور دادی کے لئے یہ الفاظ ہوں اور پھر اس کے لئے کوئی قانون نہ ہو۔ ضابطہ نہ ہو...... اور اس کافر کی زبان اور قلم کوئی نہ روکے...... نہ ملک روکے...... نہ حکومت روکے...... نہ اُمّت روکے...... کیا ان حالات میں آپ سمجھتے ہیں کہ آپ جنت میں چلے جائیں گے اور اس کفر کی راہ روکے بغیر چلے جائیں گے؟ (نہیں)

کفر کا راستہ:

اس غلاظت اور اس کفر کی راہ روکنے کے لئے آپ کو تیار ہونا پڑے گا۔ میں اسی لئے واضح کہنا چاہتا ہوں۔ ہمیں کچھ لوگ تشدد پسندی کا طعنہ دیتے ہیں۔ تلخ نوائی کا طعنہ دیتے ہیں۔ لیکن ہم اس طعنہ کو برداشت کرتے ہیں۔ میری سوچ یہ ہے کہ جب تک ہم اہل سنت کو اس بات پر آمادہ نہیں کر لیتے کہ شیعت کفر کا نام ہے، اسلام کا نام نہیں ہے۔

جب تک ایک ایک سُنّی بچہ اس ذہن کا نہیں بنالیا جاتا۔ اس وقت تک صدیق اکبر h کے دشمن کا نہ قلم توڑا جا سکتا ہے، نہ زبان پکڑی جا سکتی ہے، نہ حکومت کو مجبور کیا جا سکتا ہے کہ وہ ان کافروں کو تختہ دار پر لٹکائیں۔ ہر کام کرنے کے لئے زمین تیار کرنی پڑتی ہے۔ ہر کام کرنے کے لئے میدان بنانا پڑتا ہے۔ ہر کام کرنے کے لئے طریقہ کار تجویز کرنا پڑتا ہے۔

مسجد تعمیر کرنی ہے تو مسجد کے فضائل بتلانا پڑتے ہیں۔ مسجد بنانی ہو تو اس کے لئے اپیل کا انداز اختیار کرنا پڑتا ہے۔ مدرسہ بنانا ہے، اس کو کامیاب کرنے کے لئے طلبہ کو لانے کے لئے محنت کرنا پڑتی ہے۔ اساتذہ کو لانا پڑتا ہے۔ اشتہار دینے پڑتے ہیں۔ مدرسہ کا نظام بہتر کرنا پڑتا ہے۔ خوراک کا انتظام بہتر کرنا پڑتا ہے۔ کوئی بھی کام بغیر محنت کے پایۂ

تکمیل تک نہیں پہنچتا۔اس کے لئے اسباب پورے کریں گے تو کام مکمل ہو جائے گا۔

مسجد کے فضائل نہ بتلائیے۔ احادیث نہ سنائیے۔ترغیب نہ دلائیے۔لوگوں کے پاس نہ جائیے۔ جہاں کھڑی ہے، وہاں کھڑی رہے گی۔کوئی خود بخود نہیں بنائے گا۔

مدرسہ کی عمارت کھڑی کر دیجئے۔قابل اساتذہ نہ لائیے۔ایک طالب علم بھی پڑھنے کے لئے نہیں آئے گا۔قابل اساتذہ لائے ہو۔اشتہار نہ دو، پروپیگنڈہ نہ کرو، اعلان نہ کرو، ایک بھی نہ آئے گا۔ جب ہر کام ایڈورٹائزنگ مانگتا ہے۔یہ کام محنت مانگتا ہے اور یہ کام بھی محنت مانگتا ہے۔

جب تک شیعہ کے کفر، ارتداد، دجل، شیطنت کو چوکوں پر، چوراہوں پر، بستیوں میں، گلیوں میں، شہروں میں، قصبات میں، عام نہیں کریں گے، حکومت شیعہ کے منہ لگام نہیں دے گی۔

آپ کو یہ کام کرنا پڑے گا۔ اگر آپ یہ سمجھتے ہیں کہ یہ تلخی ہے تو اس تلخی کے بغیر آپ اصحابِ رسول ﷺ پر تبرا بند نہیں کرواسکتے۔نہ آج تک بند کروایا جاسکتا ہے۔پہلے تمہیں شیعت کو ناسور بنانا پڑے گا۔ پہلے شیعت کا کفر ثابت کرنا پڑے گا۔ پہلے شیعت سے خنزیر کی طرح نفر دلانا پڑے گی۔جب آپ نے سُنّی قوم کو اس سطح تک تیار کرلیا......

سُنّی ان کے ساتھ رشتہ ناطہ چھوڑ گئے

سُنّی ان کے ساتھ جنازے چھوڑ گئے

سُنّی ان کے ساتھ کھانا پینا چھوڑ گئے

سُنّیت ان کے ساتھ علیک سلیک اور سلام ودعا چھوڑ گئی

جس دن سُنّی قوم کو اس انداز میں تیار کرلیا گیا۔وہ دن پاکستان میں شیعت کا آخری دن ہوگا۔اس کے بغیر یہ کام نہیں ہوسکتا۔نہ اس کے بغیر شیعہ کان دھرتا ہے۔وہ بکتا اور بھونکتا ہی چلا گیا اور چلا جارہا ہے۔حد ہے گالی کی، صحابی رسول ﷺ کو ماں کی، نانی کی اور والدہ کی گالی۔تمہیں یہ گالی کوئی لکھ کر تحریر نہیں کرتا۔کوئی کرے تو سہی۔اگلے دن بدلہ لینے کے لئے

آپ تیار کھڑے ہیں۔ اس وقت تک آپ اپنی تمام تر محلّہ داری، برادری، تعلقات سب بھول جاتے ہیں۔ لیکن اگر صحابی رسول ﷺ کو گالی دی جاتی ہے تو پھر تعلقات آڑے، برادری آڑے، اس وقت آپ بہت نرم مزاج اور بہت ہی زیادہ وسیع القلب، بہت ہی زیادہ اپنے آپ کو صوفی بنا لیتے ہیں کہ جی ہم تو ایسی کوئی بات نہیں کرتے، یہ باتیں تلخ ہیں۔ اسلامی نرمی سے آیا ہے۔ یہ وعظ دیتا ہے۔ اسلامی نرمی سے آیا ہے۔ اسلام اخلاق سے پھیلا ہے۔ یہ ہمیں وعظ دیتا ہے۔ لیکن میں یہ بتلا دینا چاہتا ہوں کہ میں اس مسئلہ کا انکار نہیں کرتا۔ ضرور اسلام اخلاق سے پھیلا ہے۔ ضرور اسلام نرمی سے آیا ہے۔

لیکن کبھی کبھی اسلام میں بدر بھی آیا ہے......

کبھی کبھی اس راہ میں اُحد بھی آیا ہے

کبھی کبھی اس راہ میں خندق بھی آیا ہے

کبھی کبھی اس راہ میں یرموک اور تبوک بھی آئے ہیں

کبھی کبھی اس راہ میں یہ واقعات بھی آئے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ یہ اعلان کرتے ہیں کہ بیت اللہ کا غلاف بھی پکڑے تو تب بھی قتل کر دو۔ نہیں آئے یہ واقعات؟

صوفیو! ایک سبق یاد کرتے ہو، باقی بھول گئے ہو۔ اجتماع ہے صوفیوں کا۔ لیکن یہ وہ اجتماع نہیں، جو کسی ایرے غیرے پیر اور مرشد کا اجتماع ہو۔ یہ بہلوی جیسے مرشد کے مریدوں کا اجتماع ہے۔ جس نے ہر ظلم کو للکارا اور ہر باطل کو پاش پاش کر دیا۔ مجھے آج تک یاد ہے۔ میرے شیخ کہا کرتے تھے۔ اعلانیہ کہا کرتے تھے کہ قبر کے پوجنے والوں کا مجھ سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

ہم مصلحت کے قائل نہیں:

میں اس لئے یہ عرض کر رہا ہوں کہ ہم ان شیخوں پر ہم ان پیروں کے قائل نہیں ہیں جو حقائق پر پردہ ڈالنا جانتے ہوں۔ ہم انہیں کے قائل ہیں جو حقائق کو اعلانیہ بیان کرنا اپنا فرض سمجھتے ہوں۔ جو میدانِ عمل میں بوقتِ ضرورت اُترنا ضروری سمجھتے ہوں۔ جو ظلم و جور کی آنکھ میں آنکھ ڈالنا ضروری سمجھتے ہوں۔ ہم ان پیروں مرشدوں کے قائل ہیں۔

ہماری ایک تاریخ ہے۔ ہم مرشد اس لئے نہیں بناتے کہ اگر بھینس دودھ نہ دے تو اس سے چارے پر دم کرالیں۔ ہم اس لئے مرشد نہیں بناتے۔ بھینس نے دودھ دینا ہے اور رب کے حکم سے دینا ہے۔ دم کا انکار نہیں کرتا۔ آپ دم کروائیں۔ لیکن پیر اور مرشد اس لئے نہیں۔ لفظ مرشد کو سمجھئے۔ اس کا معنی ہدایت کرنے والا ہے۔ صرف چارہ دم کرنے والا نہیں ہے۔ آپ نے اس سے صحیح لائن حاصل کرنی ہے۔ صحیح راستہ لینا ہے۔ صراطِ مستقیم کو سمجھنا ہے اور اس کے مطابق اس پر چلنا ہے۔ صرف یہی تو نہیں کہ چینی دم کرالی۔ چارہ دم کرالیا۔ آٹا دم کرالیا۔ گائے دودھ نہیں دے رہی۔ بھینس دودھ نہیں دے رہی۔ بچہ رات کو نہیں سو رہا۔ لہٰذا پانی دم کرالیا اور آپ فارغ ہو گئے۔ آپ نے سمجھا کہ ہم نے حق ادا کر دیا ہے طریقت کا، نہیں۔ مرشد کے فرائض بھی کچھ اور ہیں۔ آپ کے فرائض بھی کچھ اور ہیں۔ میں نے تو اپنے اکابرین کی یہی تعریف اور یہی تاریخ پڑھی ہے۔ اولیاء اللہ کی اور پیروں کی یہی تاریخ میں نے پڑھی ہے۔ انہوں نے تو کام کیا ہے۔

شیخ العرب والعجم السید مولانا حسین احمد مدنی رحمہ اللہ مرشد نہیں تھے؟ شیخ الہند مولانا محمود الحسن رحمہ اللہ مرشد نہیں تھے؟ علامہ رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ مرشد نہیں تھے؟ مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمہ اللہ مرشد نہیں تھے؟ پھر تاریخ پڑھئے کہ مولانا قاسم نانوتوی رحمہ اللہ شاملی کے میدان میں تلواریں اُٹھائے ہوئے کفر سے لڑتا ہوا کیوں نظر آتا ہے۔ ذرا تاریخ پر نگاہ دوڑائیے۔ شاہ اسماعیل شہید رحمہ اللہ بالاکوٹ کے میدان میں کیوں لڑتا ہوا شہید ہوا؟

پھر تاریخ پڑھئے۔ مولانا سید حسین احمد مدنی رحمہ اللہ جیل کیوں کاٹتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ نگاہ دوڑائیے آپ کو پتہ چل جائے گا کہ ہماری تاریخ کیا ہے۔ ہم کس قسم کی پیری کے قائل ہیں۔ یا انہیں کیا کرنا چاہئے۔ یہ بات تو میں بہت نچلے درجے کی کر رہا ہوں۔ بہت بڑا مرشد ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑا اس کائنات میں کوئی اور مرشد نہیں ہے۔ نگاہ دوڑائیے اس مرشد اعظم پر کہ وہ پیٹ پر پتھر باندھ کر میدانِ جنگ میں کیوں کفر کے مقابلے میں کھڑا ہے۔ آپ سستی جنت تلاش کرتے ہیں۔

گرامی قدر سامعین! میری باتیں تلخ تو نہیں۔

سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ کو بھی آپ مرشد مانتے ہیں۔ انہوں نے ہتھ کڑی، بیڑی، جیل، مشکلات، مصیبتیں، دکھ، درد، اپنوں کے طعنے، غیروں کے ہاتھوں پریشانیاں، کیا کچھ برداشت نہیں کیا؟ حتٰی کہ انہوں نے جیل میں چکی بھی پیسی تو کیوں؟ یہ سب کچھ پھر کیوں ہوا اور کس لئے ہوا۔

یہ سبق نہیں ہے تاریخ کا میرے اور آپ کے لئے کہ جب بھی مملکت کے حالات بگڑے ہوئے نظر آئیں، اس وقت میرا اور آپ سب کا فریضہ ہے کہ ہم اس وقت لائن دیں۔ سوچیں، طریقہ کار اختیار کریں۔

ہاں! یہ بات درست ہے کہ ہر آدمی کی ڈیوٹی اپنی اپنی ہے۔ کوئی محدود حد تک ذہن سازی کرسکتا ہے۔ کوئی میدانِ عمل میں اُتر کر ظالم کا گریبان پکڑ سکتا ہے۔ کوئی ان کاموں کے لئے سرمایہ مہیا کرسکتا ہے۔ یہ تقسیم کار ہے۔ جو آدمی جس کام کے لئے فٹ آتا ہے اور یہاں جتنی صلاحیتیں رب نے رکھی ہیں، اس کو ان صلاحیتوں سے کام لینا چاہئے۔ ان فرائض کو اپنی صلاحیتوں کے مطابق سرانجام دینا چاہئے۔

منکر صحابہؓ کافر ہے:

میں عرض یہ کر رہا ہوں کہ آج اصحابِ رسول ﷺ کو جس انداز میں گالی دی جا رہی ہے، مجھے اور آپ کو وہ گالی روکنی ہے اور ہر قیمت پر روکنی ہے۔

میں رات دن جلسوں سے خطاب کرتا ہوں۔ قدرتی بات ہے جو اس طرح رات دن پھرتا ہو اور آئے دن نئی جگہ لوگوں سے خطاب کرتا ہو، وہ چہرے بھی پہچان لیتا ہے اور نفسیات کا ماہر بھی بن جاتا ہے۔ میرے سامنے آج عام مجمع نہیں۔ یہ مجمع کوئی جھنگ کا ہے۔ کوئی پشاور کا ہے۔ کوئی ڈیرہ اسماعیل خان کا ہے۔ کوئی ملتان کا ہے۔ آپ گنے چنے ہوئے خاص ذہن یہاں موجود ہیں۔ اس لئے آج مجھے عام تقریر نہیں کرنی۔ مجھے خاص تقریر کرنی ہے۔ جو اس جلسہ اور سامعین کا مجھ سے تقاضا کرتی ہے۔ یہاں شجاع آباد شہر کے

لوگ کم ہیں اور دور دراز سے آئے ہوئے لوگ زیادہ ہیں۔ جو آئے ہیں وہ ایک عقیدت لے کر آئے ہیں۔ ایک سوچ لے کر آئے ہیں۔ ایک ذہن لے کر آئے ہیں۔

اگر چہ یہ اجتماع اتنا بڑا اجتماع نہیں ہے، جتنے عام کانفرنسوں کے ہوتے ہیں۔ لیکن ایک لحاظ سے یہ اجتماع بہت بڑا اجتماع ہے۔ عام کانفرنسیں جو اس سے بڑی ہوتی ہیں، وہ صرف اسی شہر ہی کا حلقہ ہوتی ہیں۔ یہ اجتماع گویا ملک کا نمائندہ اجتماع ہے۔ جس میں ہر شہر کا، ہر قصبے کا بلکہ قریباً پنجاب کے تمام علاقوں کے افراد بیٹھے ہیں۔

میں نے سوچ سمجھ کر یہ لائن اختیار کی ہے۔ یہ طرزِ گفتگو اختیار کی ہے۔ میں پاگل نہیں ہوں۔ یہ میدان ہے میرا، چہرے پہچان کر بات کرنے کے ہم لوگ عادی بن گئے۔

ایک بات ادب کے ساتھ عرض کروں گا کہ جو وظیفہ حضرت صاحب فرمائیں گے، وہ آپ نے پابندی کے ساتھ آپ نے پڑھنا ہے۔ اسی کے ساتھ ایک وظیفہ سپاہِ صحابہؓ کا بھی آپ نے پڑھنا ہے...... کافر کافر......

اگر آپ اعلانیہ نہ پڑھ سکیں۔ بعض اوقات حالات اجازت نہیں دیتے۔ ہمت نہیں ہوتی۔ حالات ہر انسان کے ایک جیسے نہیں ہیں۔ آپ خفیہ یہ تسبیح پڑھتے رہیں۔ تمام وظیفوں کے ساتھ ساتھ ایک وظیفہ یہ بھی ہے۔ میں یہ مذاق کے طور پر نہیں کر رہا۔ یہ ایمان اور عقیدہ ہے۔ صدیق اکبرؓ کے دشمن کو کافر سمجھنا ایمان ہے اور اس کو مومن سمجھنا کفر ہے۔

رب کی عبادت کے منکر کو کافر سمجھنا ایمان ہے۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کے منکر کو کافر سمجھنا ایمان ہے۔ قیامت کے منکر کو کافر سمجھنا ایمان ہے۔ خاتم الانبیاء کی ختم نبوت کے انکار کرنے والے کو کافر سمجھنا ایمان ہے۔ صدیقؓ کے صداقت کے منکر کو کافر سمجھنا ایمان ہے۔

اگر آپ صدیق اکبرؓ کی صحابیت کے منکر کو کافر نہیں سمجھتے ہیں تو میں تمہیں مسلمان سمجھنے کے لئے تیار نہیں ہوں۔

یہ بات جذباتی نہیں ہے۔ یہ بات میں نے بے سوچے سمجھے نہیں کہی ہے۔ قرآن اعلان کرتا ہے

ثانی اثنین اذ ھما فی الغار اذ یقول لصاحبہ لا تحزن

الحمدللہ سے والناس تک ''صدیقؓ'' اس وصف میں تنہا ہے کہ رب نے اس کو رسول کا صحابی کہا ہے۔

''لصاحبہ'' کا لفظ صدیقؓ کی صحابیت...... تقدس...... شرافت...... عزت...... دیانت...... علم...... فہم...... رفاقت نبوت پر دلالت کر رہا ہے۔ واضح دلالت کر رہا ہے۔ لہٰذا ابوبکرؓ کی صحابیت کا انکار اسی طرح کفر ہے، جس طرح رب کی وحدت کا انکار، رسول ﷺ کی رسالت کا انکار کفر ہے۔ جو صدیق اکبرؓ کی صحابیت کے منکر کو کافر نہیں سمجھتا ہے......

پیر ہے ...... تب کافر ہے

مرشد ہے ...... تب کافر ہے

مولوی ہے ...... تب کافر ہے

لیڈر ہے ...... تب کافر ہے

حکمران ہے...... تب کافر ہے

اُٹھایئے، اُٹھایئے! فتاویٰ عالمگیری جس میں پانچ سو جید علماء کرام اپنی قلم سے یہ تصدیق کر گئے ہیں:

من انکر صحبت ابی بکر فھو کافر

جو شخص ابوبکرؓ کی صحابیت کا انکار کرتا ہے...... فھو کافر...... میں نے کہا۔ میں کون ہوتا ہوں کہنے والا۔ میں نے اکابرین کے فتویٰ کو نقل کیا ہے۔

ہاں! ایک بات ضرور کہتا ہوں۔ مجھے تحدیث نعمت کے طور پر کہنی چاہئے۔ وہ ضرور کہتا ہوں کہ سٹیج پر اعلانیہ شیعہ کے کفر کو امام اہل سنت علامہ مولانا عبدالشکور لکھنوی رحمہ اللہ کے بعد اس برصغیر میں حق نواز نے بیان کیا ہے۔ تحدیث نعمت کے طور پر کہتا ہوں۔

کافر کو کافر کہہ:

اس راہ میں جتنی مشکلات آئی ہیں۔ برداشت کی ہیں۔ جتنے مصائب آئے ہیں،

برداشت کئے ہیں۔ یہ لفظ کہنا آسان نہیں تھا۔ شیعت کا آج طوطی بولتا ہے۔ شیعت کے ہاتھ میں آج اقتدار ہے۔ شیعت کے ہاتھ میں آج قوت ہے۔ ان تمام تر حالات کے پیش نظر میں نے ان کے کفر کو طشت ازبام کیا ہے...... جرأت کے ساتھ کہا ہے...... اعلان کر کے کہا ہے...... سچ سمجھ کر کہا ہے...... قرآن وسنت کے دلائل کی روشنی میں کہا ہے...... کہا تھا، کہتا ہوں...... کہتا رہوں گا کہ شیعہ کل بھی کافر تھا، شیعہ آج بھی کافر ہے۔ قیامت کی صبح تک کافر رہے گا۔

اس کو آپ تلخی سمجھیں، یہ تب بھی بیان کرنا ہے۔ اس کو آپ نرمی سمجھیں، یہ تب بھی بیان کرنا ہے۔ گالیاں دیں، یہ میں تب بھی بات کہوں گا۔

اس لئے کہ کافر کو کافر سمجھنا ایمان ہے۔ مسلمان کو کافر کہنا کفر ہے۔ کافر کو مسلمان سمجھنا کفر ہے۔ اس مسئلہ کو آپ معمولی نہ سمجھیں۔ اس کی وضاحت ضروری ہے۔ کیا وہ مولوی جواب دِہ نہیں ہوگا کہ کے پیچھے آپ ہمیشہ نماز پڑھیں، اس کی خدمت کریں، اس کو حضرت حضرت کہیں، قبلہ و کعبہ استاد جی کہیں، پھر اس کو علم بھی ہو کہ یہ شخص کسی شیعہ کے ساتھ رشتہ کر رہا ہے اور رشتہ بھی کہ بچی کا رشتہ دے رہا ہے۔ لے نہیں رہا۔ پھر جو حضرت کہے، پھر قبلہ و کعبہ خاموش رہے یا گول بات کرتا رہے۔ قرآن کا منکر کافر ہوتا ہے۔ گول بات کرے، وضاحت نہ کرے۔ آپ یہ رشتہ کر دیں، یہ رشتہ نہیں ہوگا۔ نکاح نہیں ہوگا۔ نہیں ہوگا، نہیں ہوگا۔

یہ نکاح کے بجائے زنا ہوگا۔ پھر اس مولوی کا ہاتھ ہوگا اس زنا میں۔ جس نے مسئلہ جاننے کے باوجود نہیں بتایا۔ گول مول کیا بات ہوگی۔ یہ بھی کوئی طریقہ ہے کہ آدمی بات بھی کرے اور پتہ بھی کسی کو نہ لگے، اس بات کرنے کا فائدہ؟

"سانپ بھی مرے، لاٹھی بھی نہ ٹوٹے"...... درست ہے۔ مانتا ہوں کہ لاٹھی بچ جائے اور سانپ مر جائے۔ مجھے کوئی اعتراض نہیں۔ اگر کسی میں یہ کمال ہے۔ یہ وصف ہے، وہ کر گزرے۔ لیکن اگر سانپ نہ مرتا ہو اور پھر لاٹھی بچا بچا کر رکھنی، اس کو ہر روز نیا رنگ کروانا ضروری نہیں۔ اس کو توڑ دینا ضروری ہے۔ لاٹھی بچاؤ اگر تم سانپ مار سکتے ہو۔ مجھے

کیا اعتراض ہے۔ مجھے سانپ مرا ہوا چاہئے۔ لاٹھی بچے یا نہ بچے۔ مجھے لاٹھی کے تقدس سے بحث نہیں۔ سانپ کے زہر سے بحث ہے۔ جس راستے سے آپ اُسے ختم کر سکتے ہیں، کریں۔ طریقہ کار سے اختلاف نہیں ہے۔ اصل جڑ کو ختم کریں۔ آپ لاٹھی بچا کر سانپ کو ماریں۔ مجھے کوئی اعتراض نہیں۔ میں اگر لاٹھی توڑ کر سانپ کو ماروں، آپ کو اعتراض نہیں ہونا چاہئے۔ طریقہ کار اپنا اپنا ہے۔ لیکن سانپ ضرور مرنا چاہئے۔

سانپ کے زہر سے آدمی قتل ہوتا ہے۔ مرتا ہے اور ہم اس سانپ کو اس لئے کچھ نہ کہیں کہ اگر اس انداز سے مارتے ہیں تو لاٹھی ٹوٹتی ہے۔ اس لاٹھی کو کیا کرنا ہے۔ اس لاٹھی سے تعزیہ بنانا ہے؟ بحث تو سانپ کے زہر سے ہے کہ یہ ختم کب ہوگی اور کیسے ختم ہوگی۔ یہ زہر نہیں ہے؟ اور اس سے زیادہ اور زہر کیا ہوگی؟ انتہائی گندی اور غلیظ زہر۔ آپ اس زہر کا اندازہ نہیں لگا سکتے ہیں۔ آپ کو میری باتیں ضرور تلخ محسوس ہوتی ہیں۔ لیکن جب کوئی شخص میرا دردِ دل سنتا ہے، مجھے تسلی ہوتی ہے کہ پھر وہ ہمارے مؤقف کے ساتھ اتفاق کر لیتا ہے۔ بلکہ وہ کہتا ہے کہ ابھی آپ کی زبان نرم تھی، تلخ اور ہوتی تو تب بھی جائز ہے۔

اصحابِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف، امہات المؤمنینؓ کے خلاف یہودی سانپ جو زہر پھیلا رہا ہے، اس زہر کا ذرا نمونہ ملاحظہ کیجئے۔

بکواس ہی بکواس:

یہ کتاب ہزاروں کی تعداد میں آپ کے ملک میں اُردو زبان میں گشت کر رہی ہے۔ ''حقیقت فقہ حنفیہ در جواب فقہ جعفریہ'' ...... ہزاروں کی تعداد میں یہ ملعون کتاب گالیوں سے بھری ہوئی یہ کتاب، غلاظت سے بھری ہوئی یہ کتاب ہزاروں کی تعداد میں آپ کے ملک میں پھیلی ہوئی ہے۔ اس کتاب کے صفحہ نمبر ۶۴ پر یہ کافر اور کائنات کا بدترین کافر، ابوجہل اور ابولہب سے بڑا کافر فرعون اور نمرود سے بڑا کافر، قادیانی دجال سے بڑا کافر۔ یہ بے ایمان اس کتاب کے اندر نوٹ کی سرخی دے کر لکھتا ہے۔ کہتا ہے کہ مکہ کی زلیخا بی بی عائشہ (رضی اللہ عنہا) میں کیا رکھا تھا۔ یہ لفظ زلیخا طنز کے طور پر تحریر کرتا ہے۔ مکہ کی زلیخا عائشہ (رضی اللہ عنہا) میں کیا رکھا تھا کہ حضور

پاک نے اپنی ہم عمر بیویوں کے ہوتے ہوئے یا دوسری جوان عورتوں کے ملنے کے باوجود چھ سالہ ننھی اماں جی سے اپنے پچاس سالہ سن میں شادی رچائی۔ (معاذ اللہ)

آپ شاید اس عبارت کو غلاظت نہیں سمجھیں گے۔ یہ صرف سیدہ عائشہ ؓ پر طعن نہیں کر رہا، بلکہ براہِ راست رسول اکرم ﷺ کو گالی دے رہا ہے۔ لفظ ''شادی رچائی'' احترام کا لفظ نہیں ہے۔ اپنے باپ کو کوئی نہیں کہتا کہ اس نے شادی رچائی ہے۔ ''شادی رچائی'' کا لفظ اس وقت آتا ہے، جب غصہ میں کہا جائے۔ یہ بے ایمان، رسول ﷺ کو لفظ ''شادی رچائی'' کا کہہ رہا ہے۔ ساتھ یہ کہتا ہے کہ عائشہ (ؓ) میں تھا کیا کہ نبی نے اس کے ساتھ شادی کی ہے۔ اور عورتیں جو موجود تھیں، چھ سالہ بچی کے ساتھ یہ بے ایمان کہتا ہے کہ نبی کیوں شادی کر رہا ہے۔ یہ کائنات کا بدترین کافر، دجال ابن دجال، خنزیر ابن خنزیر، کافر ابن کافر، جہنمی ابن جہنمی، غلام حسین نجفی جامعۃ المنتظر کا کافر مدرس، یہ نبی پر براہِ راست اعتراض کر رہا ہے۔ نبی پر تنقید کر رہا ہے۔ نبی کو کہتا ہے کہ عائشہ (ؓ) سے شادی کیوں کی تھی اور اس میں رکھا کیا تھا۔ اس سے بڑا گستاخِ رسول پاکستان کی دھرتی پر اور کوئی نہیں ہے۔ یہ شخص سزائے موت کا مستحق ہے۔ یہ شخص تختہ دار پر لٹکنے کا مستحق ہے۔ لیکن کب لٹکے گا۔ جب تم منظم ہو کر سڑکوں پر نکلو گے۔

تمہاری موجودگی میں نبی پر اعتراض...... تم بتلاؤ کہ تم نے کلمہ کیوں پڑھا ہے؟ معترض ہے۔ کہتا ہے کہ نبی کو ملا کیا ہے عائشہ (ؓ) سے شادی کر کے۔ تیرے باپ کو کیا ملا ہے تیری ماں سے شادی کر کے۔ یہ بے ایمان ہے کائنات کا۔

ماں کی عزت کے لئے نکل:

یہ میری زبان تلخ نظر آتی ہے۔ میرے اپنوں کو بھی، سن لیں کہ امی عائشہ ؓ کا حلالی بیٹا ہوں۔ دشمن کو اس زبان میں جواب دوں گا، جس زبان میں اس کو تکلیف ہو۔ جس پر اس کو پریشانی محسوس ہو کہ کسی نے مجھے ڈس لیا ہے۔ میں وعدہ کرتا ہوں کہ پاکستان کی نیشنل اسمبلی میں شیعہ کو غیر مسلم اقلیت قرار دلوایا جائے گا۔ چاہے اس پر مجھے دس لاکھ نوجوانوں کی

قربانی کیوں نہ دینی پڑے۔

اس کافر کی آگ یہیں ٹھنڈی نہیں ہوئی۔ اس کتاب میں مزید لکھتا ہے۔ کہتا ہے عائشہ (معاذ اللہ) کوئی امریکن میم ہے۔ عائشہ (معاذ اللہ) کوئی برطانوی لیڈی تھی۔ اس کائنات کے بدترین بے ایمان کا انداز دیکھ، لہجہ دیکھ اس کتے کا!

اُردو زبان میں پاکستان میں یہ کتاب بھی موجود، مصنف بھی موجود اور لاہور میں بیٹھے......اور کوئی قانون حرکت میں نہ آئے۔

مولویو! پیرو! تم اس عورت کی سربراہی کو روتے ہو۔ میں ان کافروں کو روتا ہوں۔ یہ کافر اس دھرتی سے صاف کرنے سے پہلے ضروری ہیں۔ عورت کی سربراہی کے مسائل بعد کے ہیں۔ میں متفق ہوں کہ عورت سربراہِ مملکت نہیں ہونی چاہئے۔ یہ اُمت کے لئے وبال ہے۔ عذاب ہے۔ میں کہنا یہ چاہتا ہوں کہ ان کافروں کا بھی کوئی انتظام کرنا چاہئے۔

رسول پر اعتراض براہِ راست اور پاکستان میں۔ جہاں اتنی بڑی تعداد میں مسلمان بستے ہوں، وہاں آج کوئی بے ایمان کھڑا ہو کر یہ کہے کہ نبی کو شادی کرنے کی ضرورت کیوں پیش آئی۔ فلاں عورت سے شادی کیوں کی۔ کون ہے وہ بے ایمان نبی سے پوچھنے والا؟ اُسے حق کس نے دیا ہے اس بات کا کہ وہ براہِ راست رسول پر اعتراض کرے اور ان لفظوں میں کہ عائشہ (معاذ اللہ) کوئی امریکن میم تھی۔ نقل کفر کفر نہ باشد۔ غلاظت ہی غلاظت۔ دل کانپتا ہے۔ کلیجہ منہ کو آتا ہے۔ یہ اُردو زبان میں لٹریچر ہے۔ عربی، فارسی ہوتی تو لوگ پڑھتے۔ یہ تو پرائمری پاس لڑکے بھی اس لٹریچر کو پڑھ رہے ہیں۔ یہ کفر بڑی واضح تعداد میں پھیلایا جا رہا ہے۔

یہی بے ایمان اسی کتاب میں ایک دوسرے مقام پر لکھتا ہے۔ کہتا ہے کہ عائشہ (رضی اللہ عنہا) نبی کے روضہ میں دفن نہیں ہونا چاہتی تھی۔ کیوں کہتا ہے کہ اس لئے کہ اسے اپنے کرتوت معلوم تھے۔

تیری ماں کے لئے، تیری بہن کے لئے کوئی نہیں لکھتا کہ اس کے کرتوت ایسے ہیں۔

عائشہؓ ہی لاوارث ہے کہ آج کوئی بے ایمان بھونکتا ہے کہ اس کے کرتوت ایسے تھے۔ لفظ کرتوت اور ام المؤمنین کے لئے اور اس ام المؤمنین کے لئے جس کا حجرہ جنت بنا ہے۔ اس کے لئے کوئی کافر کہے اُسے کرتوت معلوم تھے۔

تُو اپنے کرتوت بتلا! شامِ غریباں کے کرتوت بتلا۔ تُو نبی کے گھر تک پہنچ گیا ہے۔ یہ وہ درد ہے جو خدا کی قسم ہمیں ہمیں چین کی نیند سونے نہیں دیتا۔ میری شعبدہ بازی نہیں ہے اور نہ ہی محض شعلہ نوائی ہے۔ حقائق ہیں۔ قیامت کے دن میرا وجود، میرا جسم یا میری شخصیت آپ کو بتلائے گی کہ میں منافق تھا یا سچا تھا۔ آج میں کیسے آپ کو تسلی دلاؤں کہ میرا دل کتنا روتا ہے۔ میں کیسے تمہارے دماغوں میں بات ڈال سکتا ہوں کہ میں کیوں روتا ہوں۔ آج تمہیں یقین نہیں آتا۔ قیامت کے دن ضرور آجائے گا۔ آپ بھی موجود ہوں گے، میں بھی موجود ہوں گا۔

میرا دردِ دل:

میں بات مختصر کردوں۔ رات ساری بیت گئی۔ لیکن ایک دردِ دل تھا جو میں آپ کی خدمت میں پیش کرنا ضروری سمجھتا تھا۔

میں مزید ایک بات کہنا چاہتا ہوں لیکن وہ بات لاؤڈ سپیکر پر نہیں کہنا چاہتا۔ سپیکر بند کردیں۔ اس لئے کہ گھروں تک آواز جاتی ہے اور الفاظ اتنے غلیظ ہیں کہ میں نہیں چاہتا کہ وہ الفاظ مائیں اور بہنیں سنیں۔ اتنے غلیظ ہیں اور جب اتنے غلیظ ہیں تو انہیں پیش کیوں کر رہا ہوں؟

نقل کفر کفر نہ باشد کے اصول کے تحت اور اصول کے تحت کہ رب نے اجازت دی ہے کہ کافر کے کفریہ کلمات اگر اس لئے نقل کئے جائیں کہ اس ردّ مقصود ہو اور پبلک کو اس کا بتلانا مقصود ہو تو اس وقت اس کافر کی گالیاں نقل کی جاتی ہیں اور پھر اس ردّ کیا جاتا ہے۔

چنانچہ قرآن مقدس میں وہ گالیاں جو کافروں نے رسولوں کو دی ہیں۔ شاعر، کذاب، مجنوں، معاذ اللہ...... وہ الفاظ رب نے نقل کر کے اس کا ردّ کیا ہے۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ

رب نے وہ الفاظ کیوں نقل کیئے؟ تو جواب میں ہے کہ لوگ کافروں کی خباثت سے آگاہ ہوں کہ یہ کتنے گندے لوگ ہیں اور کتنی مقتدر شخصیات کو گالیاں دیتے ہیں۔ پھر اس کا رڈ کیا ہے؟ اگر یہ اصول میرے پیشِ نظر نہ ہوتا، یہ اصول مجھے اجازت نہ دیتا تو میں یہ الفاظ زبان پر نہ لاتا۔ یہ لانے کیلئے یہاں تک میں مزید احتیاط کرسکتا ہوں۔ وہ احتیاط میں نے یہ کرنی ہے کہ میں یہ الفاظ مائیک پر نہ کہوں۔ لاؤڈ سپیکر پر نہ کہوں کہ گھروں پر خواتین اور بچیوں تک یہ الفاظ نہ پہنچیں۔ لیکن کہہ اس لئے رہا ہوں کہ آپ نے جو غفلت کی چادر تان لی ہے۔ آپ جو سُستی اور کاہلی کی ایک لمبی چادر تان کر سو گئے ہیں، آپ نے جو صرف ہیر اور رانجھا کی کہانیاں سن کر اپنے لئے جنت منتقل کروالی ہے۔ آپ نے جو قصے اور کہانیوں پر گزارہ کرکے اپنے آپ کو مطمئن کرلیا ہے۔

سنی جاگ جا:

آپ میں بیداری لانے کے لئے
سُنّیت کو جگانے کے لئے
سُنّی قوم کو منظم کرنے کے لئے
سُنّیت کو ایک علم کے نیچے لانے کے لئے

اور اس کفر اور اس غلاظت کی ہمیشہ کے لئے راہ روکنے کی غرض سے میں یہ کفریہ کلمات نقل کررہا ہوں کہ شاید اس صورت میں تم بیدار ہو جاؤ اور تم ہمارے مؤقف کو سمجھنے میں کامیاب ہوسکو۔

توجہ کیجئے! ظلم کی انتہا ہوگئی۔ قیامت ٹوٹ گئی۔ اندھیرا چھا گیا۔ رب کا غضب دستک دیتا ہوا نظر آتا ہے کہ آج اصحابِ رسول ﷺ کی ماؤں کو گندی اور ننگی گالیاں ...... جو گالی کسی عام بازاری آدمی کو بھی کوئی نہیں دیتا اور نہ ہی دے سکتا ہے۔ وہ گالی چودہ صدی کے بعد اصحابِ رسول ﷺ کو جنہوں نے بچے قربان کیئے دین کی خاطر ......

جانیں قربان کیں دین کی خاطر

مصائب برداشت کئے　　　　دین کی خاطر

تکلیفیں برداشت کیں　　　　دین کی خاطر

پیٹ پر پتھر باندھے　　　　دین کی خاطر

اور جنہوں نے بھوک برداشت کر کے نبی کا ساتھ دیا......

جنہوں نے کفر کے بازار زمین بوس کئے

جنہوں نے لات وعزیٰ کی بادشاہی ہمیشہ کے لئے ختم کر دی

جنہوں نے پیغمبر اسلام ﷺ پر لائے ہوئے ضابطہ حیات کو دور دور تک پہنچایا۔

جو......قیصر وکسریٰ......انطا کیہ......فارس......شام......افریقہ......

اور قبرص جیسے جزیرے فتح کر کے اسلام کے علم لہرا گئے۔قرآن کے عِلم لوگوں کے سینوں میں داخل کر گئے۔سنت رسول ﷺ کی شمع اجاگر کر گئے۔نبی ﷺ کی ایک ایک سنت آپ تک منتقل کر گئے۔اور سب کچھ قربان کر کے تم تک دین پہنچا گئے۔آج ان مقدس ہستیوں ماں کی گالی اور وہ بھی ننگی اور وہ بھی انتہائی غلیظ دی جارہی ہے۔جس کو میں مائیک پر نقل نہیں کرسکتا۔

سُنّیو !سُنّیو!

ہائے مٹ گئی سُنّیت

ہائے مٹ گئے مولوی

ہائے مٹ گئے مفتی

ہائے مرگئی قوم

ہائے مر گئے مسلمان

اس حد تک ظلم بھی ہونا تھا ہماری زندگیوں میں۔''بغاوت بنوامیہ'' کے نام سے لاہور سے کتاب غلام حسین نجفی کافر اور ملعون رافضی کی چھپی ہے اور کے صفحہ ۳۳۱ پر فاتح مصر حضرت عمرو بن العاص ؓ فاتح مصر کو ماں کی گالی دیتے ہوئے یہ دجال بن دجال لکھتا ہے کہ

عمرو بن العاص ؓ کی ماں اتنی بدمعاش عورت تھی کہ گاہکوں کے لئے اس کی ٹانگیں ہر وقت اُٹھی رہتی تھیں۔ ہائے، ہائے، ہائے! کلیجہ منہ کو جاتا ہے۔ میں کس در پر دستک دوں۔ میں آج مرشد بہلوی کے قبر پر دستک دیتا ہوں۔ میں آج مرشد کے گھر پر دستک دیتا ہوں۔

مرشدو! بتلاؤ میں کہاں جاؤں؟

اس حد تک گالیاں، یہاں تک صحابہ ؓ لاوارث ہو گئے۔ چودہ سو سال بعد ماں کی گالی، اور وہ بھی اتنی گندی اور غلیظ میں کہاں جاؤں؟ مجھے در بتلاؤ۔ مجھے لائن بتلاؤ۔ میں مرنے کو پھر رہا ہوں۔ کوئی شعبدہ بازی اور تصنع نہیں ہے۔ سچ کہہ رہا ہوں۔

یوسف مجاہد کو میں نے اولاد کے نام وصیت لکھ دی ہے کہ میرا وجود بھول جاؤ۔ تمہارا رب مالک۔ میں صحابہ ؓ کی عظمتوں کے لئے جان دے جاؤں گا۔ آگے رب جانے، اس کی پیاری مخلوق جانے۔

سپاہِ صحابہ ؓ کے ہر کارکن کی یہ ڈیوٹی ہے کہ مفادات سے بالاتر ہو کر اس کفر کی راہ روکنے کے لئے لائن ہموار کریں۔ اپنی صفوں میں نظم وضبط لائے۔

سنیو! یہ وہ حالات ہیں جس کی وجہ سے میری زبان میں تلخی آئی ہے۔ مشکلات سے گزرنا پڑا ہے۔ اگر تم ہمارے اس موقف کو صحیح سمجھتے ہو تو اپنے حالات بدلو۔ اپنی زندگیوں میں انقلاب لاؤ۔ اپنی زندگیوں میں تبدیلی لاؤ۔ ورنہ قیامت کے دن تم رسول ﷺ کو منہ نہیں دکھلا سکو گے کہ اس کی پیاری جماعت جس نے سب کچھ قربان کیا۔ آج اس کی مائیں محفوظ نہیں۔

آنگن ڈائجسٹ لاہور سے شائع ہوا ہے۔ اس میں غلیظ مصنف غلیظ قلم کے ساتھ لکھتا ہے کہ معاویہ بن ابی سفیان (رضی اللہ عنہ) کی بیٹی اور اسی طرح تمام صحابہ (رضی اللہ عنہم) کی بیٹیاں نت نیا عاشق تلاش کیا کرتی تھیں۔

ہائے! ہائے! نہ بیٹیاں محفوظ صحابہ کی، نہ خود ان کی اپنی ذات محفوظ، نہ دادیاں محفوظ، نہ ہی ان کی نانیاں محفوظ، نہ مائیں محفوظ اور نہ امہات المؤمنین محفوظ، نہ خود رسالت مآب ﷺ محفوظ۔

میرا موقف سمجھ گئے ہو:

یہ تمام کفر شیعہ کا کفر ہے۔ اگر اب بھی تم شیعوں کو کافر نہیں سمجھتے ہو، نہیں کہتے ہو، پھر میں تمہیں مومن ماننے کے لئے تیار نہیں ہوں۔

آج اس اجتماع میں کوئی ایک آدمی کھڑا ہو جائے کہ جو کہے کہ میں شیعوں کو کافر نہیں سمجھتا۔

ماشاءاللہ۔ میرا موقف سب سمجھ گئے ہیں۔ تم پورے پنجاب سے آئے ہو۔ تم پورے پنجاب کا اجتماع ہو۔ پورے ملک کی نمائندگی ہے۔ کہیں سے ایک، کہیں سے دو۔ کہیں سے چار آدمی آئے ہیں۔ گواہ رہنا میں نے پیغام پہنچا دیا ہے۔ گواہ رہنا میں نے تمہیں کافروں کے کفر سے آگاہ کر دیا ہے۔

گواہ رہنا کہ میں نے تمہیں بتلایا ہے کہ صحابہ ﷺ پاکستان میں مظلوم ہو گئے۔

گواہ رہنا کہ ہمارا یہ درد دل تھا جو ہم نے آپ کے سامنے رکھا ہے۔

اللہ کے گھر میں کھڑے ہو کر......

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ......

کلمہ پڑھ کر عرض کر رہا ہوں کہ ہم منافق نہیں ہیں۔ یہ جلسے میرا کاروبار نہیں ہیں۔ یہ رات دن کا سفر میرے پیٹ کے لئے نہیں ہے۔ میرا رب جانتا ہے۔ یہ درد ہے جو رکھتا چلا جا رہا ہوں اور اس اُمید پر کہ کبھی اس مٹی پر زرخیزی آئے گی۔ اس اُمید پر کہ کبھی یہ پودے رنگ لائیں گے۔ اس اُمید پر کہ کبھی اُمت میں بیداری آئے گی۔

میری زندگی میں نہ آئی تو مجھے توقع ہے کہ میری موت کے بعد آ جائے گی۔ لیکن میں صحابہؓ کے سامنے جانے کا منہ نہیں رکھتا ہوں کہ ہم زندہ ہوں اور تمہاری بیٹیوں کو گالیاں ہم زندہ تھے اور تمہاری ماؤں کو گالیاں۔ ہم زندہ تھے، تمہاری نانیوں کو گالیاں۔

ہم کیا منہ دکھائیں گے قیامت کے دن؟

سنیو! وقت ہے کہ بیدار ہو کر میدان میں آؤ تا کہ ان کافروں کے قلم، زبان، قدم ہمیشہ کے لئے روک دیئے جائیں۔ اگر تم ایسا کام نہیں کرتے ہو تو پھر مجرم ہو۔

یہ دردِ دل تھا۔ جو میں نے رکھا تھا۔ جو رکھ دیا۔ آپ پورے ملک سے آئے ہیں۔ میں اُمید کرتا ہوں کہ آپ ہمارے اس پروگرام کو ان مقامات تک بھی پہنچائیں گے، جہاں ہم نہیں پہنچ سکتے۔ میں یہ بھی اُمید کرتا ہوں کہ آپ سپاہِ صحابہؓ کا ساتھ ہر جگہ دیں گے۔

جہاں جہاں آپ جائیں گے۔ آپ ان نوجوانوں کا ساتھ دیں گے اور ہاتھ بٹائیں گے۔ یہ کام ہم نے کرنا ہے۔ لیکن اس سے پہلے ایک تیاری ضروری ہے۔ اور میں پراُمید ہوں کہ میری قوم سُنّی قوم ہمارے اس مؤقف کو سمجھنے کے بعد صرف اتفاق ہی نہیں بلکہ عملاً میدان میں آگے آنے کی تیاری کرے گی۔

رب العزت مجھے اور آپ کو صحیح معنوں میں کام کرنے کی توفیق بخشے۔ صحیح لوگوں کے ساتھ وابستہ رکھے۔ صحیح پیروں کے ہاتھ بیعت کرنے کی توفیق دے اور عملی اقدامات کرنے کی توفیق بخشے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں عظمت رسول ﷺ اور اصحابِ رسول ﷺ کی عزت اور اُمہات المؤمنینؓ کے وقار کے لئے مر مٹنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

خلیفہ چہارم، فاتح خیبر، امیرالمومنین

سیدنا علیؓ

رافضیوں کی حضرت علیؓ سے محبت حقیقت یا فسانہ؟

دلائل کی روشنی میں ناقابل فراموش تقریر

امیرعزیمت مولانا حق نواز جھنگوی شہیدؒ

کسی نے جناب علیؓ سے یہ عرض کی
اے نائبِ رسولِ خدا ﷺ
ابوبکرؓ و عمرؓ کے زمانہ میں چین تھا
اور عثمانؓ کے زمانہ میں لبریز تھا یہ خم
کیوں آپ کے زمانہ میں یہ جھگڑے بڑھ گئے
میری عقل اس مسئلہ میں ہو گئی ہے گم
کہنے لگے یہ بھی پوچھنے کی کوئی بات ہے
ان کے مشیر ہم تھے ہمارے مشیر ہو تم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خطبہ:

الحمد للہ حمد کثیرا کما امرو نشھدان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ ونشھد ان سیدنامحمد عبدہ ورسولہ صل اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ و بارک وسلم تسلیما کثیرا کثیرا اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم ...... بسم اللہ الرحمن الرحیم ،والسابقون الاولون من المھاجرین والانصار والذین اتبعو ھم باحسان رضی اللہ عنھم ورضواعنہ ...... وقال النبی صلی اللہ علیہ واصحابہ وبارک وسلم اذاظھر الفتن اولبدع وثبت اصحابی فلیظھر العالم علمہ ...... اصحابی کا لنجوم بائیھم اقتدیتم اھتدیتم۔

تمہید:

گرامی قدر علماء کرام معزز حاضرین جلسہ اور عزیز ...... نوجوان ساتھیو! آج کے اس اشتہار میں جلسے کی غرض بتلاتے ہوئے دو مقدس نام تجویز کئے گئے ہیں ...... ایک نام خلیفہ بلافصل ...... یارغار پیغمبر کا ہے ...... اور دوسرا نام فاتح قبرص امیر شام کاتب وحی مدبر اسلام سیدنا امام معاویہؓ کا ہے ...... یہ دو نام تجویز کرنے کا مقصد ظاہر ہے کہ آج کے اس اجلاس میں ان ہر دو شخصیات کو عقیدت کا نذرانہ پیش کیا جائے گا ...... ہر دو شخصیات اپنے اپنے دراجات کے لحاظ سے اتنے فضائل اور مناقب کے مالک ہیں کہ ان فضائل کو مختصر سے لمحات میں بیان نہیں کیا جاسکتا ......

ہر دو شخصیات کی عظمت معلوم کرنے کیلئے جہاں اور بہت سارے دلائل پیش کئے جاسکتے ہیں ...... وہاں ایک وزنی دلیل یہ ہے کہ خلیفہ اول خلیفہ بلافصل سیدنا عبداللہ بن عثمانؓ یعنی ابوبکر صدیق اکبرؓ بن ابی قحافہؓ کی امامت کو ...... ان کی سیادت ان کی قیادت کو سیدنا علی المرتضیٰؓ بن ابوطالب عبدمنافؓ نے قبول کیا ...... اور کاتب وحی ...... فاتح قبرص سیدنا معاویہؓ

ابن ابی سفیانؓ کی امامت میں اور قیادت کو اور سیادت کو حیدر کرارؓ کے لخت جگر سیدہ فاطمہؓ کے نور نظر نواسہ پیغمبرؐ حضرت حسنؓ بن علیؓ نے قبول کرلیا۔

ان ہر دو شخصیات کے خلاف پروپگنڈہ کرنے والے......زہر اگلنے والے......شب و روز سرگرم عمل طبقہ......ان کو گالیاں دینے والے اور بطور ڈھال کے یا یوں کہہ لیجئے آڑ بنا کر کبھی حضرت علیؓ کا نام لے لیتا ہے کہ ہم ان کے محبّ ہیں......اور ان کی ذات کو آگے رکھ کر حضرت ابو بکرؓ پر تبرا کرلیتا ہے......اور کبھی وہ حسن بن علیؓ کو آڑ بنا کر ان کی ذات گرامی قدر کو ڈھال کے طور پر آگے رکھ کے سیدنا معاویہؓ ابن سفیانؓ پہ تبرا کرلیتا ہے......اس لئے میں نے ایک اصولی بات آپ کے سامنے رکھی ہے۔

ابو بکرؓ و علیؓ اور حسنؓ و معاویہؓ ایک تاریخی جائزہ:

ابو بکرؓ کو امام علیؓ بن ابی طالب نے تسلیم کرلیا اور معاویہ ابن سفیانؓ کی امامت اور قیادت کو حسنؓ بن علیؓ نے تسلیم کرلیا......جن دو اہم شخصیات کا نام لے کر ابو بکرؓ اور معاویہؓ کو گالیاں دی جاتی ہیں......ان دو شخصیات نے جب ان کو مقتداء مانا ہے......ان دو شخصیات نے جب ان کو امام مان لیا ہے تو اس کے بعد تبرا کرنے والے......گالی دینے والے کون ہیں......ان کی مذہبی حیثیت کیا ہے......اسلامی نقطہ نگاہ میں اسے کیا سمجھنا چاہئے......قرآن وسنت کی روشنی اسلامی نقطہ نگاہ میں اسے کیا سمجھنا چاہئے......قرآن وسنت کی روشنی میں اس کو کونسا درجہ دیا جائے......اس کے ساتھ تعلقات اس کیساتھ سلوک اس کے ساتھ راہ ورسم......اس کے ساتھ مراسم کیسے رکھے جائیں۔

قرآن وسنت کی روشنی میں آپ تھوڑا سا غور فرمائیں تو باآسانی......معلوم کرسکتے ہیں کہ جن دو شخصیات کو نام لے کر ان کو گالی دی جارہی ہے......جب وہ دو شخصیات ان کو مقتداء مانتے ہیں......جب وہ دونوں ان کو رہنماء مانتے ہیں......اور ان دونوں کا ان دونوں کو مقتداء اور رہنماء مان لینا یہ محض میری رائے نہیں......محض میرے ذاتی خیالات نہیں محض میرا ذاتی اجتہاد نہیں......محض یہ میری ذاتی سوچ یا میری ان کے ساتھ دلی محبت یا عقیدت

نہیں ...... بلکہ حقیقت کے لحاظ سے ابوبکرؓ کی قیادت وسیادت ابوبکرؓ کی قیادت کو ماننے کا تذکرہ کہ علی نے امام مانا ہے...... یہ بھی شیعہ کتاب میں موجود ہے اور معاویہؓ بن ابی سفیانؓ کو حسنؓ نے امام اور مقتداء مانا ہے، یہ بھی شیعہ کتاب میں موجود ہے ...... اور میں آج صرف سادہ لفظوں میں نہیں پوری جرأت کے ساتھ دنیا کے ہر شیعہ کو اس بات کا بطور اعلان کے چیلنج کرتا ہوں کہ وہ اپنی ان کتابوں میں سے ان حوالہ جات کا انکار کردے...... اگر وہ انکار نہیں کرسکتا اس کی ایران سے چھپنے والی کتابوں میں بھی یہ عبارات موجود ہیں ...... تو اپنے اس لٹریچر کی موجودگی میں پھر ان ہر دو شخصیات پر تبرا کرنا سوائے بدمعاشی کے اس کو کوئی اور نام نہیں دیا جائے گا...... یہ بات میرے ذمہ ہے کہ میں ثابت کروں شیعہ کتاب سے کہ حسنؓ بن علیؓ نے حضرت معاویہؓ کو امام مانا ہے...... اور شیعہ کتاب اس حقیقت کا انکار نہ کرسکے نہ وہ کرسکتا ہے......

البتہ اس نے ایک سازش ...... ایک چال یہ چلی ہے کہ علیؓ نے بھی ابوبکرؓ کو امام مانا ہے...... لیکن مجبور ہوکر امام مانا ...... تقیہ کرکے امام مانا ...... ڈر کے ابوبکرؓ کے پیچھے نماز پڑھی ...... ابوبکرؓ کے ہاتھ پر بیعت کی ڈر کے بیعت کی ...... گلے میں رسیاں ڈلوا کے بیعت کی ...... ابوبکرؓ کے پیچھے پہلی صف میں کھڑے ہوکے نماز ادا کرتے رہے لیکن اندر سے ابوبکرؓ کو امام نہیں مانتے تھے ...... ظاہراً صف میں ان کے پیچھے کھڑے ہوتے تھے۔

اشکال:

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا پاکستان کا رافضی آج اتنا بہادر ہے کہ وہ سنی کے پیچھے ڈر کے مارے نماز نہ پڑھے ...... پاکستان کا شیعہ اتنا بہادر ہے کہ وہ ڈرتے ہوئے حق نواز کے ہاتھ پہ بیعت نہیں کرتا ...... وہ ڈرتے ہوئے کسی ہٹلر کے ہاتھ پہ بیعت نہیں کرتا ...... وہ ڈرتے ہوئے ضیاء کے ہاتھ پہ بیعت نہیں کرتا ...... وہ ڈرتے ہوئے کسی سنی کے ہاتھ پہ بیعت نہیں کرتا ...... کیا علی المرتضیٰؓ بن ابی طالب کیا حیدر کرارؓ کیا پیغمبرؐ کا پروردہ ...... کیا پیغمبرؐ کا داماد ...... اور حسنینؓ کا ابو اس حد تک بزدل تھا ...... کہ اس نے ڈرتے ہوئے ایک غلط

کار کو امام مان لیا ہے؟

حقیقت یہ ہے کہ جتنا علیؓ کا گستاخ اور بدترین دشمن رافضی ماں نے جنا ہے اتنا کسی ماں کی گود سے کوئی غلیظ آدمی باہر نہیں آیا...... یہ کہانی رافضی کتاب میں ہے...... انکا مصنف کہتا ہے...... انکا مجتہد کہتا ہے انکا مقتداء ورہنماء کہتا ہے...... کہ خالدؓ بن ولید کی ڈیوٹی ابوبکرؓ نے لگائی تھی...... کہ جب علیؓ مسجد میں نماز پڑھنے آئے تو تو نے اس کو قتل کرنا ہے...... علی آئے نیت باندھی صف میں کھڑے ہوئے...... خالدؓ بن ولید بھی صف میں ان ہی کے ساتھ کھڑے ہوئے...... آگے رافضی لکھتا ہے کہ ابوبکرؓ کے دل میں خیال آیا کہ علیؓ کو قتل کر دیا گیا...... حالات بگڑ جائیں گے...... میں خالدؓ کو کہتا ہوں ایسا ہونا چاہئے...... آخر کار سلام پھیرنے سے پہلے خالدؓ کو کہا خالد میں نے جو تیری ڈیوٹی لگائی تھی...... اس کو سرانجام نہیں دینا...... یہ کہہ کر ابوبکر نے السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہہ کر نماز کو ختم کیا۔

توجہ میری طرف:

پہلے آپ اس لفظ پر غور کریں کہانی شیعہ نے بنائی ہے...... کتاب رافضیوں کی ہے...... مصنف رافضی ہے...... قلم اس کا ہے...... تحریر اس کی ہے...... پریس اس کا ہے...... اہتمام اس کا ہے۔

دولت ان کی صرف ہوتی ہے...... اور اس نے یہ قصہ تحریر کیا ہے...... میں اس قصے میں نہیں جاتا کہ یہ کتنا غلط ہے...... کتنا غلیظ ہے...... کتنی بکواس ہے...... لیکن جو کچھ اس نے تحریر کیا اس میں یہ مان لیا گیا ہے کہ علیؓ ابن ابی طالب کی نماز ابوبکرؓ کے پیچھے تھی...... یہ مان لیا گیا ہے کہ علیؓ نے امام ابوبکرؓ کو مانا تھا...... اگلی بکواس اس کی یہ ہے علیؓ نے دل سے ابوبکرؓ کو نہیں مانا تھا...... علیؓ کا دل خالق جانتا ہے نہ کہ طوائف کی نسل جانتی ہے...... تمہیں کس نے بتلایا کہ علیؓ دل سے ابوبکرؓ کے پیچھے نماز نہیں پڑھتے تھے۔

وہ کونسا اسد اللہ ہے؟ وہ کیسا فاتح خیبر ہے؟ وہ کیسا ذوالفقار کا مالک ہے کہ جس کی تلوار کے گن تم نے یہاں تک گائے ہیں...... کہ تلوار اوپر اٹھی تو ساتوں آسمان پار کر گئی......

تلوار نیچے گئی تو ساتوں زمینیں پار کر گئی اور نیچے جبرائیلؑ نے پردے کیے اس تلوار کو روکا...... جس کی تلوار میں یہ جان ہو...... ساتوں زمینیں چیر دے...... ساتوں آسمان چیر دے اور جبرائیل علیہ السلام کو آکے پروں پر وار روکنا پڑے...... اس کی آج ابوبکرؓ کیخلاف کیوں نہیں اٹھتی...... اس کی زوجہ کی جائیداد لٹ جائے اس کا بچہ محسن ضائع ہو جائے...... اس کی خلافت لٹ جائے...... پیغمبرؐ کا جنازہ تین دن پڑا رہے اس کو حقوق نہ ملیں...... اسے ام کلثوم کا رشتہ جبراً دینا پڑے...... نماز جبری ابوبکرؓ کے پیچھے پڑھنی پڑھ جائے...... یہ کیسا اسد اللہ ہے؟...... تمہیں بکتے ہوئے شرم نہیں آتی...... تمہیں بھونکتے ہوئے شرم نہیں آتی...... تمہیں کبھی شرم نہیں آئی...... دنیا مغالطے میں مبتلا ہے...... شاید شیعہ علیؓ کو مانتا ہے...... کون کہتا ہے شیعہ علیؓ کو مانتا ہے اس زمین پر علیؓ کا بدترین دشمن شیعہ ہے۔

علی المرتضی رضی اللہ عنہ کا بدترین دشمن کون؟

بیٹی پیغمبرؐ کی ہو...... زہرہ جیسی ہو...... بیٹی حسنینؓ کی امی ہو...... بیٹی وہ جس کے استقبال کے لئے نبوت کھڑی ہو جایا کرے...... بیٹی وہ جسے خاتون جنت کا لقب دیا جائے، بیٹی وہ جس کا جنازہ رات کو اٹھے اور ارشاد ہو کہ میرے کفن پر کسی غیر محرم کی نظر نہ پڑے...... بیٹی وہ جو علیؓ کی خدمت کرنے میں انتہا کر دے...... چکی پیس پیس کر علیؓ کے گھر گزارا کر چھوڑے...... چکی پیس کر حسنؓ کی تربیت کر چھوڑے...... چکی پیس کر حسینؓ کی تربیت کر چھوڑے۔

قرآن پڑھتے ہوئے حسنینؓ کی تربیت کر چھوڑے...... بیٹی بھی وہ پیغمبرؐ کی لاڈلی لخت جگر...... پیغمبرؐ کے جگر کا ٹکڑا وہ آج ستائی جائے...... آج اسے ٹھوکریں لگ رہی ہیں...... اس کے بطن اقدس کا وہ معصوم بچہ جس کا نام پیدائش سے پہلے معصوم تھا وہ ساقط کیا جا رہا ہے...... علیؓ کی ذوالفقار میدان میں نہ آئے اس کی شیری میدان میں نہ آئے...... اس کی جرأت میدان میں نہ آئے...... پاکستان کے شیعوں کی مدد کرے...... ایران کے شیعوں کی مدد کرے...... پاکستان کی گلی گلی جھنگ کے کوچے کوچے میں یا علی مدد کے نعرے لگیں......

مشکل کشائی کے نعرے لگیں۔

وہ مشکل کشائی کہاں گئی؟ وہ مدد کہاں گئی؟ اگر وہ مشکل کشائی پیغمبرؐ کی بیٹی کی مشکل کشائی نہیں کرسکا......تو تیری مشکل کشائی کیسے کر سکے گا؟

ناجائز جنم لینے والی غلیظ نسل:

محض چرس پی کے بھنگ کے نشے میں......متعہ شدہ خواتین بلکہ طوائف کے ساتھ معاشقہ بازی کے نشے میں ناک پھونکنے والے کائنات کے تلچھٹ......رات کی تاریک گھڑیوں میں رات کے تاریک، سناٹوں میں ناجائز جنم لینے والی غلیظ نسل......دارالامان میں پیدا ہونے والا بدقسمت بچہ......آج یہ تبرا کرے علیؓ پر کہ وہ موجود ہے اور زہرہؓ کو ٹھوکریں لگیں......اور محسن ساقط ہوگیا......اس کی زبان کون بند کرے......کہاں گئی شیری شیر خدا کی؟ یہ بات آپ کے ذہن میں نہیں آئی اس کے لئے حوالہ جات کی ضرورت ہے۔

کیا حیدر کرارؓ بزدل ہے؟

ہر چوک پہ ملنگ ناچتا ہے......یا علی مدد پیر مولا علی مدد تیری مدد پاکستان میں اور پیغمبرؐ کی بیٹی کی مدد مدینہ طیبہ میں نہیں ہوتی......اگر مجھے اجازت دی جائے تو میں شیعہ نظریہ کو سامنے رکھ کے کہتا ہوں کہ جس نے ٹھوکر ماری بقول شیعہ غلیظ نظریہ کے اس سے تو بعد میں پوچھا جائے گا......جس کے نکاح میں پیغمبرؐ نے بیٹی دی تھی جس کی عزت تھی اس سے نہیں پوچھا جائے گا کہ ٹھوکر مارنے والا پاؤں تو نے کاٹا؟ تو کس لئے تھا بیٹی تیرے نکاح میں دی، اس کا دوپٹہ حوالے کیا......اس کی عزت آبرو کا ضامن تو تھا......اگر تیری موجودگی میں میری لخت جگر کی ہتک ہوئی تھی چاہیے......تو یہ تھا کہ تو کٹ جاتا۔

تیری تلوار معاویہؓ کے مقابلے میں نکل سکتی ہے......لیکن تیری تلوار اس کے خلاف کیوں نہ اٹھی جس نے میری بیٹی کو ستایا......معاویہؓ نے تیری بیعت نہیں کی تلوار نکل آئی اور جس نے میری بیٹی کا بچہ ساقط کیا اس کے خلاف تیری تلوار تقیہ کی غار میں پڑی رہی۔

کیا پیغمبر یہ سوال نہیں کریں گے؟......(کریں گے)......شیعہ نے جو علیؓ کا نقشہ کھینچا

ہے......اس میں علیؓ کی عزت آبرو بچتی ہے......نہیں......شیعہ کے ان تمام نظریات پہ جو حیدر کرارؓ کو تقیہ باز بزدل ثابت کرنے کے لئے انھوں نے اپنی کتابوں میں تحریر کئے ہیں، ان تمام نظریات پہ لعنت بھیجئے......ان کی حقیقت نہیں۔

میری بات نہیں سمجھ آئی میں نے کیا کہا ہے......جی شیعہ کا نظریہ یہ ہے......تحریر اس کی ہے......میری نہیں......کتاب اس کی ہے میری نہیں اور ابوبکرؓ کے دل میں خیال آیا کہ اگر علیؓ کو قتل کیا گیا حالات بگڑ جائیں گے......لہذا اسلام پھیرنے سے پہلے کہا خالد کو کہ جو کام میں نے تیری ذمہ لگایا تھا وہ کام نہیں کرنا......اس کے بعد سلام پھیرا تو خالد قتل کرنے سے رک گئے......میں نے آپ سے عرض یہ کیا ہے کہ میں اس کہانی کے دجل فریب پہ سر دست بحث نہیں کرتا میں کہنا یہ چاہتا ہوں......میں کہنا یہ چاہتا ہوں کہ اس میں یہ مان لیا گیا ہے یا نہیں کہ علیؓ ابوبکرؓ کے پیچھے نماز پڑھ رہے تھے؟

مان لیا صف میں کھڑے ہوکر پڑھ رہے تھے......مسجد نبوی میں پڑھ رہے تھے......ابوبکرؓ کو امام مان کر پڑھ رہے تھے......اب اگلی چیز شیعوں نے لگائی ہے......کہ علیؓ اندر سے پیچھے نماز نہیں پڑھ رہے تھے......اوپر اوپر سے پڑھ رہے تھے......کون سی مجبوری ہے علیؓ کو کہ نماز جیسی عبادت کو ایک ایسے امام کے پیچھے برباد کردے کہ جو امام بقول آپ کے مومن نہیں ہے......بقول آپ کے زہرہؓ کا دشمن بھی ہے......بقول آپ کے خلافت کا غاصب بھی ہے......بقول آپ کے نبیؐ کی مسجد کا غاصب بھی ہے۔

بقول آپ کے نبیؐ کا جنازہ پڑھنے والا بھی نہیں ہے......بقول آپکے نبی کو کاغذ قلم دوات دینے والا بھی نہیں ہے......بقول آپ کے وہ نبیؐ کا منکر ہے......بقول آپ کے وہ پیغمبر کی بیٹی کا لحاظ بھی نہیں کرتا......بقول آپ کے اس نے پیغمبر کی یتیم بچی کا مال غصب کرلیا ہے......ایسے امام کے پیچھے علیؓ کی مجبوری کیا تھی کہ وہ مجبور ہوکر نماز جیسی عبادت کو تقیہ کرکے ایسے ابوبکرؓ کے پیچھے پڑھی جاسکتی ہے جس کا نقشہ تم نے کھینچا ہے......تم بھونکتے ہو......تم بکتے ہو......فریب کرتے ہو......دجل کرتے ہو......جگہ جگہ علیؓ کا نام لیتے ہو......

لیکن حقیقت کے اعتبار سے تم خاندان نبوت کے مکمل دشمن ہو...... بات آپ کے ذہن میں نہیں اتری اگر اوپر اوپر سے غلط آدمی کے پیچھے نماز پڑھی جا سکتی ہی تو اوپر اوپر سے غلط کار آدمی کے ہاتھ پہ بیعت نہیں ہو سکتی؟ (ہو سکتی ہے؟) کیا بیعت نماز سے زیادہ مقدس ہے؟ بولتے کیوں نہیں (نہیں) اگر نماز علیؓ نے پڑھ لی ہے آپ کہتے ہیں تقیہ کر کے پڑھی آپ کہتے ہیں دل میں کچھ اور تھا علیؓ کی زبان پر کچھ اور تھا علیؓ زبان پر کچھ اور اونچی آواز سے علیؓ کے دل میں کچھ اور تھا زبان پر کچھ اور تھا۔

(میرا ایمان یہ ہے کہ پیغمبرؐ کا ہر صحابی جو دل میں رکھتا تھا وہی زبان پہ، جو عمرؓ کے دل میں وہی زبان پہ...... جو عثمانؓ کے دل میں وہی زبان پہ...... جو ابو ہریرہؓ کے دل میں وہی زبان پہ...... جو بلالؓ کے دل میں وہی زبان پہ...... بات منہ پہ آئی تو کہتا جاؤں۔

تم حیدر کرارؓ کو بلالؓ سے کم درجہ دینا چاہتے ہو...... سنیت یہ ہے کہ وہ اصحاب ثلاثہؓ کے بعد حیدر کرارؓ کو دنیا کے ہر انسان سے اعلیٰ مانے توجہ رہے ذرا...... میں کہنا چاہتا ہوں کہ سنیت یہ ہے...... اس کا نظریہ یہ ہے کہ وہ اصحاب ثلاثہ کے بعد ابو بکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ کے بعد علیؓ کو ہر صحابی سے اعلیٰ مانے...... علیؓ کو ہر قطب سے اعلیٰ مانے...... علیؓ کو ہر ابدال سے اعلیٰ مانے...... علیؓ کو ہر مومن سے اعلیٰ مانے۔)

انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کے بعد سب سے اونچا مرتبہ ابو بکرؓ کا...... ابو بکرؓ کے بعد سب سے اونچا عمرؓ کا...... عمرؓ کے بعد سب سے اونچا مرتبہ عثمانؓ کا...... عثمانؓ کے بعد پوری کائنات میں سب سے اونچا مرتبہ حیدر کرار کا...... علیؓ بن طالب کا...... فاتح خیبر کا...... اسد اللہ کا زہرہؓ کے خاوند کا...... حسنینؓ کے ابو کا...... لیکن تم اس شیر کو بلالؓ سے کم درجہ دینا چاہتے ہو۔

توجہ رہے! سنی کا عقیدہ یہ ہے کہ بلالؓ کی طرف دیکھئے جو بلالؓ کے دل میں ہے وہی زبان پہ آتا ہے...... جو دل میں ہے اسی کو بیان کرتے ہیں جو دل میں ہے...... اسی کا خطبہ ہے...... جو دل میں ہی اسی کا واعظ ہے...... کافر ہاتھ میں کیل گھاڑتا ہے کہتا ہے زبان بدل لو لیکن بلالؓ کہتا ہے جو دل پہ ہے نقش ہو گیا وہ زبان سے نکلے گا...... اسے مٹایا نہیں جا سکتا،

زبان کھینچی جا سکتی ہے...... جگر چبایا جا سکتا ہے...... سرتن سے جدا کیا جا سکتا ہے...... میرے ناک کان کاٹے جا سکتے ہیں...... میرے جسد کو ریزہ ریزہ کیا جا سکتا ہے...... بلالؓ کے ہاتھ میں کیل گاڑ دیئے جاتے ہیں...... لیکن زبان اور دل ایک ہیں...... بلالؓ ہے کہ گرم زمین پہ لٹا دیا جاتا ہے...... لیکن زبان اور دل ایک ہیں...... بلالؓ کے سینے پہ پتھر رکھ دیئے جاتے ہیں...... زبان اور دل ایک ہیں بہر حال وہ کہتا ہے...... اللہ ایک ہے...... اس کے سوا کوئی معبود نہیں...... کافر مار مار کر تھک جاتا ہے لیکن حبشہ سے آنے والا سیاہ فام اپنا موقف نہیں بدلتا...... اپنا پروگرام نہیں بدلتا۔

اور یہ مرد ہے...... زنیرہؓ عورت ہے خاتون ہے...... صنف نازک ہے کافر بدلنا چاہتا ہے...... کافر نظریہ دینا چاہتا ہے...... کافر عقیدہ چھیننا چاہتا ہے...... زنیرہؓ صنف ضعیف لیکن وہ چر گئی وہ دو اونٹوں کے درمیان باندھ کے اسے چیر تو دیا گیا لیکن اس نے نظریہ تبدیل نہیں کیا...... مٹ گئی پر یہ کہتی چلی گئی کہ محمدؐ اللہ کا سچا رسول ہے...... اور وہ جس کو رب کہتا ہے وہ وحدہ لاشریک ہے...... کہتی چلی گئی یا نہیں؟

اونچی آواز سے کہتی چلی گئی...... مٹا سکا ہے کوئی...... نظریہ چھین سکا...... توجہ فرمائیں ...... ابن خطاب کی بہن ہے خطاب کی بیٹی ہے، پیغمبرؐ کا کلمہ پڑھتی ہے...... اور بڑی جرأت کے ساتھ اس کو بیان کرتی ہے...... بھائی سے پٹتی ہے...... بدلتی نہیں...... بھائی مارتا ہے بدلتی نہیں...... جسم سے لہو نکلتا ہے بدلتی نہیں...... جسد لہو سے لت پت ہے...... بدلتی نہیں...... دل کی گہرائی سے نکلے ہوئے ہوئے الفاظ حضرت عمرؓ کے قلب و دماغ پر انقلاب آفریں کیفیت پیدا کر گئے۔

دہن سے نام حق آنکھوں سے آنسو منہ سے خون جاری
عمرؓ کے دل پہ اس نقشہ سے عبرت ہوگئی طاری

جب یہ گمان ہوتا ہے کہ شاید آج میری موت آ جائے تو آخر کار بھائی کا گریبان پکڑ کر کہتی ہے...... غلط خیال میں کھڑے ہو...... میں نے جس کا کلمہ پڑھا ہے...... اس نے

تقیہ نہیں سکھایا...... میں مٹ سکتی ہوں ...... مجھے زیروزبر کیا جا سکتا ہے...... مجھے مٹایا جا سکتا ہے......لیکن میرے قلب پہ جو کلمہ نقش ہو چکا ہے اسے نکالا نہیں جا سکتا۔

تم حیدر کرارؓ کو زنیرہؓ سے بھی کم درجہ دینا چاہیے ہو......تم علیؓ بن ابی طالب کو بلالؓ سے بھی کم درجہ دینا چاہتے ہو......تم حیدر کرارؓ کو فاطمہؓ بنت خطاب سے بھی کم درجہ دینا چاہتے ہو۔

خبیبؓ کو دیکھ لیجئے تاریخ شاہد ہے......انگاروں پر لیٹ گیا...... لیٹا یا نہیں؟ لیٹا...... زبان اور دل میں کوئی فرق آیا نہیں......جو دل میں تھا وہی زبان پہ آیا......تم علیؓ کو خبیبؓ سے بھی کم درجہ دینا چاہتے ہو......اتنا نہیں میں تمہیں ایران لے چلتا ہوں۔

اشتہارات کی بھرمار:

تمہارے خمینی کے گماشتے ...... خمینی کا کلمہ پڑھتے ہوئے مٹ رہے ہیں ......تم ان کے خطبے پڑھ رہے ہو ......تم ان کو شہید کہہ رہے ہو......تم ان کی بہادری شجاعت کے گن گا رہے ہو کہ مٹ تو گئے ذبح تو ہو گئے ......شاہ ایران نے مٹا تو دیئے......لیکن وہ خمینی کا کلمہ پڑھتے چلے گئے......اور ان شہداء کی تم یادیں منا رہے ہو۔

کیا تم ایرانی گماشتوں سے بھی علیؓ کا درجہ کم ہو گیا ہے کیا؟ ......آج تم جھنگ کی سڑکوں پر کفن باندھ کے میدان میں آنے کی دھمکیاں دے رہے ہو......کبھی پرامن احتجاج کے ذریعے......کبھی کسی اشتہار کے ذریعے ...... ہر ہفتہ ایک نیا اشتہار نکلتا ہے وہ سمجھتے ہیں کہ شاید آج ہم نے میدان مار لیا......لیکن جس کی قسمت ازل سے ماری ہوئی ہو وہ میدان کیسے مار سکتا ہے...... چلتے ہوئے لطیفے کی بات کہتا ہوں۔

سر جوڑ کے بیٹھی شیعہ اینڈ کمپنی ناک کی لکیریں نکالیں ......سر جوڑے وڈیرے جمع کئے، اسمبلی میں بیٹھنے والوں تک آوازیں گئیں......ایران سے ڈالر آیا ساڑھے تین لاکھ روپیہ، خمینی کے ایجنٹ نے جھنگ کی زمین پہ تقسیم کیا اور پھر محنت کی گئی...... بڑی محنت شاقہ کے بعد ایک اشتہار نکل آیا......''ہم چیلنج قبول کرتے ہیں'' اب کس نے چیلنج کیا آپ کو......چیلنج کے الفاظ یہ تھے کہ اسمبلی میں آ ؤ قرارداد پیش کرتے ہیں......تم مسلم ہو یا اینٹی اسلام فرقہ ہو چیلنج

تو یہ تھا۔

چیلنج یہ تھا...... تم ہائی کورٹ میں آؤ ہم تمہارے کفر اور اسلام پر بحث کرتے ہیں
چیلنج تو یہ تھا تم کہ شرعی عدالت میں آؤ ہم تمہارے کفر اور اسلام پر بحث کرتے ہیں......

لیکن تم نے اشتہار یہ نکال دیا کہ ہم حق نواز کا چیلنج قبول کرتے ہیں اور ساتھ یہ لفظ بھی لکھا کہ تا کہ ہمیشہ کے لئے مسئلہ مٹ جائے۔

توجہ کیجئے میں آج ایک ضروری اور کام کی بات کہتا ہوں:

کہ نت نیا اشتہار جو چھپ رہا ہے......تو اب اس پر تبصرہ کرنا ضروری پڑ گیا......لفظ یہ لکھا اس میں ہم حق نواز سے مناظرہ چاہتے ہیں......تا کہ ہمیشہ کے لئے مسئلہ مٹ جائے، تم نے اس لفظ ''ہمیشہ'' میں میری حیثیت تسلیم کر لی ہے......میری علمی حیثیت بھی تم نے مانی ہے......میرے فرقے میں......میرے مکتب فکر میں بھی تم نے میری نمائندگی مانی...... اگر چہ میں اپنے اکابرین کا نوکر اور خادم ہوں......بات تمہاری کر رہا ہوں کہ تم نے میری حیثیت تسلیم کی اگر میری کوئی حیثیت نہیں تو میرے ساتھ مناظرہ کرنے سے شیعہ سنی مسئلہ......ہمیشہ کے لیے کیسے مٹ سکتا ہے......تم نے میری حیثیت مانی......جب میرے سامنے تمہاری بات آئی......میں نے تمہاری حیثیت کو مسترد کر دیا ہے......میں نے تمہاری دو ٹکے کی حیثیت بھی نہیں مانی......نہ اس وقت مانی تھی نہ آج مانتا ہوں......تمہیں تمہاری چولے سے آگے کوئی نہیں جانتا......تمہارے کردار کو کوئی نہیں جانتا۔

تم میں وہ آدمی بھی ہیں جن پر آج ہائی کورٹ کی عدالت میں حدود آرڈیننس کا کیس چل رہا ہے......وہ حق نواز سے مناظرہ کریں گے......جن کا کردار یہ ہو......اس بنیاد پر میں نے تمہیں مسترد کیا......اور یہ کہا کہ جب تم میری حیثیت تسلیم کر چکے ہو تو تمہارے فرقے میں حیثیت کا مالک......اہمیت کا مالک......اس وقت خمینی ہے کہ اس سے بحث ہو تو مسئلہ ہمیشہ کے لیے مٹ سکتا ہے......ورنہ نہیں۔

میری حیثیت تم نے مانی ہے...... میں نے تمہاری نہیں مانی...... میں نے یہ کہا کہ خمینی کو لاؤ...... ہم خمینی سے بات کرتے ہیں...... اور یہ بات بھی عام چوک پہ نہیں شرعی عدالت میں آئے اس کی ٹانگیں نہیں ہیں،...... اسکوویز الینا مشکل ہے تم روؤ...... تم ماتم کرو۔

پاکستان میں آیئے المدد خمینی المدد نائب امام المدد روؤ...... ماتم کرو...... احتجاج کرو، لاؤ خمینی کو پاکستان کی شرعی عدالت میں ہم بحث کرتے ہیں کہ ان کا اسلام سے کتنا تعلق ہے...... میں نے تمہیں یہ کہا کہ لیکن بجائے اس کے تم ہماری اس بات کا جواب دیتے پھر اکیلا نہیں چلوں گا...... میں نے مزید یہ بھی کہا کہ باوجود اس کے تم نے میری حیثیت مان لی ہے...... لیکن میں نے پھر بھی کہا کہ میں ایسا آدمی لاؤں گا خمینی کے مقابلہ میں کہ جس کو پاکستان کے تمام مکاتب فکر اپنا نمائندہ چنیں...... اگر سارے متفق نہ ہوں تو بریلوں کا الگ نمائندہ عدالت میں کھڑا کروں گا وہ الگ بحث کرے گا...... اہل حدیثوں کا نمائندہ الگ کھڑا ہوگا...... وہ الگ بحث کرے گا...... دیوبندیوں کا نمائندہ الگ کھڑا ہوگا وہ الگ بحث کرے گا...... تاکہ تینوں فرقوں کی نمائندگی ہو جائے...... تم خمینی کو لاؤ...... ٹھیک ہے یا نہیں، ٹھیک ہے۔

میرے اس کہنے کے بعد دنیائے شیعت پر مکمل سناٹا چھایا ہوا تھا...... یہاں تک کہ کوئی کل پاکستان سپاہ صحابہؓ کانفرنس آ گئی...... اس کانفرنس میں امام اہل سنت عبدالشکور لکھنوی رحمتہ اللہ علیہ کا فیض یافتہ اور باگڑ سرگانے میں تمہارے وڈیرے کو لوہے کے چنے چبوانے والا...... جس مناظرہ باگڑ سرگانے کی روداد آج تیس برس ہو گئے چھپی ہوئی...... تم اس کا جواب نہیں لکھ سکے اور تمہاری پوری نسلیں نہیں لکھ سکے گی...... وہ آئے اور انھوں نے وہی الفاظ دہرائے...... حتیٰ کہ تھوڑا سا اضافہ کیا...... اگر خمینی پاکستان نہیں آتا حکومت انتظام کرے۔

عبدالستار تونسوی کو ایران لے جائے...... مزید آج ایک بات اور کہتا ہوں اور بڑی وضاحت کے ساتھ اگر خمینی یہاں بھی نہیں آ سکتا پاکستان کی حکومت امام اہل سنت عبدالستار

تونسوی اوران کے شاگرد کا ایران لے جانے کا انتظام بھی نہیں کرتی تو شیعوں کے عارف حسینی اور ان کے موسوی سے کہتا ہوں کہ تم خمینی سے لکھوا کر لاؤ کہ یہ دونوں میرے نمائندے ہیں ...... تمہیں وہ اپنا وکیل منتخب کرے پھر تمہاری وکالت ایران ...... تہران کا ریڈیو اعلان کرے ...... یہ میرے دونوں وکیل ہیں ان کی ہار خمینی کی ہار ان کی جیت خمینی کی جیت ...... تہران ٹائمز لکھے ...... ایرانی اخبارات لکھیں تمہاری نمائندگی کو بیان کریں ......

عارف حسینی اور موسوی دونوں خمینی سے لکھوا کے اس کے نمائندے بن کے عدالت میں آئیں ہم بحث کرنا چاہتے ہیں کہ تم مسلم ہو یا غیر مسلم ...... یہ تحریر غلط ...... نہیں ...... اونچی آواز سے ...... (نہیں) ہماری اس گفتگو کے بعد شیعت کا ہمیں چیلنج قبول ہے۔

پھر ایک اور اشتہار آ گیا ...... اگلے ہفتہ ایک اور اشتہار آ گیا ...... جو عنوان اس میں لکھا ہوا ہے دیو بندیوں کے فاسد عقیدے پہ آ گیا ...... سر جوڑا محنت کی ...... لکیریں نکالیں ...... پتا نہیں کتنی محنت کی ہو گی ...... اگلا اشتہار آ گیا ...... کہ شاید اس اشتہار سے آپ کی سنّیت دب گئی ہے وہ آیا ...... اور الگ گیا ...... ''دیو بندیوں کے فاسد عقیدے'' میری نظر سے بھی گزرا۔

بھئی دیو بندیوں کے فاسد عقیدے کون کون سے ہیں ...... ان فاسد عقیدوں میں ایک یہ لکھا ہوا تھا ...... جہاں اور تھے تفصیل کا وقت نہیں ...... پھر کسی وقت سہی ...... ایک یہ عقیدہ بھی لکھا ہوا تھا کہ ابو بکر عمرؓ کو گالی دینا دیو بندیوں کے عقیدے میں کفر نہیں ہے۔

توجہ فرمایئے:

گویا گندہ عقیدہ ہوا یہ ...... ہوا نا ...... جب یہ عقیدہ غلط اور فاسد ہے تو صحیح عقیدہ یہ نکلا کہ جو ابو بکرؓ کو گالی دے وہ کافر ہے ...... قلم تمہارا لیکن صدیقؓ کی صداقت جانیئے عمر کی کرامت جانیئے ...... کہ مدت سے جو بات کہہ رہا ہوں کہ ابو بکرؓ کی صحابیت کا منکر کافر ہے، ان پر تبرا اور لعنت بھیجنے والے کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں ...... وہ تم نے مان لیا ...... اور اس طرز کے ساتھ مانا کہ تمہاری سات پشتیں بھی اگر اس کے جواب کی کوشش کریں تو نہیں لکھ

نہیں ...... کیوں یا تو یہ واپس لے لو کہ یہ عقیدہ فاسد نہیں اگر یہ عقیدہ فاسد ہے...... کہ ابو بکر وعمرؓ کو گالی دینا کفر نہیں اگر یہ عقیدہ نہیں تو تم نے لکھا کیوں اور اگر یہ غلط ہے تو صحیح عقیدہ یہ نکل آیا کہ ابو بکرؓ و عمرؓ کو گالی دینا کفر ہے...... جب یہ تبصرہ ہوا تو اگلے جمعہ کو آنے سے پہلے یہ اشتہار غائب تھا...... میری اطلاع کے مطابق شیعہ لونڈوں نے رات کو پانی کی بالٹیاں لے کر اس کو اتارنا شروع کر دیا...... یہ سارا اشتہار اڑ گیا...... اگلا ہفتہ آیا میں نے حضرت گنگوہی...... جنگ آزادی کے ہیرو مجاہد جلیل...... محدث اعظم اور دار العلوم دیو بند کی چار دیواری کا ستارہ...... ان کا فتوی میں نے پیش کیا کہ شیعہ کا اسلام کے ساتھ کوئی تعلق نہیں...... وضاحت کے ساتھ...... پھر شیعوں نے سر جوڑا۔

مارے گئے مٹ گئے:

پروپیگنڈہ یہ تھا کہ حق نواز ہمیں کافر کہتا ہے...... یہ اکیلا حق نواز تو نہیں ہے...... یہ تو دیو بند کی دنیا کا سب سے بڑا عالم اور سنیت کا صحیح ترجمان رشید احمد گنگوہی...... کہہ رہا ہے پھر سر جوڑا اور ایک طرف امام ابو حنیفہ...... کا فتوی الگ...... اور لکھا یہ کہ دیو بندیو! تم ابو حنیفہ کو مانتے ہو یا رشید احمد گنگوہی کو...... امام ابو حنیفہ...... کا فتوی کیا ہے وہ لکھتے ہیں کہ اگر کوئی مسلمان گناہ گار ہے...... مانتا ہے اسلام کو نبی کو رسول مانتا ہے...... گناہ کر لیتا ہے تو ہم اس کو کافر نہیں کہتے...... اس میں یہ کہاں لکھا ہوا ہے کہ بھئی ہم شیعوں کو کافر نہیں کہتے...... ایک طرف یہ فتوی لکھ دیا اور دوسری طرف حضرت گنگوہی...... کا...... جمعہ آیا...... اللہ نے موقع دیا...... وہ سارا ہفتہ کوشش کرتے ہیں...... پیسہ صرف کرتے ہیں...... ایک ہفتہ میں اشتہار اڑ جاتا ہے...... اگلے ہفتہ نیا اشتہار۔

خیر میں نے اس پہ تبصرہ کیا، میں تمہارا شکر گزار ہوں...... کہ میں تو پیسہ لگا تا اشتہار چھاپتا حضرت گنگوہی...... کا فتویٰ چھاپ کے تقسیم کرتا...... میری قوم بھی پڑھتی، میرے ہم مسلک دوست بھی پڑھتے...... شیعہ بھی پڑھتے...... بریلوی بھی پڑھتے...... دوسرے لوگ بھی پڑھتے...... حکومت بھی پڑھتی کہ حضرت گنگوہی...... کا یہ فتویٰ ہے......

تمہارا شکر گزار ہوں:

میں نے کہا کہ آپ نے بڑی مہربانی کی اشتہار دیورواں پر بھی نہ لگانے پڑے...... تم نے حضرت گنگوہی کا فتویٰ چھاپ کے اپنے امام باڑوں میں بھی لگایا اور اپنے گھروں میں بھی لگایا...... ہائے ہائے ...... گنگوہی ...... شیعوں کے گھروں میں گونجتا ہے...... میں نے کہا کہ میں تمہارا شکر گزار ہوں کہ تم نے میرے شیخ کا...... میرے مرشد کا ...... میرے قائد میرے امام کا فتویٰ چھاپ کے خود تقسیم کیا ہے ...... اب ایک اور اشتہار آ گیا جو ابھی دیواروں پہ لگا ہوا ہے...... سرخی یہ ہے دیوبندی غنڈہ گردی کے خلاف پرامن احتجاج مجھے یہ لفظ نہیں چبھا...... دشمن نے تو اچھا لفظ استعمال نہیں کرنا ...... اچھا لفظ استعمال کرنا ہے (انہیں) دشمن تو برا لفظ ہی استعمال کرے گا...... کہ کل تک جس سنی قوم کو تم سمجھتے ہو کہ اس کے پاؤں میں جان نہیں آج تم نے جس قوت کو مان لیا ہے...... چاہے لفظ غنڈہ کہہ کر مانا ہے، چاہے شریف کہہ کے مانو تم نے مان لیا کہ سنیت تمہاری منہ میں لگام دے دے گی ...... مان لیا ہے یا نہیں ؟ مان لیا...... چلو جی! پھر ایک اشتہار آ گیا ...... اس میں پھر ایک بات لکھی ...... لکھی تو بڑی محنت سے بڑی کوشش سے ...... الفاظ یہ لکھے کہ معاویہؓ کے شیعوں نے ہمیں مارا ہے ...... میں نے کہا شیعوں صحابہؓ کی کرامت ہے کہ جتنے پاپڑ بیلتے ہو کہیں نہ کہیں پھنس جاتے ہو آج تک تم لوگوں کو کہتے تھے کہ سنی اپنے مذہب کا نام قرآن میں دکھائیں ...... ہمارا نام تو قرآن میں ہے...... وان من شیعته لابراهیم ...... اب تو تم نے ہمیں مان لیا کہ ہم بھی شیعہ ہیں ہمارا نام بھی قرآن میں ہے ...... ہائے ہائے تم نے اپنے آپ کو علیؓ کا شیعہ کہا ہے...... ہمیں تم نے معاویہؓ کا شیعہ کہہ دیا۔

قرآن میں لفظ شیعہ کہا اسے تم نے مذہب ثابت کیا......

وہاں شیعہ علیؓ کا نام موجود ہے......

نہ شیعہ معاویہؓ کا نام ہے......

فقط لفظ شیعہ مختلف مقامات پر مختلف عنوانات کے تحت آیا ہے تم نے اس سے مذہب

اخذ کرلیا کہ شیعہ کا نام قرآن میں ہے......لہذا شیعہ فرقہ سچا ہے اب تو تم نے ہمیں معاویہؓ کے شیعہ کہہ کے ہمارے مذہب کا نام قرآن میں بیان کیا اب کیوں بھونکتے ہو۔

ہم معاویہؓ کے شیعہ ہیں:

توجہ رہے میں اقرار کرتا ہوں میں مانتا ہوں......

میں اس معاویہؓ کا شیعہ ہوں جس نے رفض کا بیج مٹایا تھا......

میں مانتا ہوں میں اس معاویہؓ کا شیعہ ہوں جس نے قبرص لیا تھا......

میں مانتا ہوں میں اس معاویہؓ کا شیعہ ہوں جس کے ہاتھ پر حسنؓ نے بیعت کی تھی۔

میں مانتا ہوں میں اس معاویہؓ کا شیعہ ہوں جس معاویہؓ نے رفض کے متعے بند کئے تھے

میں مانتا ہوں میں اس معاویہؓ کا شیعہ ہوں جس معاویہؓ کے ہاتھ میں پیغمبرؐ نے قلم کردیا جو وحی جبریلؑ لائے اس کو نوٹ کرتے جاؤ ......اور یہ معاویہؓ وہی ہے جس سے تمہارے پیٹ میں مروڑ اٹھتی ہے۔

کتاب تمہاری......

قلم تمہارا......

تحریر تمہاری......

مجتہد تمہارا لیکن وہ حقیقت کو چھپا نہ سکا......

مان گیا کہ حسنؓ نے معاویہؓ کے ہاتھ پہ بیعت کی تھی اور جب بیعت کر چکے......

تمہاری جلاء العیون کہتی ہے کہ شیعوں نے ان کے نیچے سے مصلی کھینچا......

ان کا خیمہ لوٹا اور انھیں یہ کہا کہ تم باپ کی طرح کافر ہو گئے ہو (نعوذ باللہ) تو زہرہؓ کے بیٹے نے ان بے ایمانوں کو جواب دیا کہ میرے لئے معاویہؓ دنیا و مافیہا سے بہتر ہے اگر تم شیعہ کہتے ہو......

ہم اسے قبول کرنے کے لئے تیار ہیں۔

احرار پارک جھنگ میں شکوہ جواب شکوہ
کی طرز پر خطاب لاجواب

نواسہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم، جگر گوشہ بتول

سیدنا حسین ابن علیؓ

امیر عزیمت مولانا حق نواز جھنگوی شہید

ے

رے الفاظ گونگے ہیں مرے جذبات کے آگے
زباں کھلتی نہیں قرآن کی آیات کے آگے
حسینؓ ابن علیؓ کا نام لوں میں کس طرح اظہر
مری یہ ذات بے معنی ہے اس کی ذات کے آگے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تمہید:

حاضرین محترم آج میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ آپ میں سے کوئی شخص مجھے وجہ بتلا سکتا ہے...... حسینؑ کی مکہ چھوڑ کر کربلا جانے کی؟ محرم کے مہینے میں امن کا وعظ ہوتا ہے، عدم اختلاف کا وعظ ہوتا ہے...... اتحاد و اتفاق کا وعظ ہوتا ہے...... سرحدات پر منڈلاتے ہوئے خطرات کا طومار باندھ دیا جاتا ہے...... اگرچہ یہ خطرات سرحد پر ہم ۱۹۴۷ء سے سن رہے ہیں...... اور آج تک سنتے آرہے ہیں...... جو حزب اختلاف میں ہے وہ کہتا ہے خطرات کوئی نہیں ہیں...... اور جو حزب اقتدار میں ہے...... وہ کہتا ہے بڑے خطرات ہیں، معلوم نہیں ان ہر دو میں میں جھوٹا کون ہے اور سچا کون ہے؟ جس سے اقتدار چھین لیا گیا، وہ جب حزب اختلاف میں آیا تو اس نے وہی راگنی الاپی جو اس سے پہلے حزب اقتدار کہتا تھا...... اس نے وہی طریقہ واردات اختیار کر لیا جو اس دور اقتدار میں حزب اقتدار میں اختلاف اپناتا تھا...... یہ پرانی بات ہے لیکن میں یہ کہنا چاہوں گا...... کہ جس محرم میں آپ یہ کہتے ہیں...... کہ اتحاد کر لو...... انضمام ہو جائے اختلاف نہ رہے...... تو میں پوچھنا چاہوں گا...... کہ آپ نے اتنی بڑی بڑی کانفرنس اور اتنا شور و غوغا حسینؑ ابن علیؑ کے لیے کیوں کیا؟ کیا حسینؑ نے اتحاد کر لیا تھا؟ اختلاف ہوا ہے نا یزید سے؟ کہ نہیں ہوا؟

ماہ محرم اور درس اتحاد:

اختلاف ہوا ہے اور محرم کے مہینے میں ہوا ہے کیا اس وقت اسلام کی سرحدات پر خطرات نہیں منڈلا رہے تھے؟ آخر یہ کیوں نہ باور کرا لیا گیا زہرہ کے لال کو کہ آپ اتحاد کر لیں؟ دیکھیں تو سہی وہ دشمن کتنی نگاہیں لگائے بیٹھا ہے...... آپ اتحاد کر کے گزارا کر لیں! جس...... مہینے...... میں آپ اتحاد کی باتیں کرتے ہیں اسی مہینے میں تو زہرہ کے لال نے اختلاف کی بنیاد ڈالی ہے...... میں ڈنکے کی چوٹ کہتا ہوں کہ حسینؑ نے اختلاف کی بنیا ڈالی ہے! حسینؑ نے حق اور باطل کے درمیان اختلاف کی بنیاد ڈالی ہے! حسینؑ نے ظلم اور

عدل کے مابین اختلاف کی بنیاد ڈالی ہے! حسینؓ نے ستم اور بربیت اور انصاف وحیا کے مابین اختلاف کی بنیاد ڈالی ہے! حسینؓ ثابت یہ کرنا چاہتے تھے حق اور باطل بھی ایک دوسرے میں انضمام نہیں کرسکتے۔

اتحاد کس سے کریں؟

شہادت سنایئے! شہادت سنایئے! شہادت سنایئے! کونسی شہادت؟ کونسا آپ میں وہ فرد ہے جو حسینیؓ کردار اپنانا چاہتا ہے؟ ہو تو پیش کیجیئے نا؟ ہے کونسا؟ کتنے لوگوں کے ضمیر بک گئے کتنے لوگ ظلم وستم کے سامنے ہتھیار ڈال گئے...... کیا اسی کا نام حسینیت ہے؟ آج محض سر پر ہاتھ رکھ کر دوہڑا کہہ کے...... شہادت حسینؓ بیان کر کے اپنے آپ کو دھوکا دینا چاہتے ہیں...... میں نے عرض یہ کیا ہے کہ اس مہینے میں وعظ ہوتے ہیں...... اتحاد...... اتحاد۔

اختلاف نہ کیجئے! لیکن یہ کوئی نہیں بتلاتا کہ کس سے کریں؟ ایک شخص کہتا ہے کہ قرآن صحیح قرآن نہیں اصل مہدی کے پاس ہے...... مجھے اتحاد کر لینا چاہیے؟ ایک شخص کہتا ہے کہ پیغمبر کے حرم محترم اور ازواج النبیؐ پاک طینت نہیں تھیں...... مجھے اس سے اتحاد کر لینا چاہیے یا نہیں؟ ایمانداری سے بتلائیں کئی لوگ کہیں گے اختلاف پیدا کرتا ہے...... میری پیدائش سے پہلے کتابیں لکھی گئیں اگر آپ نے آنکھیں نہیں کھولی...... اگر آپ لمبی تان کر سوئے رہے تو حق نواز کا جرم تو نہیں! اسے جو خالق نے پیدا بعد میں کیا! کتاب میری پیدائش سے پہلے کی لکھی ہوئی ہے...... جس میں عائشہؓ کو ناپاک لکھا گیا ہے...... اگر میں آج اس مصنف کو بدمعاش کہتا ہوں تو میری زیادتی کیا ہے؟ اگر میں آج مصنف کے خلاف آواز بلند کرتا ہوں کہ اس کی یہ تحریر ضبط کر لی جائے...... تو میری زیادتی کیا ہے؟......

علمائے حق کی محنت:

شاید کوئی کہے کہ تو اکیلا بولتا ہے اور کوئی نہیں بولتا؟ نہیں نہیں! جس نے بھی ناموس اصحابؓ پیغمبرؐ کے موضوع پر محنت کی وہ بولا اور بولنے کا حق ادا کیا! محنت کی تھی شاہ ولی اللہ نے اس نے بولنے کا حق ادا کر دیا! محنت کی تھی اس عنوان پر شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی نے

اس نے تحفہ اثنا عشریہ لکھ کر حق ادا کر دیا! محنت کی اس عنوان پر امام اہل سنت عبد الشکور لکھنوی نے اس نے رفض کو لوہے کے چنے چبوا دئے! محنت کی تھی اس عنوان پر علامہ دوست محمد قریشی نے اس نے دنیا رفض کو ہمیشہ کیلئے چھٹی کا دودھ یاد دلایا! محنت کی تھی اس موضوع پر علامہ عبدالستار تونسوی مدظلہ نے...... دنیا اس کی تصدیق کرتی ہے! دنیا اس کے علم وفہم کو مانتی ہے...... تو جس نے موضوع کو پڑھا اس نے آواز اٹھائی اور جس نے نہیں پڑھا اس نے نہیں پڑھا اس کا اپنا جرم ہے کہ وہ کیوں نہیں آواز اٹھاتا؟ جو جانتا ہے اسے تو بولنا چاہئے!

مجھے بولنا چاہیے یا نہیں؟

آپ کے ملک میں وہ کتاب آج بھی موجود ہے...... مارشل لاء کے تمام قواعد وضوابط کے باوجود ہے...... کہ جس کتاب میں یہ تحریر کیا گیا ہے......اور یہ کفر بکا گیا ہے کہ عمرؓ بن خطاب اور ان کے تمام ساتھی جہنمی کتوں میں سے کتے ہیں...... اگر سنیت مٹ نہ گئی ہوتی اگر سنیت نے بے ضمیری کی چادر اوڑھ نہ لی ہوتی! اگر سنیت کو گیارہویں کے دودھ کے لے لڑا نہ دیا ہوتا تو کوئی فاروق اعظمؓ کے خلاف زبان درازی نہ کر سکتا......اور جو بولتا ہے آپ اسے بھی برداشت نہیں کرتے آپ کے سامنے جو حقائق لاتا ہے آپ کے سامنے وہی امن کو خراب کر رہا ہے یہ کتاب امن کو خراب نہیں کرتی اسے مارشل لاء کے قوائد وضوابط ضبط نہیں کرتے ہوئے...... کراچی سے پشاور تک اس کتاب پر میں نے احتجاج کیا قرار دادیں پاس کروائیں۔

آپ اپنے ملک کا سروے کر لیں آپ کو دنیا بتلائے گی کہ جھنگ کا ایک مذہبی رضا کار یہ احتجاج کر گیا ہے...... مقدمات بنے برداشت کر لئے جیلیں آئیں برداشت کر لیں...... مصیبتیں ٹوٹی برداشت کر لیں......مگر کفر کو چوراہے پر ننگا کیا...... آج تک یہ غلیظ کتاب حکومت نے ضبط نہیں کی...... تو میں کیوں نہ یہ کہوں کہ یہ حکومت فرقہ واریت کو جنم دیتی ہے؟ اور ہمیں وعظ کرتی ہے...... کہ مت ایسے واقعات کو اجاگر کرو اس پریس کو آگ کیوں نہیں لگاتے...... جو عمرؓ بن خطاب پر تبرا کرے؟......اور یہ بھی میں کہنا چاہوں گا کھلے لفظوں

میں کہ زندگی کا کوئی علم نہیں میری آج کی تقریر ریکارڈ کی جائے اور کل اس کو ایک ایک ذاکر کی میز پر رکھ دیا جائے اور اسے کہا جائے کہ الٹے لٹک جاؤ پھر بھی اس کا جواب نہیں آئے گا، میری بات آپ کو سمجھ آ رہی ہے مجھے تقریر کیوں کرنا پڑی توجہ فرمائیں ایک چٹ یہ آئی ہے کہ جوگیاں والا محلہ میں ایک ذاکر فضل عباس نے کہا کہ عمر فاروقؓ کی شہادت کے اشتہار جو دیواروں پر لگے ہوئے ہیں ان اشتہارات کو اتارا جائے اور عمرؓ کی شہادت بیان کرنی بند کی جائے ......اس کے بعد مجھے بولنے کا حق ہے یا نہیں؟ ایک یہ چٹ آتی ہے...... بلاق شاہ میں ایک کتبہ لگایا گیا ہے جس کتبے پر حضرت حسینؓ کے قاتل کا نام لکھا کہ ان کی بیوی نے حضرت معاویہؓ کے کہنے پر زہر دیا تھا یہ چٹ والا لکھتا ہے...... کہ یہ کتبہ بلاق شاہ میں نصب کیا گیا ہے اگر واقعی یہ کتبہ نصب ہے...... تو اس کے بعد مجھے بولنا چاہیے کہ نہیں۔

حضرت حسین کربلا کیوں گئے؟

تفصیل تو میں آگے بیان کروں گا۔ درست یہ کہتا ہوں کہ یہ ذاکر جو کہتا ہے کہ حضرت عمرؓ کی شہادت بیان نہ کی جائے اسے چاہیے تھا نا کہ یہ علی المرتضیٰؓ کو روکتے کہ ام کلثومؓ کا رشتہ عمر بن خطابؓ کو نہ دیتے...... اگر اشتہار شہادت کے لگتے ہیں...... یہ گوارا نہیں ہے تو علیؓ سے لڑ پڑتے نا کہ انہوں نے ام کلثومؓ کا رشتہ عمرؓ بن خطاب کو دیا تھا...... اگر عمرؓ قابل برداشت فرد نہیں ہے تو علیؓ نے کیوں برداشت کیا؟...... علیؓ نے کیوں داماد بنایا؟ علیؓ نے ام کلثومؓ جیسی مقدس صاحبزادی عمرؓ کے نکاح میں کیوں دی؟ اگر یہ قابل نفرت انسان ہے تو علیؓ سے لڑ پڑتے ہم سے کیوں؟

ان چٹوں کے بعد مجھے حق پہنچا ہے کہ اپنا موقف پیش کروں...... ہم سب مل کر یہ معلوم کریں کہ حسینؓ بن علیؓ کو کربلا میں کاہے کو آنا پڑا...... ہم یہ معلوم کرنا چاہتے ہیں...... دلائل کی روشنی میں کہ زہرہ کے لعلؓ ۶۱ ہجری میں کربلا میں کاہے کیلئے آئے؟ ان کے آنے کی غرض کیا تھی؟

شکوہ کا انداز کس لئے؟

میں نے حسینؓ بن علی کے کربلا آنے کی غرض کو ایک مختلف انداز کے ساتھ ملک کے اکثر حصوں میں پیش کیا ہے......اور بعض احباب کے اصرار پر اس انداز میں آپ کے سامنے پیش کرنا چاہتا ہوں......اور وہ انداز یہ ہوگا......جیسے علامہ اقبال نے کبھی خالق کی بارگاہ میں شکوہ اور جواب شکوہ لکھا......توجہ ہے میری طرف؟ ذہن اگر کسی اور طرف ہو گیا تو میری بات ذہن میں نہیں اترے گی......اور سمجھنا انتہائی مشکل ہو جائے گا......علامہ اقبال نے خالق کی بارگاہ میں شکوہ کیا شکوہ کے بعد پھر اس کا جواب لکھا اور جواب میں لب ولہجہ یہ استعمال کیا کہ گویا علامہ صاحب کے شکوہ کا جواب خالق خود دے رہا ہے......اور وہ جواب علامہ نے کہاں سے تیار کیا؟......اللہ نے تو اقبال سے بات نہیں کی......اللہ نے تو اقبال پر کوئی وحی نہیں بھیجی......نہ اللہ نے آسمانوں پر بلا کر کوئی براہ راست گفتگو کی......تو جواب شکوہ علامہ نے کیسے تیار کر لیا؟......جو شکوہ کے طور پر باتیں لائے تھے......ان کا جواب علامہ نے قرآن مجید سے......سنت سے......صحابہ کرامؓ......محدثین اور مفسرین کے اقوال سے تیار کیا......اور تیار کر کے اسی جواب کو اللہ کا جواب قرار دے کر قوم کے سامنے رکھا کہ جو میرے شکوے تھے اس شکوہ کا جواب اللہ قرآن میں دے چکا ہے......ان شکوؤں کا جواب اللہ کا پیغمبرؐ اپنے ارشادات میں دے چکا ہے......اس انداز میں وہ شکوہ وجواب شکوہ تحریر کر گئے تھے......اسی طرز سے آج میں زہرہ کے لعلؓ سے سوال بھی کروں گا......اور ساتھ ہی ساتھ جواب کا بھی مطالبہ کروں گا......طرز اسکا شکوہ اور جواب شکوہ ہوگا۔

غلام کا شکوہ!

توجہ ہے میری طرف شکوہ یہ ہے زہرہؓ کے لعل سے کہ آپؓ نے گنبد خضریٰ کے سائے کو کیوں چھوڑا؟......شکوہ ہے مقدس امام!......زہرہ کے جگر پیارے!......زہرہ کے نور نظر!......آپ نے آقائے دو عالمؐ کے گنبد خضریٰ کی چھاؤں کو کیوں چھوڑا......آپ نے مسجد نبویؐ کی نمازیں کیوں چھوڑیں؟......آپ نے مدینہ منورہ کے میٹھے کنویں کو کیوں چھوڑا؟......شکوہ ہے......ایسی مقدس جگہ آپؓ نے ترک کی......مسجد نبوی کی نمازیں

چھوڑ دیں...... گنبد خضرا کا سایہ چھوڑ دیا...... نبوت کا پڑوس چھوڑ دیا...... کیوں؟

قبلہ آپؓ نے بیت اللہ کا طواف چھوڑا...... حجر اسود کے بوسے چھوڑے...... بیت اللہ کا حج چھوڑا...... حج کے موسم میں سفر اختیار کر لیا...... وجہ کیا ہے؟...... آپؓ بیت اللہ کی نمازیں چھوڑ کر جا رہے ہیں...... آپ بیت اللہ کا سایہ چھوڑ کر جا رہے ہیں...... اور وطن پہ بے وطنی کو ترجیح دے رہے ہیں...... آخر کوئی وجہ تو بتلائیے؟ آپؓ کو کونسی پریشانی لاحق ہوئی؟ آپؓ نے یہ مقدس وطن کیوں چھوڑا؟ اور آپؓ نے وطن پہ بے وطنی کو ترجیح کیوں دی؟ ہم تو آپؓ سے شکوہ کریں گے...... کہ آپؓ نے مسجد نبوی چھوڑ دی اور کربلا میں ڈیرے ڈال دیئے؟

امام کا جواب:

تو زہرہ کا لال کہتا ہے کہ مولوی تو نے شاید میری تاریخ کا مطالعہ نہیں کیا...... جواب سیدنا حسینؓ کے اقوال سے تیار کروں گا وہ خود تو موجود نہیں ہیں...... لیکن ان کے اقوال تو موجود ہیں!...... اس شکوہ جواب شکوہ کے طرز پر، تو زہرہؓ کا لعل یہ اعلان کرتا ہے کہ...... مولوی تو نے شاید میری شخصیت کا مطالعہ نہیں کیا...... تو نے میری تاریخ کو نہیں پڑھا...... تو نے مجھے سمجھا نہیں...... میں نے کہا قبلہ سمجھا تو ہے...... آپ زہرہؓ کے لعل ہیں...... آپؓ خاتم الانبیاءؐ کے نور نظر ہیں...... آپؓ حیدر کرار کے نور نظر ہیں...... آپ محمدؐ رسول اللہ کے کاندھوں پر بیٹھ چکے ہیں...... قبلہ آپ فرمادیں شاید میں نہ سمجھتا ہوں کہ آپؓ کیوں گئے؟...... تو زہرہؓ کے لعل کہتے ہیں...... کہ بس اس لیے گیا...... کہ جب مجھے ظلم نظر آیا میں نے اس کے روکنے کی ٹھان لی...... جب ستم نظر آیا...... میں نے اس کو روکنے کیلئے تیاری کر لی...... تو میں نے سوال کر دیا کہ قبلہ یہ تو کوئی وزنی بات نظر نہیں آتی؟ آپ تو بہت معمولی عمل کے لیے میدان میں اتر رہے ہیں...... اس کے لیے تو آپؓ کو نہیں آنا چاہیے...... زہرہؓ کے لعل کہتے ہیں۔

کیوں؟ میں نے عرض کیا یہ تو معمولی کیس ہے...... اس سے بڑے جرائم ہوئے آپ کے ابو...... میدان میں نہیں آئے...... اس سے بڑے جرائم ہوئے فاتح خیبر میدان میں

نہیں آئے ......اس سے بڑے جرائم ہوئے وہ انسان میدان میں نہیں آیا جس کو ذاکر کہتا ہے ......لافتی الاعلی لا سیف الاذو الفقار ......تو زہرہ کا جگر پارہ تڑپ کے کہتا ہے کہ کون سے جرم ہوئے ......جس جرم کے مٹانے کے لیے میرا ابو میدان میں نہیں آیا؟ میں نے کہا قبلہ مدینہ کی زمین پر یہ ظلم نہیں ہوا تھا......کہ آپ کی والدہ ماجدہ کی جائیداد غصب کر لی گئی تھی ......(نہیں سمجھے جھنگ کا سنی نہیں سمجھا......اے کاش تو نظریات جانتا) یہ زیادتی نہیں ہوئی کہ پیغمبرؐ کے لخت جگر یتیمی کی زندگی کاٹ رہی ہے......تو اس کی فدک نام کی جائیداد کو غصب کر لیا گیا ہے......اور اس کو تصرف میں لایا گیا ہے......میں نے کہا قبلہ یہ تو معمولی جرم ہے اس سے بڑا جرم یہ ہوا کہ نبوت نے کاغذ قلم کا مطالبہ کیا تھا اور اس کو پیش نہیں کیا گیا بلکہ رسول اللہ ﷺ کی توہین کی گئی......آپؓ کے ابو نے تلوار نہیں اٹھائی مجرم کا گریبان پکڑا......آپ کی والدہ کی جائیداد چھین لی گئی......آپ کے ابو نے اس کے تحفظ کیلئے بھی تلوار نیام سے باہر نہیں نکالی......اور اس سے بڑھ کر یہ ظلم ہوا کہ مدینہ کی زمین پر قرآن کو آگ لگائی گئی اس کو جلا دیا گیا آپ کے والد گرامی نے تلوار نیام سے باہر نہیں نکالی......اور اس کا ہاتھ نہیں پکڑا جس نے قرآن کو آگ لگائی۔

میں آپ سے یہ بھی سوال کرنا چاہوں گا کہ اس سے بڑا ظلم یہ ہوا کہ زہرہ کے گھر کو آگ لگا دی گئی جبکہ وہ خود اندر موجود تھیں ......اور ان کے دروازے کو جلانے کے پروگرام بنائے گئے......آپ کے ابو تلوار لے کر میدان میں نہیں آئے؟

آخر وجہ تو بیان کیجئے ......کہ جب اتنے بڑے جرائم ہو چکے اور آپ کے والد میدان میں نہیں آئے تو آپ معمولی باتوں کے لیے میدان میں کیوں آئے؟ کیا یزید نے قرآن جلایا تھا؟ تو زہرہ کا لعل کہتا ہے نہیں ......کیا! یزید نے فدک غصب کیا تھا؟......زہرہؑ کا جگر پارہ کہتا ہے نہیں!......کیا یزید نے خلافت غصب کی تھی یا اس سے پہلے غصب ہو چکی ہے؟ تو حسینؓ کہتا ہے نہیں! کیا یزید نے زہرہ کے گھر کو آگ لگائی تھی؟ حسینؓ کہتا ہے نہیں! کیا یزید نے پیغمبر کا جنازہ بے گور و کفن چھوڑ دیا تھا؟ حسینؓ کہتا ہے نہیں! تو میں نے کہا قبلہ وہ کونسا جرم

ہے جو پہلے نہیں ہوا تھا آج ہوا؟ جس کیلئے آپ میدان میں آئے! آپ کے ابو میدان میں نہیں آئے! بات ذہن میں آئی ہے کہ نہیں؟ میری یہ ریکارڈ شدہ تقریر شام غریباں میں رکھ دی جائے پورے چیلنج سے کہتا ہوں اور شام غریباں میں پیٹنے والی دنیا سے کہا جائے اگر تم میں رائی برابر بھی ضمیر باقی ہے تو میرے سوالات کو اٹھاؤ میں تمہارے قدم چوم لونگا...... میں نے کہا قبلہ یزید نے ظلم کیا ہوگا مگر زہرہ جیسی خاتون پر ظلم نہیں کیا! میں نے کہا یزید نے زیادتیاں کی ہوں گی پر قرآن کو تو آگ نہیں لگائی! اس سے پہلے جو جرم ہوئے ہیں...... تو آپ کے ابو تو میدان میں نہیں آئے آپ کیوں آئے ہیں؟...... اس کی وجوہات بیان کی جائیں! تو زہرہؓ کا لعل تڑپ کے کہتا ہے اس کے اقوال تڑپ کے کہتے ہیں مولوی یہ تجھے کس نے بتلایا ہے...... کہ فدک لوٹا گیا تھا؟ یہ تجھے کس نے کہا ہے کہ خلافت غصب کر لی گئی تھی؟ یہ تجھے کس نے کہا ہے کہ میرے نانا کا جنازہ تین دن بے گور و کفن پڑا رہا تھا؟...... یہ تجھے کس نے کہا ہے کہ میری امی کی جائیداد غصب کر لی گئی تھی؟...... تو میں نے کہا قبلہ میں کیوں نہ مانوں!...... آپکا عاشق کہتا نظر آتا ہے آپ کا نام جپتا نظر آتا ہے ...... آپ کی دستار اٹھائے نظر آتا ہے...... اور وہ کہتا ہے فدک چھن گیا!...... آپکی دستار اس کے ہاتھ میں ہے مصنوعی!...... آپ کی تلوار اس کے ہاتھ میں ہے مصنوعی!...... اور وہ کہتا ہے فدک غصب ہو گیا...... خلافت غصب ہو گئی!...... آپ کا تعزیہ بنانے والا مجھے یہ تعلیم دیتا ہے...... آپ کی دستار اٹھانے والا مجھے یہ سبق دیتا ہے...... آپ کا نام جپنے والا مجھے یہ واقعات بتلاتا ہے آپ کا نام جگہ جگہ لینے والا واہ حسینؓ!...... ہائے حسینؓ!...... بس یہ چڑھتے ہوئے حسینؓ! سینہ کوبی کرتے ہوئے حسینؓ!...... سر میں سنگل مارتے ہوئے حسینؓ!...... وہ کہتا ہے فدک چھن گیا!...... قرآن کو آگ لگ گئی!...... زہرہ کے گھر کو آگ لگ گئی!...... محسن ساقط ہو گیا...... سنت بدل گئی!...... نبیؐ کا جنازہ تین دن بے گور و کفن پڑا رہا تھا پڑھنے کیلئے کوئی نہیں آیا تھا...... خلافت غصب ہو گئی...... ان تمام واقعات میں وہی مجھے کہتا ہے...... علیؓ بن ابی طالب بھی میدان میں نہیں آئے...... میں نے تو آپ کو عاشق سمجھ کر بات مان لی ہے......

آپ حقیقت حال بیان کریں...... کہ یہ جھوٹا ہے یا سچا؟ زہرہ کے جگر پارے نے مجھے جواب دیا کہ یہ جو تو نے واقعات بیان کئے ہیں...... یہ کسی سے محض زبانی سنے ہیں...... یا کہیں تحریر بھی ہیں......؟ میں نے کہا آقا میں اگر زبانی سنتا تو شاید وزن نہ دیتا یہ تو مجھے علماء لکھتے ہوئے نظر آئے...... مجتہد العصر لکھتے ہوئے نظر آئے! امام اسلامی انقلاب کہلانے والے یہ بکواسات لکھتے ہوئے نظر آئے اس لیے میں نے تو مانا کہ جو آپ کے ہیں انہوں نے جو واقعات لکھیں ہیں صحیح ہوں گے!...... جواب آپ دیں میں نے آپ سے شکوہ کیا ہے...... کہ آپ کربلا کیوں آئے؟

زہرہؓ کا لال کہتا ہے...... مولوی آپ نے غلط سمجھا ہے آپ کو یقین نہیں آتا کہ یہ واقعات ہوتے میرا ابا میدان میں نہ آجاتا قرآن جلتا میرا ابا یقیناً میدان میں آجاتا، اگر میری امی کا حق لٹتا...... میرا ابا ضرور میدان میں آتا!...... اگر میری امی کی توہین ہوتی میرا ابا ضرور میدان میں آتا!...... اگر میرے نانا کی توہین ہوتی میرا ابا ضرور میدان میں آتا! کیا خیبر میں میرا ابا نہیں تھا؟...... کیا بدر میں میرا ابا نہیں تھا؟...... کیا اُحد میں میرا ابو نہیں تھا؟ میں نے کہا قبلہ میں تو مانتا ہوں...... میں تو آپ کے ابو کو اسد اللہ بھی مانتا ہوں...... فاتح خیبر بھی مانتا ہوں...... میں آپ کے ابو کو اپنے ایمان کا جز سمجھتا ہوں!...... سوال تو یہ ہے کہ جب وہ نہیں آئے آپ میدان میں کیوں آئے؟...... زہرہؓ کا لعل کہتا ہے کہ وجہ یہ ہے جو داستان تو نے بیان کی کہ فدک چھن گیا...... یہ کوئی سچی داستان نہیں ہے!...... جو تو کہتا ہے کہ خلافت ہوگئی...... یہ کچھ نہیں ہوا...... جو تو کہتا ہے کہ میری امی کے گھر کو آگ لگی یہ کچھ نہیں ہوا! میں نے کہا قبلہ کیسے نہیں ہوا؟...... اس کی تردید کے لیے کوئی سند؟...... تو زہرہ کے لال کہتے ہیں اسکی تردید کے لئے سب سے بڑا ثبوت یہ ہے...... کہ اگر یہ واقعات ہوتے تو میرا ابا اسی طرح میدان میں آجاتا...... جیسے میں میدان میں اتر گیا ہوں...... میں نے کہا قبلہ یہ بھی اس قوم نے مجھے سبق دیا ہے کہ آپ کے ابا نے تقیہ کیا ہے...... اس لئے وہ میدان میں نہیں آئے!...... وہ قوم مجھے یہ بھی باور کراتی ہے...... کہ یہ ظلم تو ہوئے لیکن حیدر کرارؓ نے تقیہ

کیا اس لئے میدان میں نہیں آئے تو زہرہؓ کے لعل کہتے ہیں تقیہ کی تعریف کیا ہے؟ میں نے کہا اس لٹریچر میں موجود ہے کہ جب آدمی کچھ نہ کر سکے...... تو اس وقت مجبوری میں ہاتھ پہ ہاتھ رکھ کر بیٹھ جاتے وقت گزار لیتے! ...... دل میں کچھ ہو زبان پہ کچھ آئے! ...... تو سیدنا حسینؓ تڑپ گئے کہنے لگے مولوی کچھ تو شرم کر! ...... اب بھی مجھ سے سوال کرتا ہے اسی قوم سے سوال کیوں نہیں کرتا جس نے گلی گلی تعزیہ اٹھایا ہوا ہے؟ ...... کہ ایک جانب تو کہتا ہے کہ علیؓ مشکل کشا ہے...... ایک جانب تو کہتے ہے کہ علیؓ کا معجزہ اک اک ہے نادر...... ہر چیز پہ قادر...... اور دوسری جانب کہتے ہیں تقیہ کیا...... کہ کچھ نہیں کر سکتے تھے یہ دو باتیں جمع کیسے ہو گئیں؟ جو حاجت روا ہے مشکل میں ہو وہ مشکل کشا نہیں ہو سکتا! انہیں ملنگوں سے پوچھ لیجئے کہ یا تو علیؓ کی مشکل کشائی کا انکار کر...... یا داستان فدک کا انکار کر...... تین دن جنازے کے پڑے رہنے کا انکار کر...... کاغذ قلم دوات کی داستان کو جو اس نے بیان کی ہے اس کا انکار سقوط محسن کا انکار کر یا علیؓ کو حاجت روا نہ مان یا داستانیں چھوڑ دے۔

تقیہ کا اسلام میں کوئی وجود نہیں:

میں نے عرض کیا قبلہ میرا واسطہ بڑی عجیب قوم سے ہے...... کہ وہ کبھی کبھی ہوش و حواس کھو جاتی ہے وہ رات کو دن کہنے لگ جائے تو میں کیا کروں گا...... اسی قوم کے کچھ افراد ہیں عین چمکتے ہوئے سورج کو خطاب کر کے کہتے ہیں۔

؎ جاویں ناں رک جاویں سورج گل ملنگ دی سنداجا
قسم علی دی اج نہ رکیوں پھر فلک تے نہ آویں گا

میں نے کہا قبلہ یہ تو وہ قوم ہے...... جو سورج کو روکنے بیٹھ گئی...... وہ رکے یا نہ رکے اس نے تو حماقت کا ثبوت دیدیا ہے نا؟ ...... وہ تو سورج کی مرضی ہے کہ وہ اپنی ڈیوٹی سرانجام دیتا جائے تو میرا واسطہ اس قوم سے ہے...... عین ممکن ہے کہ کہے ہم علیؓ کو مشکل کشا بھی مانتے ہیں...... حاجت روا بھی مانتے ہیں...... مجبور اور تقیہ باز بھی مانتے ہیں! ...... تو پھر میں کیا کہوں گا؟ ...... تو زہرہؓ کے لعل نے کہا پھر ضروری ہے کہ ایسی پاگل قوم سے

متھا لگانا ہے؟ ڈاکٹر نے بتایا ہے کہ ایسی پاگل قوم سے گفتگو کر لیں...... میں نے کہا قبلہ بات تو آپ کی صحیح ہے پر کچھ افراد ایسے بھی تو ہیں جو مغالطہ میں ان کے دام فریب میں آ جاتے ہیں ان کو نکالنے کیلئے عرض کر رہا ہوں کہ آپ کوئی وضاحت فرما دیں۔

کہ تقیہ کا وجود اسلام میں ہے بھی یا نہیں؟...... اگر تو تقیہ کا وجود ہو پھر تو شاید غور بھی کیا جائے علیؑ نے تقیہ کیا ہوگا اگر وجود ہی نہ ہوگا...... تو بنیاد ہی ختم ہو جائیگی...... تو زہرہؑ کے لعل نے اعلان کیا ہے کہ آپ کو کس نے کہا کہ تقیہ اسلام میں ہے یا تقیہ کی اجازت دی گئی ہے؟...... میں نے کہا قبلہ دلیل تو بیان کیجئے تو زہرہؑ کے لعل نے کھلے لفظوں میں دلیل پیش کی ہے۔

پیغمبروں نے تقیہ نہیں کیا!

فرمایا ذرا توجہ کر کہ ایک مقدس انسان ہے اس کے چاروں طرف ظلم نے گھیرا ڈال لیا ہے...... جس کے چاروں طرف ظلم کی چمکتی تلواریں نظر آ رہی ہیں نمرود جیسا جابر اپنا دب دبا پیش کر رہا ہے...... اور ایک شخص تن تنہا سامنے آیا ہے جسے خلیل اللہ کہتے ہیں...... اس سے مختلف مطالبے تھے...... خلیل علیہ السلام نے اپنا موقف نہیں بدلا...... اور جب نہیں بدلا تو نمرود اور اس کی قوم نے اعلان کر دیا کہ خلیل کو آگ میں ڈال کر جلا دیا جائے...... جب آگ جل چکی شعلہ مارنے لگ گئی اللہ کے نبی کو اس کے کنارے پر لا کر کھڑا کر دیا...... خلیل نے کہا اللہ بچانا چاہے گا تو دنیا کی کوئی طاقت نہیں مٹا سکتی...... اور وہ ہستی مٹانا چاہے گی تو دنیا کی کوئی طاقت بچا نہیں سکتی جبریل ہٹ گئے خلیل آگ میں پہنچا رب کائنات نے آگ کو جھڑک دیا......

یا نار کونی بردا وسلاما علی ابراھیم

آگ ٹھنڈی ہو جا خبردار اگر میرے خلیل کے جسد کو کوئی ایذا پہنچی...... زہرہؑ کا لعل کہتا ہے دیکھ پیغمبرؑ نے تقیہ کی ملعون لاش پر لات مار کر واضح کر دیا کہ ہر آن سچ کہہ دو چاہے جان کو آگ میں ڈالنا پڑے! زہرہؑ کے لعل نے جواب دیا تقیہ سرے سے اسلام میں ہے ہی نہیں...... اور جب نہیں ہے تو میرا ابو کیسے وہ فعل کر سکتا ہے...... جس کی اسلام اجازت نہ دیتا ہو؟

پیغمبر کے اصحاب کی مثال!

میں نے عرض کیا کہ قبلہ شاید وہ یہ کہہ دیں کہ وہ تو پیغمبرؐ کی بات تھی علیؓ تو غیر نبی ہے! تو زہرہؓ کے لعل نے کہا کہ اس کا لٹریچر بھی مطالعہ کیا ہے میں نے کہا کہ اپنی استطاعت کے مطابق کچھ پڑھا تو ہے...... فرمایا کہ ان کے لٹریچر میں تحریر نہیں کہ بارہ کے بارہ امام پیغمبروں سے بھی افضل ہیں؟ حالانکہ یہ عقیدہ کفر ہے اس عقیدے کا اسلام میں کوئی تعلق نہیں، اور آج میں اس نمائندہ اجتماع میں مفتی اعظم جھنگ مولانا ولی اللہ مدظلہ کی موجودگی میں پوری ذمہ داری سے ڈنکے کی چوٹ کہہ رہا ہوں کہ جو بارہ اماموں کو کسی ایک پیغمبر سے افضل مانتا ہو...... اس کے کفر اور قادیانی کے کفر میں کوئی شک نہیں ہے...... اس کا کفر اور قادیانی کا کفر برابر ہے...... جو کسی غیر پیغمبر کو پیغمبر پر فضیلت دے وہ کافر مرتد اس کے کفر میں کوئی شک نہیں، مسئلہ سمجھنے کے بعد اگر کوئی مولوی اس شخص کے کفر میں شک کرتا ہے تو مجھے اس کے لئے بھی کہہ لینے دیجئے۔

من شك فى كفر ه و عذابه فقد كفر

مجھے اس مولوی کے کفر میں کوئی شبہ نہیں رہے گا...... خیر ایک مستقل موضوع ہے، میں نے کہا قبلہ بات تو ایسی نظر آتی ہے انکی کتابوں میں یہ باتیں موجود ہیں...... کہ بارہ امام نبیوں سے افضل ہیں لیکن آپ زبانی فرما کر کسی اور انداز میں اگر بات سمجھا دیں تو شاید دماغ میں اتر جائے !تو زہرہؓ کے لعل نے کہا چلو میں غیر نبی لاتا ہوں جس نے تقیہ نہیں کیا...... میں نے کہا قبلہ بتلایئے تو ارشاد ہوتا ہے۔

کہ آپ نے دیکھا نہیں ہے کہ فرعون ظلم وستم کے پہاڑ توڑ رہا تھا...... اور اس کے سامنے اللہ کا ایک مقدس بندہ اللہ کا کلیم آیا...... اس نے اس کے ظلم کو للکارا اس کی بربریت کے خلاف علم بغاوت بلند کیا...... اس نے کہا جادوگر ہے پیغمبر نے کہا ازمائش کر لے، آزمائش کے میدان میں آجا...... تاریخ مقرر ہوگئی...... تعین ہوگیا پیغمبر بھی میدان میں...... جادوگر بھی میدان میں !فرعون اور اس کی قوم بھی میدان میں...... جادوگروں سے تم اپنا کرتب پیش کرو جادوگر کہتے ہیں...... آپ پیش کریں !نبی کہتا ہے نہیں آپ پیش کرلیں

جادوگر جو چوٹی کے چن چن کے فرعون لایا تھا......انہوں نے رسیاں میدان میں ڈال دیں دیکھتے ہی دیکھتے وہ سانپ بن گئیں اور میدان میں چلنا شروع کر دیا......پیغمبر پروقار ماحول میں رہتا ہے اور خالق کے حکم کا انتظار کرتا ہے کہ وحی تڑپ کہ آ گئی حکم ہوتا ہے کہ میرے لاڈلے پیغمبر! اپنے ہاتھ کی مقدس لاٹھی ذرا میدان میں ڈالئے تو سہی! پیغمبر لاٹھی ڈالتے ہیں وہ دیکھتے ہی دیکھتے اژدھا بن گئی چھوٹے چھوٹے سارے سانپ ہضم کر لئے جب ہضم کر چکی تو فرعون کے پاؤں تلے سے زمین نکلنا شروع ہو گئی......فرعون گھبرا گیا......اور جو لوگ جادوگر بن کے مقابلہ کے لئے آئے تھے......انہوں نے اپنی نظریں ٹکٹکی کے ساتھ پیغمبر کے چہرے پر جمالیں وہ دیکھتے گئے انہوں نے پیغمبر کی زلف دیکھی......پیغمبر کی نظر دیکھی......پیغمبر کے رخسار دیکھے پیغمبر کا رعب دیکھا......اور دل میں بات اتر گئی......یہ جادوگر نہیں پیغمبر ہے! بات دل میں اتری تو آپس میں گفت وشنید شروع ہو گئی کہ اس کا اقرار کر لیں کہ یہ پیغمبر ہے......کسی نے کہا اقرار کرو گے تو فرعون کی طاقت کا معائنہ تو کرو......اتنی بڑی طاقت ہے جو پیس دے گی جیسے چکی میں دانہ پیس دیا جاتا ہے! ایمان کتنی بڑی دولت ہے......ایمان کتنی بڑی وزنی چیز ہے......کہنے لگے پیس دے گا تو پھر کیا ہو گا......اس ڈر سے تو سچائی کا انکار نہیں کرنا چاہیے! اس ڈر کو دیکھ کر سچ کہنے سے باز آ جائیں چنانچہ یہ فیصلہ کر لیا ابھی موسیٰ علیہ السلام کے قریب بھی نہیں آئے وہ اپنی جگہ کھڑے ہیں......پیغمبر اپنی جگہ کھڑا ہے وہ دیکھتے گئے ایمان دل میں اترتا چلا گیا! نبوت کی صداقت دل میں اترتی چلی گئی!......گویا یوں سمجھئے صحابیت دل میں اترتی چلی گئی......تو اپنی جگہ کھڑے ہو کر اعلان کر دیا......

امنا برب موسی وھارون

ہم ایمان لائے اس رب پر جو موسیٰ اور ہارون کا رب ہے! کیوں کہا......

امنا برب موسی و ھارون ؟ امنا برب العالمین

کیوں نہیں کہا؟ کہ فرعون دھوکا نہ دے لے کہ رب العالمین میں ہوں اس لئے تعین کر دیا کہ ہم وہ رب مان رہے ہیں جس کو موسیٰ اور ہارون کہتے ہیں۔

امنابرب موسی وهارون!

یہ کہنا تھا کہ فرعون نے اپنے مارشل لاء کے قوائد وضوابط نکال لئے اور اعلان کیا کہ اس دعوے سے باز آتے ہو کہ نہیں؟ یہ اعلان واپس کیا جائے گا یا نہیں لیا جائے گا؟ توجہ کیجئے، تو موسی علیہ السلام کے صحابہ کہتے ہیں نہیں لیں گے! فرعون نے کہا اگر نہیں لو گے۔

لا قطعن ایدیکم وار جلکم من خلاف ثم لا صلبنکم فی جذوع النخل

ہاتھ پاؤں کاٹ کے سوکھے درختوں سے پھانسی دے دوں گا یا اپنا مذہب جو تم نے اب اپنایا ہے......چھوڑ دو! اعلان واپس لو! قربان چند منٹوں کا صحابی دیکھ! کس جرأت کا مظاہرہ کرتا ہے جواب میں کہتا ہے کہ اگر ہم نے مذہب نہ چھوڑا؟ فرعون کہتا ہے یہ سزا ملے گئی......جس کا میں اعلان کر چکا ہوں موسی علیہ السلام کا چند منٹوں کا صحابی للکار کے کہتا ہے

فاقض ما انت قاض جھڑی ہوندی اے کر لے......جو کر سکتے ہو کر گزرو!......مر جاؤ گے اپنی جان پہ رحم کھاؤ اپنے بچوں پہ رحم کھاؤ......باز آؤ جواب آتا ہے......مر گئے تو کیا ہو گا انـــا الی ربنا لمنقلبون ہم اپنے رب سے ملاقات کریں گے......

تاریخی چیلنج:

نہیں توجہ! بات کہتا جاؤں......میرا تاریخی چیلنج ہے کہ موسی علیہ السلام کے صحابیوں کا یہ جرأت مندانہ اقدام قرآن نے پیش کیا ہے اور فرعون کی سزا کو بیان کیا ہے کوئی ماں کا لعل جس نے بوتل کا دودھ نہیں پیا اپنی ماں کی چھاتی کو منہ سے لگایا ہے وہ ایک حوالہ پیش کرے......کہ موسی علیہ السلام کے صحابیوں نے سولی پہ لٹکتے ہوئے ماتم کیا تھا......آؤ کھلا میدان ہے......جس میں جرأت ہے میرے چیلنج کو قبول کرے! دنیا کی کسی ایک کتاب کا حوالہ دیا جائے......کہ موسی کے صحابیوں نے گریبان چاک کیا......ان کی زبان پر ہائے ہائے آئی......اگر زبان پر آیا تو یہ...... انـا الی ربنـا لمقبلون......ہم اپنے رب سے ملاقات کریں گے...... کوئی بات نہیں! زہرہؓ کا لعل کہتا ہے......کہ مولوی یہ تو غیر نبی ہے......نہیں سمجھے؟ نہیں سمجھے؟ یہ تو نبی نہیں...... میں نے کہا قبلہ دست بستہ عرض ہے واقع

غیر نبی ہیں! فرمایا انہوں نے تقیہ کیا ہے؟

میں نے کہا نہیں کیا تو زہرہؓ کے جگر کو پارہ کہتا ہے...... حیدر کرار کا نورِ نظر کہتا ہے...... شہید کربلا کہتا ہے...... پیغمبر کا نواسہ کہتا ہے...... جنتی نوجوانوں کا سردار کہتا ہے...... نبوت کی نطق چوسنے والا کہتا ہے...... کہتا ہے مولوی اس کے منہ پر طماچہ تو مار! جو میرے ابو کو موسیٰ کے صحابیوں سے کم درجہ دے رہا ہے...... ! تڑپ کیوں نہیں گئے؟ یار...... نعرہ تو بلند کر دیجئے، نعرہ تکبیر...... اللہ اکبر شان صحابہؓ زندہ باد...... شجاعت علیؓ زندہ باد۔

روافض کا تبرا:

توجہ کر زہرہؓ کا لعل کہتا ہے کہ جب موسیٰ علیہ السلام کا صحابی جو میرے ابو سے کم درجہ رکھتا ہے...... کیونکہ میرا نانا موسیٰ علیہ السلام سے اونچا پیغمبر تھا...... پیغمبرؐ اونچا تو اس کا صحابی بھی اونچا...... جب چھوٹے درجے کا صحابی فرعون کی آنکھ میں آنکھ ڈال کر بات کرتا ہے تو میرا ابا کیسے تقیہ کر سکتا ہے...... یہ ملنگ نے تبرا کیا ہے...... زہرہؓ کے خاوند پہ...... ملنگ نے تبرا کیا ہے پیغمبرؐ کے داماد پر...... ملنگ نے تبرا کیا ہے فاتح خیبر پر...... میرا ابو تقیہ باز نہیں وہ تو جگر چھلنی کروا دیتا...... لیکن دشمن کی آنکھ میں آنکھ ڈال کر بات کرتا۔

امام کا جواب شکوہ:

زہرہؓ کے لعل کہتے ہیں...... میرے ابو کو موسیٰ علیہ السلام کے صحابیوں سے اعلیٰ مانتے ہو؟ میں نے کہا قبلہ مانتا ہوں! جب موسیٰ کے صحابی تقیہ نہیں کرتے تو میرا ابو تقیہ کیسے کر سکتے ہیں؟...... تو تقیہ اڑ گیا یا نہیں اڑ گیا؟...... جب تقیہ اڑ گیا تو تو زہرہؓ کا لعل پھر مجھ سے سوال کرتا ہے کہتا ہے...... مولوی تو نے سوال کیا تو مجھے بھی حق ہے...... میں نے کہا قبلہ آپ تو آقا ہیں...... آپ تو امیر المومنین ہیں...... آپ تو مقتدا ہیں...... آپ تو میرے ایمان کا جزو لانیفک ہیں...... آپ کے جوتوں کی گرد میری آنکھوں کا سرمہ ہے! آپ ارشاد فرمائیے! فرمایا کہ یہ تو تجھے مان لینا چاہئے...... کہ فدک نہیں لوٹا گیا کیوں؟ اگر لوٹتا تو میرا ابو میدان میں آ جاتا...... خلافت نہیں لوٹی گئی اگر لوٹتی تو میرے ابو میدان میں آ جاتے...... میری

امی کے گھر کو آگ نہیں لگی اگر لگتی تو میرے ابو میدان میں آجاتے اور جب نہیں آئے اور تقیہ کو میں نے اڑا دیا ہے تو پھر یقین کر لے کہ جس نے یہ داستان بنائی وہ میرا بھی دشمن ہے میری امی کا بھی دشمن ہے...... میرے ابو کا بھی دشمن ہے...... میرے نانا کا بھی دشمن ہے۔

آخری بات:

سیدنا حسینؓ نے شکوہ جواب شکوہ کی طرز پر آخری بات مجھے سمجھائی ...... جو اقوال وارشاد کی صورت میں مختلف کتب میں پھیلے ہوئے ہیں ...... فرمایا اور کہیں دور جانے کی ضرورت تو نہیں ہے؟ میری شہادت مانی گئی ہے یا نہیں؟ میں نے کہا قبلہ مانی گئی ہے ...... پھر فرمایا تقیہ تو ویسے ہی اڑ گیا ...... کہ اگر تقیہ اسلام میں ہوتا تو میں بھی تقیہ کر کے گزارا کر لیتا، جب میں نے نہیں کیا تو معلوم ہوا ...... کہ تقیہ کوئی نہیں ...... یہ کہنے کے بعد زہرہؓ کا لعل کہتا ہے ...... کہ میرے ابو اس لیئے میدان میں نہیں آئے کہ انہوں نے جب نظر اٹھائی تو مصلے پر صداقت نظر آئی انہوں نے جب نظر دوڑائی ...... مصلے پر عدالت نظر آئی ...... انہوں نے جب نظر دوڑائی تو مصلے پر حیا نظر آئی ...... اور جب میں نے نظر دھرائی تو بربریت نظر آئی ...... غنڈہ گردی نظر آئی چور بازاری نظر آئی میں میدان میں اتر پڑا ...... میرے ابو کہ قیامت تک خلفاء راشدین پر دھبہ نہیں لگ سکے گا ...... میں نے اپنا لہو دے کے خلفائے ثلاثہؓ کی صداقت کو اجاگر کر دیا ...... کہ اگر وہ غلط ہوتے تو میری طرح میرا ابو تڑپ جاتا، جب وہ نہیں تڑپا معلوم ہوا وہ سچے تھے ...... میں تڑپا ہوں تو معلوم ہوا جس کے مقابلے میں آیا وہ غلط تھا۔

ایک سوال کا جواب:

یہ جو میں نے مختصر سا مضمون حضرت سیدنا حسینؓ کے فضائل میں عرض کیا تھا آپ کو سمجھ آ گیا ہے...... جن کو سمجھ آ گیا ہے ...... ہاتھ کھڑا کر دیں ...... جزاك الله ......

توجہ فرمائیں ...... توجہ ...... توجہ ...... سوال کا جواب دے دوں ...... سوال تھا اگر سیاہ کپڑے پہننے جائز نہ ہوتے تو محمدﷺ کی کملی سیاہ کیوں تھی ......؟ غلاف کعبہ سیاہ کیوں ہے؟ توجہ کیجئے یہ ذاکر مجھ سے کیوں پوچھتا ہے؟ اپنے مذہب سے پوچھے ...... ٹھیک ہے درود شریف

پڑھئے ...... جواب دوں مولوی مقبول حسین دہلوی شیعہ مسلک کا نمائندہ مجتہد جس کی اس وقت کی شیعہ مسلک کے ۱۰ مجتہدوں نے تصدیق وتائید کی ہے ...... جو تائید وتصدیق اسی ترجمہ کی ابتداء میں ساتھ لف ہے ...... مولوی مقبول شیعہ مجتہد قرآن کریم کا ترجمہ سورۃ ممتحنہ کی آخری آیات صفحہ ۸۹۷ تحریر کرتا ہے ...... اردو زبان میں توجہ فرماتے جائیں ...... ام حکیم بنت حارث بن ہشام جو عکرمہ بن ابی جہل کے نکاح میں تھی یہ عرض کی کہ وہ نیکی جس کے بارے میں خدا تعالی نے حکم دیا ہے کہ اس میں آپ کی نافرمانی نہ کریں وہ کیا ہے؟ فرمایا وہ یہ ہے ...... کہ اپنے رخساروں پر طمانچے نہ مارو ...... اپنے منہ نہ نوچو ...... اپنے بال نہ کھسوٹو ...... اپنے گریبان چاک نہ کرو ...... اپنے کپڑے کالے نہ رنگو! کس نے کہا ہے؟ یہ کہتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کو تعلیم دیتے ہوئے فرمایا ...... نام یاد کیجئے دوسری کتاب کا من لا یحضرہ الفقیہ شیعہ مذہب کی معتبر ترین کتاب اس کے صفحہ ۱۶۳ پر حیدر کرار فاتح خیبر داماد پیغمبر حسنینؓ کے ابو زہرہ کے خاوند جناب علی المرتضی کا اعلان موجود ہے۔

وقال امیر المومنین علیہ السلام فیھما علما اصحابہ

امیر المومنین اپنے صحابیوں کو تعلیم دی ...... لا تلبسو السوداء ...... سیاہ لباس نہ پہنا کرو ...... آقا کیوں نہ پہنا کریں قربان امیر المومنین کے فتوے پر فرمایا ...... فانہ لباس وفرعون ...... کالا لباس فرعون کا ہوا کرتا تھا ...... تڑپ جا سنیا تڑپ جا ذرا ...... کس نے کہا ہے ...... میں نہیں کہتا او نام لینے والے حیدر کرارؓ کے مان فتوی کالے لباس کو فرعون کا لباس کہتا ہے ...... مجھے کہنے کا حق ہے ...... جو میرے پیر حضرت علیؓ کا فتوی نہیں مانے گا ...... میں اسے فرعونی کہوں گا ...... مجھے دنیا کی کوئی طاقت اسے فرعونی کہنے سے نہیں روک سکتی، پھر سماعت فرمائیں میں نے بہت ساری پابندیوں کے بعد اس عنوان سے آپ کے سامنے بحث کرنے کی تکلیف گوارا کی ہے کیوں بہت سارے ملوانے بہت سارے نعت خور اور بہت سارے ناول نویس یہ کہتے ہوئے نظر آئے ...... یہ محض ایک واعظ ہے ...... اور اسے کچھ نہیں آتا ...... فتنہ پھیلاتا ہے ...... میں اگرچہ اہل سنت کا رضا کار رہوں ...... ادنی سا ان کا

کارکن ہوں ......لیکن میں تیرا یہ اندیشہ دور کرنا چاہتا ہوں حق نواز کو علامہ دوست محمد قریشی کے ہاتھ لگے ہیں......اگر میں نے بات نہیں کی تو تو نے غلط اندازہ لگالیا ہے۔

حضرت علیؓ نے اپنے صحابیوں کو تعلیم دی کہ کالا لباس نہ پہنا کرو فانہ لباس فرعون یہ فرعون کا لباس ہے اسے استعمال نہ کیا جائے سوال تھا آقا کی کملی کالی تھی ذاکر صاحب یہ کتاب تو تیری ہے جواب تیرے ذمہ جب تیرے امام کہتے ہیں کہ کالا لباس غلط ہے تو جواب بھی اپنے امام سے مانگ نا؟......کہ آقا نے کملی کالی کیسے پہنی!......قلم میرا نہیں!......زبان میری نہیں!......چھوٹے چھوٹے بچے یاد کرلیں کہ مولوی مقبول دہلوی نے لکھا ہے......کہ کپڑے کالے نہ رنگو......منہ نہ نوچو......گریبان چاک نہ کرو......یاد کرلوگے یا نہ کروگے کس نے لکھا ہے......مولوی مقبول حسین دہلوی!......کون ہے مقبول دہلوی؟......یہ شیعہ مجتہد ہے تو مولوی مقبول پر تنقید کی جائے حق نواز نے تو اس کا حوالہ نقل کیا ہے......رپورٹر ذرا خیال کرے وہ اس حوالے کو بھی ذرا نوٹ کرلے......کہ اکیلا حق نواز کا قول لکھ کر نہ لے جائے۔

سیدنا حسینؓ کربلا کیوں آئے:

آخر میں عرض کرتا ہوں حسینؓ کربلا میں کیوں گئے......

بربریت کو للکارنے کیلئے ستم کو للکارنے کیلئے ظلم کو للکارنے کیلئے بے حیائی کو للکارنے کیلئے نواسہ پیغمبر نے جگر گوشہ زہرہؓ نے حیدر کرار کے پروردہ نے نبوت کی گود میں پلنے والے نے لسان نبوت کو چومنے والے نے سن ۶۱ ہجری میں وادی کرب وبلا کا سینہ چیرتے ہوئے صداقت کا دیانت کا عدالت کا شرافت کا علم گاڑ کے تقیہ باز کے منہ پر طمانچہ ماردیا......کہ میرے ابو کو طعنہ دینے والے شرم کر دیکھ زہرہ کا لعل لہو کی ندیوں میں تیر کر ظلم کو للکارتا جارہا ہے ......اورزبان حال سے کہتا چلا جارہا ہے۔

؎ فنا فی اللہ کی تہ میں بقا کا راز مضمر ہے
جسے مرنا نہیں آتا اسے جینا نہیں آتا

......واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین ......

حضرت علیؓ کے وفادار کون؟

تاریخی حقائق سے نقاب کشائی

شیر اسلام مولانا حق نواز جھنگوی شہید

؎

مجھے یہ شوق کہ تجھ کو دکھاؤں عکس تیرا
تجھے یہ خوف کوئی آئینہ بدست نہ ہو

جن دشمن پہ لعنت ہے رسول اللہ ﷺ کی
ان سب اہل محبت پہ لاکھوں سلام

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تمہید:

صدر ذی وقار............ معزز سامعین ...... سپاہ صحابہ کے عزیز نوجوانو! آج کے جلسے کا مقصد بذریعہ اشتہارات سیرت طیبہ جناب حیدر کرارؓ آپ کو بتلائی گئی اہل سنت ہونے کی حیثیت سے یہاں ہمارے فرائض میں یہ شامل ہے کہ ہم ابوبکر صدیق ...... عمرؓ ...... عثمان غنیؓ کے فضائل ...... سیرت ان کے حالات زندگی کو گلی گلی ...... کوچہ کوچہ ...... شہر شہر ...... بستی بستی ...... عام کردیں ہمارے فرائض میں یہ چیز بھی شامل ہے کہ ہم حضرت علیؓ کی سیرت طیبہ کو بھی بیان کر کے ان کی شخصیات کو اجاگر کریں ...... اس لیے کہ منافقین کے ایک گروہ نے اپنے مذموم اور خطرناک پروگرام کو معاشرہ میں رواج دینے کے لیے حیدر کرارؓ کی زندگی کو بطور ڈھال سامنے رکھا ہوا ہے ...... سادہ لوح عوام اپنی دینی معلومات سے ناواقف افراد بظاہر ان منافقین کے پروپیگنڈہ سے متاثر ہو کر یہ تصور کیے بیٹھے ہیں کہ شائد واقعی علی ...... علیؓ رات دن کہنے والے لوگ جانے یا علیؓ کہنے والے افراد السلام علیکم کہنے کی جگہ پیر مولا علی مدد کا نعرہ بلند کرنے والے افراد یا علیؓ تیرے چاہنے والوں کی خیر کا نعرہ بلند کرنے والا طبقہ واقعی علیؓ ابن ابی طالب کے ساتھ محبت رکھتا ہے جبکہ حقیقت یہ نہیں ہے ہماری طرف سے اس عنوان پر اس منافقت کا پردہ چاک کرنے کے لئے محنت بہت کم ہوتی ہے چاہے اس کا سبب کوئی ہو ...... یہ بھی ہوسکتا ہے کہ حسن ظن رکھتے ہوئے اہل سنت کے زعماء اپنے ماحول میں شائد اس کی ضرورت محسوس نہ کی ہو ...... لیکن جن حضرات نے اس طرف توجہ کی ...... حالات کا جائزہ لیا انہیں بہرحال یہ ضرورت محسوس ہوئی ...... آج سے چند دن قبل آپ کے پڑوسی محلہ میں اسی عنوان پر سپاہ صحابہ نے ایک جلسہ منعقد کیا تھا ...... اس جلسے میں بھی میں نے اپنی معلومات کے مطابق آپ کے سامنے حیدر کرارؓ کی شخصیت اور ان کے دشمن کا تعارف کیا تھا ...... اور میری اطلاعات کے مطابق بہت سارے دوست ...... احباب اور بہت سارے لوگوں کو اس کا فائدہ بھی ہوا بعض لوگوں کے ذہن سے غلط فہمی بھی دور

ہوئی...... میں آپ سے بھی یہی بات عرض کروں گا کہ آپ میری گزارشات کو وسعت قلبی کے ساتھ سماعت کریں غور کے ساتھ سنیں اور پھر دیانت داری کے ساتھ فیصلہ کریں...... عام پروپیگنڈہ یہ کردیا جاتا ہے کہ آج کل علماء کرام کی تقاریر سے فتنہ فساد ہوتا ہے فرقہ واریت پھیل رہی ہے جبکہ یہ پروپیگنڈہ آج کا نہیں اگر آپ حقیقتاً اس موضوع کو سمجھنے کی کوشش فرمائیں گے تو یہ پروپیگنڈہ بہت پرانا ہے ہر دور میں صدائے حق کو روکنے کے لئے باطل نے یہی طریقہ استعمال کیا ہے کہ یہ تفریق ہو رہی ہے ہم بڑے آرام اور چین سے زندگی گزار رہے تھے ہمارے ماحول میں بے چینی پیدا کی جا رہی ہے...... آپ قرآن کا مطالعہ کریں گے آپ کو مشرکین اور منافقین کی زبان سے بھی یہ پروپیگنڈہ مل جائے گا جنہوں نے یہ کہا تھا کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے ماحول میں تفریق پیدا کردی ہے ہم پرسکون تھے ہمیں آپس میں لڑا دیا ہے...... معاذ اللہ۔

جب پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی کو معاذ اللہ معاف نہیں کیا گیا اور آقا کی سیرت طیبہ کو بھی یہ رنگ دیا کہ یہ قوم کی یکجہتی کے خلاف ہے تو ہم آج کوئی حیثیت نہیں رکھتے، آج اگر ہم اسی نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کی روشنی میں کوئی بات کہیں تو دشمن یقیناً پروپیگنڈہ کرے گا کہ یہ قومی یکجہتی کے خلاف ہے اس سے تو نقصان ہو رہا ہے اگر قومی یکجہتی کا نام یا معنی یہ ہے کہ کافر اور مسلم کی تمیز نہ بتلائی جائے...... اگر قومی یکجہتی کا یہی معنی ہے تو میرا پہلا سوال یہ ہوگا...... آپ پڑھے لکھے لوگ ہیں آپ نے پاکستان کی بنیاد کیوں رکھی...... ٹھنڈے دل کے ساتھ آپ کو غور کرنا ہوگا...... یہ میری بات آج آپ سے ہے جو بڑا وسیع القلب بن کر ہمیں یہ وعظ کرتے ہیں کہ قومی یکجہتی چاہئے...... اگر کافر اور مسلم کے مابین امتیاز کی ضرورت نہیں تو پہلے آپ کے پاس وسیع ملک تھا وسیع زمین تھی بہت سارے جزیرے تھے اور کشمیر جس کے لئے آپ لڑ رہے ہیں جتنی ملک کی زمین وسیع ہوگی اتنی ہی پیداوار زیادہ ہوگی...... اتنا ہی ملک آگے بڑھے گا اور اتنی ہی قوم ترقی کرے گی اتنا ہی ملکی افراد اپنے آپ کو زیادہ مضبوط کرسکیں گے...... اگر کافر اور مسلم کے مابین حد فاصل کی

ضرورت نہیں تو تقریریں اور قومی یکجہتی اور قومی اتحاد کے خلاف ہیں...... پھر سوال یہ ہے کہ آپ نے پاکستان کی بنیاد کیوں رکھی۔...... بلکہ یہ کہنا چاہوں گا...... کہ اگر آپ کافر اور مسلم کی درمیان فرق کرنے کی اجازت نہیں دیتے تو آپ کو دیانتداری کے ساتھ پاکستان کا علیحدہ تشخص ختم کر کے اکھنڈ بھارت قائم کر لینا چاہئے...... اور اس کو آپ نقص امن عامہ تصور کرتے ہیں اس کو آپ ملکی اور قومی یکجہتی کیخلاف تصور کرتے ہیں تو اس پر میں نے عرض کیا ہے کہ آپ کو پاکستان کا علیحدہ تشخص ختم کرنا چاہتے ہیں...... اس کا کوئی جواز نہیں ہے پھر ہندو اور مسلم اکھٹے رہ سکتے ہیں کہ ہندو کافر ہے اس سے مسلم کا کوئی جوڑ نہیں اور پاکستان کا الگ تشخص ضروری ہے۔

کفر واسلام میں تمیز کریں:

دو قومی نظریہ کی بنیاد پر مجھے پھر کہنے کا حق ہے کہ اگر ہندو کی طرح میں کسی اور شخص کو بھی اتنا ہی بڑا کافر ثابت کروں اور دلائل سے ثابت کر دوں تو پھر آپ کو کم از کم ہمارے ساتھ تعاون کرنا چاہئے...... کہ اگر ہم ہندو کے خلاف بولنے سے نہیں رک سکتے اور اسی طرح کے کسی اور کافر سے بلکہ وہ کافر جو ہندو سے سرگرمیوں کے لحاظ سے زیادہ خطرناک ہو وہ کھلا کافر ہے...... جیسے قادیانی ہیں یا جیسے منافقین کا طریقہ کار ہے اس وقت تو مذہبی افراد کی ذمہ داری زیادہ بن جاتی ہے کہ وہ منافقت کا پردہ چاک کر کے لوگوں کو صحیح حقیقت حال سے آگاہ کر کے کفر واسلام میں تمیز پیدا کریں...... قرآن کہتا ہے کہ تمہیں کسی بھی مشرک عورت سے نکاح کرنے کی اجازت نہیں یہاں تک کہ وہ ایمان لائے...... اور اسی طرح فرمایا کہ کسی مشرک مرد سے بھی کسی مومنہ عورت کی شادی اور نکاح نہیں ہو سکے گا...... یہاں تک کہ وہ مشرک مرد ایمان لائے اس لحاظ سے بھی ضروری ہو گیا ہے کہ اگر ایک انسان کفریہ عقائد رکھتا ہے تو علماء کا فریضہ ہے کہ وہ عوام کو آگاہ کریں تا کہ وہ معاشرتی زندگی میں اس کے ساتھ رشتہ ناطہ نہ کر سکیں...... اگر اس کو بیان نہ کیا گیا یہ حد فاصل نہ کی گئی ہو نتیجتاً یہ معاشرتی زندگی جس کو قرآن مجید نے بیان کیا ہے برباد ہو جائے گی اور وہ نسب اور مومنین کے بچے

ہی واقعی حلال ہوتے ہیں اور کسی کا نسب صحیح نہیں رہیگا لوگ اسلام اور کفر کے مابین تمیز نہ کرتے ہوئے رشتے گانٹھ دیں گے ...... جبکہ ان رشتوں کی صورت میں جو نتیجہ بچوں کی صورت مین ہوگا وہ بچے حلالی نہیں ہوں گے بلکہ حرامی ہوں گے اور جو انسان اس حد سے گزر کر کفر اسلام کے مابین تمیز کیے بغیر رشتہ کر لیتا ہے وہ اپنی ساری زندگی برباد کرے گا اور زنا بھی کرے گا ...... اور زانی سے بڑا آپ خود سمجھتے ہیں کہ گناہ گار عملی اعتبار کون ہوگا ......

قادیانی کافر کیوں:

یہی وجہ تھی جس کی بنیاد پر علماء امت نے ۹۰ برس قادیانیوں کے خلاف جنگ لڑی ...... جیلیں بھریں ...... مصیبتیں برداشت کیں ...... مصائب برداشت کیے ...... چونکہ قادیانیت مضبوط تھی وہ کلیدی عہدوں پر چھا گئی تھی اس کی بنیاد انگریز نے رکھی تھی ...... اس لیے پروپیگنڈہ اس وقت بھی یہی تھا کہ دیکھو جی وہ کلمہ پڑھتے ہیں اذان دیتے ہیں انہوں نے مسجد کی بنیاد رکھی ...... مولوی کافر کافر کی رٹ لگا کر انہیں الگ کرنا چاہتے ہیں معاشرہ برباد ہو رہا ہے اور یہی نوکر شاہی یہی انتظامیہ ...... ریڈنگ روم میں بیٹھ کر یہی تبلیغ علماء سے کیا کرتی ہیں کہ دیکھیے جی جب روس آئے گا وہ نہیں دیکھے گا کہ تم احمدی ہو یا غیر احمدی ہو وہ تو سب کلمہ پڑھنے والوں کو مٹا دے گا ......

ہم نے والدہ کی گود میں پرورش پائی ...... ہمیں روس بتلایا گیا ہم چلنے لگے ہمیں روس بتلایا گیا ہم کالجز میں گئے ہمیں روس بتلایا گیا ...... جب سے پاکستان کی بنیاد رکھی ہے اس دن سے لیکر آج کے دن تک ہمیں یہی بتلایا جا رہا ہے جب روس آئے گا نہیں چھوڑے گا سوال یہ ہے کہ تم ۳۱ برس میں اتنا مضبوط نہیں ہوئے ہو کہ تم اس کا مقابلہ کر سکو ...... اگر تم اتنا مضبوط بھی نہیں ہو تو تم سے بڑا لعنتی کوئی شخص نہیں اور تم سے بڑا غدار اور ملکی دشمن کوئی نہیں ...... ملک کا کروڑوں روپیہ تمہارے اوپر خرچ ہوا ہے کروڑوں روپیہ تمہارے دفاع پر خرچ ہوا ...... ہم پیدا ہوتے ہیں ہمارا بچہ پیدا ہوتا ہے، اس کے دماغ میں روس روس کہا جاتا ہے کہ روس کا مقابلہ کرے گا سوال یہ ہے کہ یہی تبلیغ اول دن سے کی جاتی تھی کہ روس نہیں

دیکھے گا احمدی ہو یا غیر احمدی ہو...... لیکن الحمدللہ ایک سٹیج آیا علماء چیختے رہے اور آخر کار عوامی دباؤ میں اس حقیقت کو منوانا ضروری سمجھا لیا...... کہ آخر کار علماء امت جو ایک عرصہ سے چیخ رہے ہیں بات کسی طرف تو لگے...... اس میں کوئی حقیقت بھی ہے یا نہیں...... جب بات اسمبلی میں آئی جب اس حکومت نے مداخلت کی تو ظالم اور جابر حکومت اور بھٹو جیسا اقتدار میں رہنے والا انسان جو یہ فخر سے کہتا تھا کہ میں تھوڑی سی شراب پیتا ہوں...... جس نے درجنوں دلائی کیمپ قائم کر رکھے تھے جس نے ظلم وجور کی ندیاں بہادی تھیں آخر کار اس ظالم اور جابر سلطان کو بھی اس مسئلے میں دخل دینا پڑا اور وہ مجبور ہو گیا...... یہ بات ماننے پر کہ واقعتاً قادیانیوں کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں ہے اور ان کے لیے آخر کار غیر مسلم اقلیت ہونے کا فیصلہ کر لیا گیا...... کلمہ قادیانیوں نے اس وقت بھی نہیں چھوڑا آج بھی نہیں چھوڑا...... پھر قادیانی مختلف عدالتوں میں گئے پاکستان کی عدالتوں میں بھی گئے پھر اسی طرح پاکستان سے آگے نکل کر وہ غیر مسلم عدالتوں میں بھی گئے...... چنانچہ آپ کے نوٹس میں ہے کہ افریقہ کی غیر مسلم عدالت میں قادیانیوں نے کیس کیا...... ہم کلمہ پڑھتے ہیں ہم قرآن مجید پڑھتے ہیں۔

ہم مسجدیں بناتے ہیں ہم مسلمان ہیں اور مسلمانوں کا ایک طبقہ ہمیں اپنے قبرستان میں اپنے مردے دفن نہیں کرنے دیتا...... لہٰذا ان کو اس حرکت سے روکا جائے وہ سٹے آرڈر لینے کے لیے گئے تھے کہ ہمارے مردوں کو مسلمان اپنے قبرستان میں دفن کرنے نہیں دیتے، لہٰذا ان کو روک دیا جائے۔

چنانچہ عدالت کی ایک جج عورت تھی اور جو غیر مسلم ہے اس نے فریقین کے دلائل سنے، قادیانیوں نے اپنے مسلمان ہونے کے دلائل دیئے مسلمانوں نے افریقہ کی عدالت میں قادیانیوں کا کفر ثابت کیا عدالت غیر مسلم تھی لیکن اس نے فیصلے میں لکھا ہے کہ جس چیز کا نام اسلام ہے جو محمد ﷺ لائے ہیں اور جو محمد رسول اللہ ﷺ پروگرام لے کر آئے تھے اس پروگرام اور اس کے مطابق قادیانی غیر مسلم ہیں مسلمان نہیں ہیں۔

غیر مسلم عدالت نے اپنے فیصلے میں کہ جو اسلام کے قواعد وضوابط ہیں ان کے مطابق قادیانی پورے نہیں اترتے لہذا انہیں مسلمان نہیں مانا جا سکتا اس وجہ سے مسلمان حق بجانب ہیں کہ ان کے مردوں کو وہ اپنے قبرستان میں دفن نہ ہونے دیں۔

اب اگر میں کسی ایسے انسان کو کافر کہتا ہوں جس نے پوری ڈھٹائی کے ساتھ پوری جرات کے ساتھ حضرت عمرؓ بن خطاب کو کافر لکھا ہے تو کیا آپ مجھے ایسے شخص کو کافر نہیں کہنے دیں گے اونچی آواز سے اگر آپ میری زبان روکیں ...... میرا راستہ روکیں کہ اس کو کافر نہ کہو جو ابوبکر صدیقؓ وعمرؓ کو کافر کہتا ہے ...... اس کا معنی تو یہ ہوا کہ آپ کی گلی کا بھنگی ...... آپ کی گلی کا اچکا اور بدمعاش اور مادر پدر آزاد صدیقؓ وعمرؓ سے زیادہ وزن رکھتا ہے اس کو آپ کافر نہیں کہنے دیتے جبکہ یہ ابوبکر صدیقؓ وعمرؓ کو کافر کہہ رہا ہے۔

میں آج آپ سے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ حیدر کرارؓ کی سیرت طیبہ کے عنوان سے کہ علیؓ کی ذات کو شیعہ بطور منافقت اور اپنی بے ایمانی پر پردہ ڈالنے کے لیے بطور ڈھال کے استعمال کرتا ہے ...... حقیقت سے اس کا حیدر کرارؓ سے کوئی تعلق نہیں ہے اور یہ بات محض شعلہ نوائی یا محض الفاظ کا دباؤ نہیں ہوگا اس میں آپ کے سامنے حقیقت لاؤں گا ...... کہ کم از کم میرے اپنے مسلک کے لوگ جو کسی غلط فہمی میں مبتلا ہیں ان کی غلط فہمی دور ہونی چاہئے ...... شیعہ نہ میرے اخلاق سے بات مانے گا نہ میرے مناظرے سے بات مانے گا ...... نہ وہ کسی عدالت کا فیصلہ سن کر ایمان لائے گا اس لئے کہ یہ بہت پرانا تجربہ ہو چکا ہے۔

دشمن صحابہؓ کو کلمہ کیوں نہیں پڑھایا:

خواجہ غلام حسین صاحب ایک بہت بڑے مشہور بزرگ ہیں ان سے ایک انسان پوچھتا ہے کہ حضرت آپ نے ہندو اور سکھوں کو کلمہ پڑھایا ہے کسی شیعہ کو آپ نے سنّی نہیں کیا اس کو آپ نے مسلمان نہیں کیا تو خواجہ صاحب نے کہا ہندو کے ایمان کی جڑ خشک ہوگئی تھی میں نے اس کو پانی دیا تو وہ ہری ہوگئی ...... شیعہ کا ایمان صحابہؓ پر تبرّا کرتے ہوئے جل چکا ہے۔

شیعہ وہ قوم ہے جس کا اصحاب رسول پر تبرّا کرتے وقت واقعی ایمان جل چکا

ہے...... آخر اس کی کیا وجہ ہے ہندو کافر ہے لیکن رات دن اس کا مقصد کسی مقدس شخصیت کے خلاف بھونکنا تو نہیں ہے عیسائی کافر ہے رات دن اس کا شیوہ کسی مقدس انسان پر لعنت کرنا نہیں ہے پوری دنیا میں ایک یہ گروہ ہے جس کا شیوہ یہ ہے کہ:

ابوبکرؓ پر لعنت بھیجے......

عمرؓ پر لعنت بھیجے......

نبیؐ کی زوجہ پر لعنت بھیجے......

نبیؐ کے گھرانے پر لعنت بھیجے......

یہ ایک واحد فرقہ ہے جس کا دین یہ ہے کہ تبرّا کیا جائے...... لعنت کی جائے یہ سبب ہے اس کی شکلیں بدل جانے کا......

خواجہ غلام حسین کا پہلا فتویٰ آپ نے سماعت فرمایا آگے فرماتے ہیں کہ کوئی سنّی مسلمان شیعہ کے قدم پر قدم نہ رکھے رشتہ بہت دور کی بات ہے اس کے ساتھ بیٹھ کر کھانا پینا بہت دور کی بات ہے......

خواجہ صاحب فرماتے ہیں کہ شیعہ راہ پر چل رہا ہو اور تم پیچھے چل رہے ہو تو جہاں وہ قدم رکھے تو اس کے قدم پر قدم مت رکھ کتنی سخت بات ہے کیوں فرمائی اس لئے کہ یہ اتنا غلیظ گروہ ہے کہ اس سے جتنی نفرت کی جائے کم ہے آپ کے پڑوسی محلہ میں میں نے مولانا احمد رضا بریلوی کا یہ فتوی سنایا تھا آپ کو یاد ہوگا کہ اگر کوئی شیعہ...... سنی کنویں میں گھس جائے تو مولانا احمد رضا بریلوی کہتے ہیں کہ کنویں کا سارا پانی نکال دو...... وہ سارا کنواں ناپاک ہو گیا...... آگے لکھتے ہیں کہ سب کافروں کے لئے یہی حکم ہے کہ وہ کنویں میں داخل ہوں تو کنویں کا سارا پانی نکالا جاتا ہے...... یہ کیوں چیزیں سامنے آئیں کہ کفر سے اسلام کا تشخص قائم ہو...... اور اس مغالطہ میں آکر کوئی مسلمان اپنی معاشرتی زندگی کو برباد نہ کر بیٹھے...... تو میں یہ کہنا چاہتا تھا کہ شیعوں نے اپنی بدعات اپنے کفریات اپنی غلیظ نظریات کو تحفظ دینے کیلئے حیدر کرارؓ کی آڑ لی ہوئی ہے۔

سیدنا علیؓ کے وفادار کون؟

''پیر مولا علیؓ مدد'' جانے یا علیؓ

سکوٹروں پر بسوں پر یا علی مدد یعنی ظاہراً تاثر یہ ہو کہ یہ غریب تو حضرت علیؓ کے بڑے وفادار ہیں...... جو نبی کے داماد اور چچیرے بھائی ہیں...... نبی کے صحابی ہیں اور فاتح خیبر ہیں یہ تو مسلمان ہیں ان کے ساتھ کتنی محبت رکھتے ہیں کہ میرا دعوی یہ ہے کہ شیعوں نے حیدر کرار کو بطور ڈھال کے سامنے رکھا ہوا ہے کہ ان کی آڑ میں وہ اصحابؓ رسولؐ پر تبرا کریں...... ان کی آڑ میں وہ قرآن کا انکار کریں ان کی آڑ میں وہ دیگر بدعات کا پرچار کریں اور ان کی آڑ میں غلط باتوں پر پردہ پڑا رہے لوگ یہ سمجھے کہ یہ تو علی کو ماننے والے ہیں اس لئے میں آگے چلنے سے پہلے بنیادی طور پر اس منافقت کے پردے کو چاک کرنا چاہتا ہوں...... یہ کتاب آپ کو میرے ہاتھوں میں نظر آتی ہوگی...... یہ پاکستان میں نہیں چھپی ہے اور قرآن کی تفسیر بنا کر اس کو چھاپا گیا ہے...... یہ کتاب ایران کے شہر قم میں چھپی ہے...... چنانچہ اس کتاب میں شیعوں کا بہت بڑا مجتہد جس کا نام شیعوں نے علی بن ابراہیم قمی بتلایا ہے اور یہ علی قمی وہ جسکے لئے شیعہ یہ بھی کہتے ہیں کہ اس انسان کی ملاقات اماموں سے ہوئی...... اور یہ اماموں کا صحابی ہے اور پھر یہ بھی اس کی تعریف میں لکھا ہے...... کہ یہ وہ انسان ہے...... جو محمد بن یعقوب کلینی کا استاد ہے...... اور ابن یعقوب کلینی شیعوں کا بہت بڑا محدث ہے...... جس نے شیعوں کی حدیث کی کتاب اصول کافی ترتیب دی...... اور اصول کافی شیعہ کی وہ کتاب ہے...... جس کے متعلق شیعہ کہتے ہیں کہ اس کتاب کو غار میں امام مہدی کے پاس پیش کیا گیا تھا اور امام مہدی نے اس کتاب کو پڑھ کر اس کے سرورق پر لکھا ہے کہ:

ھذا کاف لشیعتنا

یہ کتاب میرے شیعوں کے لئے کافی ہے...... وہ کافی کا مصنف اس علی بن ابراہیم قمی کا شاگرد ہے اور اس کو شیعہ کہتے ہیں کہ علی ابراہیم اماموں کا صحابی ہے گویا شیعہ کا ستون

سمجھ لیں...... شیعہ کی شہ رگ سمجھ لیں ...... شیعہ کا بہت بڑا آدمی تصور کر لیں جس کتاب میں شیعوں کا مجتہد شیعہ کے اماموں کا صحابی...... یہ لکھتا ہے اس کتاب میں قرآن مجید کی تفسیر کرتے ہوئے۔

جب یہ آیت آئی پہلے پارہ میں:

ان الله لا یستحیی ان یضرب مثلا مابعوضة فمافوقها (پ ا...... رکوع ۳)

کہ اللہ تعالیٰ نہیں شرماتا اس سے کہ وہ کہیں مچھر کی مثال بیان کرے اس مفسر نے تفسیر بیان کی کہ اللہ نے علی کو مچھر کہا ہے...... شیعہ مفسر نے علیؓ کو مچھر کہا...... میں نہ کسی صحرا میں بول رہا ہوں...... اور نہ ہی بند کمرے میں بول رہا ہوں...... نہ ہی تنہا کھڑا ہوں...... ہزاروں آدمیوں میں کھڑا ہوں...... بیسیوں ٹیپ ریکارڈر موجود ہیں...... سی آئی ڈی اور انٹیلی جنس رپورٹ موجود ہے...... اس تمام کی موجودگی میں پورے چیلنج سے کہتا ہوں کہ شیعوں میں اگر کوئی غیرت ہے...... وہ سپریم کورٹ میں آئے میرے اس حوالے کو چیلنج کرے اگر تفسیر قمی میں یہ عبارت نہ ہو یا میں نے اس میں کوئی تبدیلی کر دی ہو یا اس کو بدل دیا ہو مجھے گولی مار دی جائے...... اور اگر نہیں تو آپ اس کے کفر میں کیسے شبہ کر سکتے ہیں جس نے علیؑ کو مچھر کہا ہے اور نبی کو مچھر سے بھی کم درجہ دیا ہو۔

تو پھر دنیا میں کوئی کفر نہیں ہے پھر سب کو اپنا بھائی مان لیا جائے اس سے بڑا کفر اور کیا ہو گا آپ جس کو فاتح خیبر کہتے ہیں شیعہ اس کو مچھر کہتا ہے آپ جس کو انبیاء کا سردار کہتے ہیں شیعہ اس کو مچھر سے کم درجہ دے رہا ہے اور بھونکتا یہ ہے دجل یہ کرتا ہے کہ اللہ نے علی کو مچھر کہا ہے اور نبی کو مچھر سے کم کہا ہے...... اللہ نے کہا ہے؟ یا یہ کتا کہتا ہے۔

ذوالقرنین نامی کتاب میں لکھا ہے...... ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما نبیؐ کے روضہ میں دفن ہیں اور اتنے مبارک مقام پر دفن ہیں تم ان کو مانتے کیوں نہیں ہو وہ تو اعلیٰ مقام پر کھڑے ہوئے ہیں تو یہ اس کا جواب دیتے ہوئے لکھتا ہے...... کہ دفن ہوئے تو کیا ہوا...... وقت آنے پر شیعہ روضہ نبی کو صاف کرینگے...... میں پوچھ سکتا ہوں اپنے ملک کے سیاست دانوں

سے کہ تیری نظر سے یہ کتاب غائب کیوں ہے...... پوچھ سکتا ہوں اپنی ضلعی انتظامیہ سے کہ تمہاری نظر سے یہ کفریات غائب کیوں ہیں؟ تم میرے پیچھے تو پڑتے ہو...... لیکن اس کفر پر نگاہ کیوں نہیں رکھتے...... ان لٹریچر کو پڑھنے کے بعد میں نے یہ نعرہ بلند کیا ہے...... میں قتل ہو سکتا ہوں...... زبان کھنچوا سکتا ہوں...... سولی پر لٹک سکتا ہوں...... لیکن شیعہ کو کافر کہنے سے باز نہیں آ سکتا...... اور یہ بھی کہہ دیتا ہوں کہ پوری دنیائے شیعت الٹی لٹک جائے اور میری زندگی باقی رہی اور خالق نے چند دن اور دے چھوڑے تو تمہیں وہیں دھکیل دیا جائیگا جس مقام سے تم باہر آئے ہو...... اور تمہیں وہاں جانا ہوگا اور تم اس قابل نہیں ہو کہ مسلم معاشرے اور مسلم ماحول میں تمہیں تسلیم کر لیا جائے...... تم وہ غلیظ فرقہ ہو جو نبی اکرم ﷺ کے روضہ کو صاف کرنے کی تیاریاں کر رہے ہو اور یہی وجہ ہے کہ ہر سال خمینی کے گماشتے حج کے موقع پر وہاں تخریب کاریاں کرتے ہیں کہ ہم سعودی عرب پر قبضہ کریں اور وہاں نبیؑ کے روضہ کو صاف کریں...... پاکستان کے سنیو! اگر تم بیدار نہ ہوئے تم نے شیعت کو کرش نہ کیا تو یہ کوشش کرینگے پیغمبرؑ کے روضے کو صاف کرنے کی اگرچہ وہ صاف نہیں ہو سکتا، ان کے باپ نے بھی صاف کرنے کی کوشش کی تھی...... اللہ پاک نے نور الدین زنگی کو کھڑا کیا آج کا بے ایمان...... آج کا کافر...... آج کا دجال...... آج کا کمینہ...... آج کا بد فطرت پیغمبر ﷺ کے روضے کا رخ کریگا اس کا حشر بھی وہی ہوگا جو اس وقت کے بے ایمان منافقوں کا ہوا تھا...... میرا دعوی ہے کہ شیعہ نبی اکرم ﷺ کے روضے کو جہنم سمجھتا ہے...... یہ دعوی ہے میرا اور میں اس کو ثابت کرنا چاہتا ہوں اور انشاء اللہ میں اس کو اتنا ثابت کرونگا کہ کسی بھی ذی ہوش انسان کو شبہ نہیں رہیگا...... شیعہ کی کوئی کتاب دنیا میں ایسی نہیں ہے جس کتاب میں حضرت ابو بکر اور حضرت عمر پر لعنت نہ کی گئی ہو...... کوئی ایسی کتاب نہیں ہے جو ابو بکر اور عمر کو کافر نہ لکھتی ہو اکیلا باقر مجلسی شیعہ کا مجتہد سنبھالا نہیں جاتا...... جس کو شیعہ امام المحدثین امام المتکلمین لکھتے ہیں...... جس کی تعریف خمینی نے اپنی کتاب کشف الاسرار میں لکھی ہے وہ لکھتا ہے اپنی کتاب حق الیقین میں کہ ابو بکر و عمر دونوں کافر ہیں جو ان کے کفر

میں شک کرے وہ بھی کافر ہے......اور مزید یہ لکھتا ہے کہ وہ دونوں کافر ہیں جو ان کے ساتھ دوستی کرے وہ بھی کافر ہے......میں عرض یہ کرر ہا تھا کہ جن لوگوں کا عقیدہ یہ ہے کہ ہم نبی کے روضے کو صاف کریں گے وہ علی کے وفادار ہیں......جنہوں نے معاذ اللہ حضرت علی کو مچھر لکھا ہے اور پھر نبی کے روضے کو صاف کرنے کی تیاری کرر ہے ہیں......یہ علی کے ساتھ کہاں کی محبت رکھتے ہیں......علی کے ساتھ وفاداری رکھتے ہیں......مزید سنتے جائیے کہ اگر آپ یقین کرتے ہیں کہ علی قرآن کا خادم ہے آپ جانتے ہیں کہ علی نے قرآن کی خدمت کی ہے......آپ یقین رکھتے ہیں کہ حیدر کرار اس قرآن مجید کے لئے بدر میں لڑتے رہے......اس قرآن مجید کے لئے احد میں لڑتے رہے......اس قرآن کے لئے تلوار لے کر کفر کا سر قلم کرتے رہے......حیدر کرار نے خیبر کے قلعہ میں قرآن کے لئے لڑائی لڑی......تو پھر آپ کو یہ بھی مان لینا چاہیے کہ جس گروہ کا قرآن پر ایمان نہ ہو اس گروہ کا حضرت کے ساتھ بھی کوئی تعلق نہیں ہے......یہ کتاب اردو زبان میں پاکستان میں شائع ہوئی ہے، اس کتاب کی سرخی یہ ہے کہ "ہزار تمہاری دس ہماری" شیعوں کا مولوی ہے عبدالکریم مشتاق آف کراچی یہ کتاب اس نے لکھی ہے اور کتاب کس کے جواب میں لکھی ہے۔

تمہارا قرآن ناقص ہے:

رئیس المناظرین امام اہل سنت حضرت مولانا علامہ دوست محمد قریشی نے ایک کتاب لکھی تھی جس میں شیعوں سے ایک ہزار سوال کیے ہیں......علامہ قریشی اللہ کو پیارے ہو گئے اس کی زندگی میں کسی شیعہ کو جرات نہیں ہوئی......اس کا جواب لکھے قریشی کی وفات کے بعد شیعہ نے یہ کتب لکھی کہ ہم سنی کے ہزار سوال کا جواب دینا چاہتے ہیں......علامہ قریشی نے یہاں اور شیعہ سے سوال کیے تھے وہاں نمبر وار یہ بھی سوال تھے کہ تم اس قرآن کو نہیں مانتے، اس میں شیعہ کی کتابوں کے حوالے دیئے گئے تھے کہ تم اس قرآن کے قائل نہیں ہو، چنانچہ یہ جواب دینے کی کوشش کرتا جب اپنی کتاب کا جواب نہیں دے سکا......اپنا دجل فریب اور اپنی منافقت اس سے نہیں چھپا سکتا اور آخر کار اس کتاب میں اقرار کرتا ہے کہ ہم اس قرآن

کونہیں مانتے کیوں تمہارا قرآن ناقص ہے ہمارا قرآن مکمل ہے تمہارے قرآن میں پاکستان کا ذکر نہیں اور ہم جس قرآن کو مانتے ہیں اس میں پاکستان کا ذکر ہے...... یہ کتاب اردو زبان میں شائع ہوئی ہے اور جس کا دل چاہے تحقیق کرے کہ کفر بکا ہے کہ نہیں، تمہارے قرآن میں نقص ہے اور ہمارا قران مکمل ہے اور مزید کہتا ہے کہ تمہارے قرآن کو تو پاک لوگ بھی ہاتھ لگا لیتے ہیں اور ناپاک بھی ...... جو ہمارا قرآن ہے اس کو سوائے پاک لوگوں کے اور کوئی ہاتھ نہیں لگا سکتا...... یہی حق نواز پورے ملک میں آواز بلند کر رہا ہے کہ:

☆ شیعہ قرآن کو نہیں مانتا
☆ اس کا قرآن الگ ہے
☆ اس کا کلمہ الگ ہے
☆ اس کی نماز الگ ہے
☆ اس کا حج الگ ہے
☆ اس کا نکاح الگ ہے
☆ اس کا جنازہ الگ ہے
☆ اس کا وضو الگ ہے

یہی تو میں چیختا ہوں کہ تم الگ ہو پھر میرے الگ کے فتوے سے تمہیں تکلیف کیوں ہوتی ہے اور میں نے آپ کے ساتھ زیادتی کیا کی ہے...... آپ بتلائیں کہ جو اس قرآن کو نہیں مانتا وہ کافر ہے کہ نہیں ...... اس کتاب کا حوالہ یاد ہوگا بلکہ میں یہ بھی کہوں گا کہ آپ یہ کتاب ایک بار ضرور پڑھ لیں ...... پندرہ بیس روپے لگ گئے تو کیا ہوا اتنے پیسے تو آپ روزانہ چائے سگریٹ پر اڑا دیتے ہیں ...... لے کر خود پڑھ لیں اگر اس میں حوالہ نہ ملے جوتا آپ کا اور سر میرا...... یہ کتاب پاکستان میں چھپی اور تقسیم ہوئی اگر آپ نے اس کتاب کے خلاف آواز بلند کی تو ہمیں کہا جا رہا ہے کہ روس آیا...... شیعہ کسی روس سے کم نہیں اگر روس قرآن کو نہیں مانتا تو شیعہ بھی قرآن کو نہیں مانتا...... شیعہ کی اردو زبان میں ایک کتاب چھپی

ہے...... جسے تفسیر قرآن کہتے ہیں ......اس کے مصنف کا نام قبلہ ادیب اعظم مولانا ظفر حسین صاحب ہیں۔

علی کا قرآن اور تھا:

اس نے ایک سوال کا جواب دیا وہ سوال کا جواب بھی میں آپ کے سامنے پڑھنا چاہتا ہوں تا کہ مزید بات کھل جائے ......کہتا ہے کہ علی کا قرآن اور تھا اور جواب موجود ہے وہ قرآن اور تھا سوال کرنے والا پوچھتا ہے جو اس تفسیر کے صفحہ ۳۰ پر ہے وہ کہتا ہے کہ جب علی برسر اقتدار آئے تو انہوں نے اپنا جمع کردہ قرآن مجید نافذ کیوں نہ کر دیا ......اس کا جواب دیتا ہے کہتا ہے کہ حضرت عثمان کا جمع کردہ قرآن مجید جب تمام اسلامی ممالک میں رواج پا چکا تھا گھر گھر پڑھا جا رہا تھا ......تو حضرت علی اس قرآن کو واپس کیسے لے سکتے تھے؟ خصوصاً جب کہ ملک شام پر حضرت معاویہ کی حکومت تھی اور انہیں حضرت علی سے سخت عداوت تھی کہتا ہے کہ جب عثمان کا قرآن پھیل گیا حضرت علی ان تمام قرآنوں کو واپس نہیں کر سکتے تھے اس لئے اپنے دور میں اصلی قرآن کو نافذ نہ کر سکے اور اس کا معنی یہ تو واضح ہوا اگر حضرت علیؓ والا قرآن آئے تو یہ واپس قرآن لینا ضروری ہے......تو یہ جو آج موجود ہے تو بقول شیعوں کے یہ حضرت علی والا قرآن نہیں ہے یہ تو حضرت عثمان والا قرآن ہے اس پر شیعوں کا ایمان ہوا یا کہ نہ ہوا بلکہ ظلم یہ ہوا کہ شیعہ حضرت علیؓ کو منکر ثابت کر رہے ہیں اور ثابت یہ کرتے ہیں کہ حضرت علی کا جمع کردہ قرآن اور تھا اور ساتھ یہ بھی ظلم کر رہے ہیں کہ علی اپنے دور میں قرآن نافذ نہ کر سکا میں آپ سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ دیانتداری سے آپ بتلائیں اور اپنے قلب وجگر پر ہاتھ رکھ کر بتلائیں کہ میں حضرت علیؓ کو خلیفہ راشد مانتا ہوں۔

☆ میں علیؓ کی حکومت کو قرآن وسنت کے مطابق مانتا ہوں

☆ علیؓ کے دور میں فیصلے قرآن کے مطابق تھے

☆ علیؓ کے دور میں امت قرآن کے حکم پر چلتی تھی

☆ علیؓ کے دور میں قرآن کی مخالفت نہیں تھی

☆ علیؓ کے دور میں قرآن کے خلاف کوئی فیصلہ نہیں تھا

میرا یہ عقیدہ ہے اور شیعہ یہ نکتہ پیش کر رہا ہے کہ حضرت علی اقتدار میں تو آئے لیکن قرآن کو نافذ نہ کر سکے جو قرآن موجود تھا...... وہ علی اپنے دور میں نافذ نہ کر سکے جو قرآن موجود تھا وہ غلط تھا...... جو اصلی قرآن علی نے جمع کیا تھا...... وہ علی اپنے دور میں نافذ نہ کر سکے...... اور جب بقول شیعوں کے علی قرآن نافذ نہ کر سکے تو خلافت راشدہ کیسے بن گئی؟، جب علی قرآن نافذ نہ کر سکے تو ان پر اقتدار میں رہنے کا کیا حق ہے...... آپ آج کیا کہتے ہیں کہ ضیاء الحق ہٹ جاؤ تم اسلام نافذ نہیں کر سکے...... پیر کہتا ہے کہ ضیاء الحق ہٹ جاؤ تم اسلام نافذ نہیں کر سکے...... اگر ضیاء الحق سے مطالبہ ہے کہ تم اسلام نافذ نہیں کر سکے تو کیا حضرت علی سے یہ مطالبہ کیا جا سکتا ہے کہ تم قرآن نافذ نہ کر سکے تم ہٹ کیوں نہ گئے...... اس سے بڑی توہین اس سے بڑی ہتک حیدر کرارؓ کی اور کون سی ہوگی...... ایک تو شیعوں نے ان کو قرآن مجید کا مخالف لکھا تو وہ اس قرآن کو نہیں مانتے تھے جو آپ پڑھتے ہیں...... دوسرا یہ لکھا کہ حضرت علیؓ کے دور میں قرآن نافذ نہیں تھا اور علیؓ اس کو نافذ نہ کر سکتے تھے۔

شیعو! اپنے جگر پر ہاتھ رکھو حق نواز اگلی بات کہنا چاہتا ہے...... تمہاری ماؤں کے پیٹ میں علیؓ بچہ بنا سکتا ہے...... تمہاری مشکلیں حل کر سکتا ہے...... تمہاری مصیبتیں دور کر سکتا ہے...... تمہیں علی رزق دے سکتا ہے...... تم علیؓ کے چاہنے والوں کی خیر کا نعرہ بلند کر سکتے ہو...... وہ علیؓ کیسا مشکل کشا ہے...... جو چار شہروں سے قرآن کو جمع کر کے اپنے قرآن کو نافذ نہ کر سکتا ہو۔

میرے مرشد پیغمبرؐ کے پروردے صحرا کے باسی حسنین کے ابو...... خیبر کے فاتح پر رفض نے کوئی ایک الزام نہیں لگایا کبھی ان پر یہ الزام کہ فدک چھنوا بیٹھے...... کبھی یہ الزام کہ اپنے دور میں قرآن نافذ نہ کر سکے اور کبھی یہ بکواس جو اصول کافی میں لکھی ہوئی ہے کہ علی نے اعلانیہ کہا ہے کہ مجھ سے پہلے حکمرانوں نے زنا جاری کیا ہے...... مجھ سے پہلے حکمرانوں نے

بدعتیں جاری کی ہیں۔

مجھ سے پہلے حکمران قرآن کو بدل گئے ہیں...... جب ان سے کہا کہ آپ وہ قوانین بدل دیں اور آپ سے پہلے جو خلفاء بغیر نکاح کے عورتیں کسی کے حوالے کر گئے ہیں اور ان بچیوں اور عورتوں کے ساتھ آج زنا ہو رہا ہے...... آپ ان کو واپس دلائیں...... یہ اصول کافی میں نہ ہو تو مجھے گولی مار دی جائے۔

علیؓ جواب میں کہتے ہیں کہ اگر میں ان کو واپس دلاتا ہوں تو میری فوج مجھ سے جدا ہو جائیگی...... میری فوج مجھے چھوڑ جائیگی...... اس لئے:

☆ وہ زنا برابر جاری ہے

☆ قرآن اصل نہیں رہتا

☆ نبی کی عبادات اصلی حالت میں کیا لاتا

حتی کہ نماز روزہ یہ بھی اصلی حالت میں نہیں لا سکتا...... کیوں؟ اگر لاتا ہوں تو میری فوج مجھے چھوڑتی ہے...... آپ بتلائیں کہ کوئی حکمران یہ کہے کہ میں ظلم ختم نہیں کرا سکتا کیونکہ میری فوج جاتی ہے...... میں زنا ختم نہیں کرا سکتا...... میری فوج جاتی ہے...... میں رشوت ختم نہیں کرا سکتا میری فوج جاتی ہے...... میں بدمعاشی ختم نہیں کر سکتا میری فوج جاتی ہے میں اسلام نافذ نہیں کر سکتا میری فوج جاتی ہے ...... میں قرآن نافذ نہیں کرا سکتا میری فوج جاتی ہے...... آپ بتلائیں کہ ایسے حکمران کو اقتدار پر قابض رہنے کا حق ہے...... (نہیں)

شیعوں نے حضرت علیؓ پر یہ بہتان لگایا...... (اصول کافی جلد سوم کتاب الروضہ صفحہ ۲۹...... ۳۰) اس پر لکھا جس کا مطالعہ امام مہدی کر چکا ہے اس میں لکھا ہے (معاذ اللہ) کہ حضرت علی اپنی ناکامی کا اعتراف کر چکے ہیں کہ میری فوج بھاگتی ہے اس کا معنٰی یہ نکلا "نقل کفر کفر نہ باشد" کہ

☆ علیؓ کو فوج پیاری تھی .... نماز پیاری نہ تھی

☆ علیؓ کو فوج پیاری تھی .... دین پیارا نہیں تھا

☆ علیؑ کو فوج پیاری تھی چاہے لوگوں کی بچیوں کے ساتھ زنا ہو جائے......

یہ الزام میں نے نہیں لگایا شیعہ نے لگایا ہے......میرے پیر پر لگایا ہے میرے مرشد پر لگایا ہے۔

حق نواز شیعہ کے کفر کو......دجل کو......بے حیائی کو......غنڈہ گردی کو بدفطرتی کو......اس لعنت بھری تمام گندی کتابوں کی تحریروں کو چوراہوں میں......چوکوں میں......گلیوں میں......شہروں میں طشت از بام کریگا......چاہے آسمان ٹوٹ پڑے چاہے زمین پھٹ پڑے۔

علیؓ میرا ہی نہیں اللہ کا شیر ہے......میرے عقیدے میں علیؓ اللہ کا شیر ہے......نبی کی زبان سے اسد اللہ کا لقب ملا اور زہرا کا خاوند......اگر علی قدر و منزلت نہ رکھتا پیغمبر فاطمہ جیسی بیٹی کا نکاح نہ کر دیتے......نبیؐ نے اپنی گود میں بٹھا کر علیؓ کی پرورش کی ہے......پالا ہے......

آج اس عظیم انسان کے خلاف تم یوں بھونکتے ہو......کبھی کہتے ہو......علیؓ قرآن اصلی حالت میں نافذ نہیں کر سکا۔

کبھی کہتے ہو کہ علیؓ (معاذ اللہ) زنا ختم نہیں کر سکا......

کبھی کہتے ہو کہ علیؓ اصلی نماز نافذ نہیں کر سکا......جب علیؓ کے دور میں اصلی نماز نہیں ہے......اصلی قرآن بھی نہیں ہے......زنا بھی علی نہیں روک سکے کہ اس سے بڑی علیؓ کی توہین اور کیا ہو سکتی ہے......کبھی حیدر کرارؓ کو تم اپنے قرآن کی تفسیروں میں......مچھر لکھتے ہو......پھر بھی جانے یا علیؓ۔

پھر بھی پیر مولا علی مدد......سوائے اس کے یہ وہی دجل ہے جو آج قادیانی اپنی چھاتیوں پر کلمہ لکھ کر کر رہا ہے......یہ دجل ہے ورنہ شیعت کو حضرت علیؓ سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

میں علیؓ کا خادم ہوں:

اگر آج تمہاری طاقت......تمہاری شوکت......تمہاری قوت کے باوجود......تمہارے پاس کُل سیاسی قوت ہے......تمہارا اسپیکر ہے......تمہارے پاس ایرانی دولت ہے......اگر آج تمہارے خلاف بولتے ہوئے حق نواز نہیں رک سکتا حیدر کرارؓ اس دور میں کیسے خاموش

رہ سکتے تھے...... میں تو علی کا خادم ہوں اگر تم سے میں نہیں رک سکتا...... اور نہ روکا جاسکتا ہوں...... چیختے ہیں ذاکر کہ انتظامیہ سے حق نواز کی زبان بند نہیں ہو سکتی...... اس دن انتظامیہ کی ٹانگیں توڑ دی جائینگی جو میرا راستہ روکے گی گالیاں مت دو...... میرے دلائل کا جواب لاؤ۔ اپنے گھر کی خبر لاؤ...... اپنی غلاظت پڑھوا اپنا دجل دیکھو...... سنیوں! تمہیں کہتا ہوں کہ غیرت کرو یہ کتاب تمہارے ملک میں چھپی ہے آخری گزارش کرتا ہوں...... سہم مسموم فی جواب النکاح ام کلثوم...... اس کتاب کا اصلی اور بد بخت مصنف اصلی کافر اور شیطان کا نطفہ لکھتا ہے کہ عمر بن خطاب کو لواطت کی عادت تھی (استغفر اللہ...... معاذ اللہ)۔

تم یہ لٹریچر لکھنے کے بعد بھی حق نواز کا راستہ روکنا چاہتے ہو...... اس کتاب میں اردو زبان میں لکھا ہے...... جو جامعہ المنتظر سے چھپی...... ذمہ دار ادارے سے چھپی...... اس میں لکھا ہے کہ عمر بن خطابؓ جہنم کا تالا ہے اور آگے بے ایمان لکھتا ہے کہ تالے کی بجائے جہنم کا گیٹ ہونا چاہیئے تھا...... سنیوں! غیرت کرو...... کیا تمہارے پیغمبر ﷺ نے ایک لواطت کرنے والے کو اپنے پہلو میں سلایا ہوا ہے؟ کیا پیغمبر ﷺ نے ایک جہنم کے تالے اور جہنم کے گیٹ کو اپنا سسر بنایا ہوا تھا...... کیا پیغمبر ﷺ نے جہنم کے تالے کو فاروق اعظم کا لقب دیا تھا کیا آپ نے جہنم کے تالے کو اپنے پاس رکھ کر ان کی منقبت بیان کی تھی کیا نبی ﷺ نے جہنم کے تالے کے لئے کہا تھا کہ عمر کے سایہ سے شیطان بھاگتا ہے؟ شرم کر سنی! تجھے للکارنا چاہتا ہوں...... تجھے بیدار کرنا چاہتا ہوں...... تم شیعہ کے کفر سے آگاہ ہو جاؤ میری عاقبت بن جائیگی...... کہنا یہ چاہتا ہوں کہ اس طبقے کے کفر میں کوئی شک نہیں ہے۔

جو نہ قرآن مانتا ہے جو نہ علیؓ مانتا ہے اور نہ ہی پیغمبر ﷺ کی ازواج کو مانتا ہے...... اور نہ ہی تیرے ساتھ اس کی عبادات ملتی ہیں...... اور مزید ظلم یہ کہ وہ اصحاب رسول ﷺ کو جہنمی کتا کسی کو جہنم کا تالا اور کسی کو جہنم کا گیٹ لکھتا ہے...... ایسے بے ایمانوں سے دور بھاگ...... جیسے کوئی تپ دق سے بھاگتا ہے۔

و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

شیعہ اور علی

امیر المومنین......خلیفہ چہارم داماد نبیﷺ علیؓ المرتضیٰ کی ذات گرامی صحابہ کرام کی قدوسی جماعت میں اس لئے منفرد اور ممتاز ہے کہ ان کے متعلق مدعیان اسلام تین قسم کے نظریات رکھتے تھے......

آنحضورؐ کا ارشاد گرامی ہے......

جسے خود سیدنا علیؓ روایت کرتے ہیں......

کہ اے علیؓ تیری مثال حضرت عیسٰیؑ کی طرح ہے کہ ان کے ساتھ یہود نے بغض رکھا حتٰی کہ ان کی والدہ پر بہتان باندھا اور نصاریٰ نے حد سے زیادہ محبت کی......

حتٰی کہ انہیں وہ مرتبہ دے دیا گیا جو ان کے لئے نہ تھا......

اس حدیث کی تشریح کرتے ہوئے سیدنا علیؓ نے فرمایا، عنقریب میرے متعلق دو قسم کے لوگ ہلاک ہوں گے......

ایک محبت میں سب سے زیادہ بڑھ جانے والے اور دوسرے بغض رکھنے والے اور سب سے بہتر حال میرے متعلق درمیانی جماعت کا ہے جو میرے ساتھ محبت میں حد سے نہ بڑھے اور نہ میرے ساتھ بغض رکھے بس اس درمیانی جماعت کے ساتھ رہو......

اس فرمان نبویؐ کی روشنی میں یہ بات سمجھنا مشکل نہیں ہے کہ جس طرح علیؓ المرتضٰی سے بغض رکھنے والا مردود ہے......

جن لوگوں نے سیدنا علی سے دشمنی کی اور انہیں کافر تک کہا کہ یہ خارجی گروہ ہے جو حضرت علیؓ کے لشکر میں شامل تھا......

اور سیدنا علیؓ نے امیر معاویہؓ سے صلح کر لی تو یہ گروہ لشکر علیؓ سے علیحدہ ہو گیا، اور سیدنا علیؓ سے اس لئے دشمنی کر لی کہ انہوں نے امیر معاویہ سے صلح کیوں کی ہے، دوسرا

گروہ اہل تشیع کا ہے......

جو سیدنا علیؓ سے عشق و محبت کے دعوے میں حدود پھلانگتے چلے گئے......

اس نے سیدنا علیؓ کو مقامِ عبدیت سے اٹھا کر الوہیت پر بٹھایا......

انہیں خدائی صفات میں شریک مانا......

مشکل کشا......

حاجت روا......

فریادرس......

عالم غیب......

موت حیات کا مالک اور ہر چیز پر قادر مانا اور شیعہ شاعروں نے کہا:

دست قدرت بھی علی نقش نبی مولا علی
مقصد زیست کا عنوان جلی مولا علی
میرا دنیا میں عقبیٰ میں آسرا کوثر
مرا بندوں میں خدا ہے تو علی مولا علی
وہ نصیری تھا علی کو خدا کہنے لگا
میں تو واللہ خدا کو بھی علی کہتا ہوں
علیؓ رزاق نہیں پر قاسم رزق خدا تو ہے
ہیں شاہد خندق وخیبر کہ بعد از مصطفیٰ کوثر
علیؓ حاجت روا تو ہے علی مشکل کشا تو ہے

ایک اور شاعر کہتا ہے:

؎ رسولوں کی ہوئی حاجت روائی
علی نے نوح کی کی ناخدائی
نہ کرتا اگر علی مشکل کشائی
نہ پاتا چاہ سے یوسف رہائی
علی کا معجزہ اک اک ہے نادر
علی کی ذات ہے ہر شے پر قادر

اہل تشیع نے حضرت علیؓ کو جس طرح خدا کی صفات میں شریک مانا اسی طرح نبوت کے ہم سر اور برابر بھی مانا......

انبیاء کرام کی طرح معصوم عن الخطاء تسلیم کیا اور اپنی کتاب اصول کافی (ص ۱۱۷) میں لکھا......

جری لی الفضل مثل ماجری لمحمد

حضرت علی کے لئے وہ تمام فضیلتیں موجود ثابت ہیں جو آنخضور کی ذات گرامی میں موجود ہیں......

اس کے علاوہ شیعہ کے معتبر مجتہد ملا باقر مجلسی نے اپنی مایہ ناز کتاب بحار الانوار میں دعویٰ کیا کہ معراج کے با کمال سفر میں جہاں جہاں رحمت کائنات پہنچے حضرت علیؓ بھی آپ کے ساتھ پہنچے تمام انبیاء اور رسول دنیا میں صرف اس لئے مبعوث کئے گئے تھے۔

کہ حضرت علیؓ کی امامت کا اقرار کریں شہادت دیں......

عرش کے گرد نوے ہزار فرشتے صرف سیدنا علیؓ کی عبادت کے لئے مقرر ہیں اور جبرائیل و میکائیل کو حکم ہے کہ علی کی اطاعت و فرماں برداری کریں......

......(بہارالانوار ص ۵۰۳......۵۱۸ ج ۲)......

محسنین اسلام

امیر عزیمت مولانا حق نواز جھنگوی شہیدؒ

ے

کریں آؤ ہم چاند تاروں کی باتیں
محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اور ان کے یاروں کی باتیں
ابوبکر صدیقؓ وفاروقِ اعظمؓ
علیؓ اور عثمانؓ چاروں کی باتیں
بلالؓ و معاویہؓ خبیبؓ اور سلمانؓ
نبی صلی اللہ علیہ وسلم جی کے ان جانثاروں کی باتیں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خطبہ:

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

قال اللّٰہ فی مقام اخر ...... لَقَدْ مَنَّ اللّٰہُ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ بَعَثَ فِیْھِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِھِمْ یَتْلُوْا عَلَیْھِمْ اٰیٰتِہٖ وَیُزَکِّیْھِمْ وَیُعَلِّمُھُمُ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَۃَ (اٰل عمرٰن:۱۶۴)

وقال اللّٰہ فی مقام اخر ...... لقد کان لکم فی رسول اللّٰہ اسوۃٌ حسنۃ

قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ...... اذا رایتم الذین یسبون اصحابی فقولو لعنۃ اللّٰہ علیٰ شرکم ...... قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ......

اصحابی کاالنجوم فبایھم اقتدیم اھتدیتم

صدق اللّٰہ وصدق رسولہ النبی الکریم۔

تمہید:

صدر جلسہ! علماء کرام، گرامی قدر سامعین، انجمن سپاہ صحابہ جہانیاں کے عزیز نوجوانو! جہانیاں میں میری حاضری آج پہلی حاضری نہیں ہے۔ آج سے قبل بھی متعدد مرتبہ آپ کے شہر میں حاضر ہو کر دینی مذہبی گفتگو کی توفیق اللہ رب العزت نے بارہا عطا فرمائی ہے۔ البتہ آج کی حاضری اس لحاظ سے پہلی حاضری ہے کہ اس طرح کھلی فضا میں آج پہلی مرتبہ آپ سے آپ کے شہر کے چوک میں مخاطب ہوں۔

رب العزت کی بارگاہ عالیہ میں التجا فرمایئے کہ وہ ذات حق مجھے سچ کہنے کی توفیق بخشے اور سچ کہنے کے بعد مجھے اور آپ کو اس سچ پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

آج کی کانفرنس، آج کا یہ عظیم الشان اجتماع ''محسن انسانیت کانفرنس'' کے نام سے منسوب ہے۔ اس کانفرنس کا اہتمام سپاہ صحابہؓ جہانیاں نے کیا ہے۔ پاکستان کی واضح اکثریت سُنّی آبادی کا ایک بہت بڑا حصہ سپاہِ صحابہؓ کے مؤقف اور اس کے پروگرام سے کافی

حد تک آگاہی حاصل کر چکا ہے۔ جبکہ سپاہِ صحابہؓ کی خواہش، اس کی تمنا اور اس کی دلی تڑپ یہ ہے کہ پاکستان کے ہر سُنّی کو اپنے مؤقف اور پروگرام سے آگاہ کرے۔ سُنّی منتشر قوم کو ایک متحدہ پلیٹ فارم پر جمع کرے۔ اہل سنت کو ان کے غصب شدہ حقوق سے مطلع کرے اور سُنّی قوم کو جو عرصہ دراز سے غفلت کی نیند سوئی ہوئی ہے، اسے اس لمبی نیند سے بیدار کرے۔

حقوق کی جنگ:

گرامی قدر! میں آج آپ کے شہر میں ایک ایسی فضا میں آیا ہوں جبکہ آپ کے ہاں ایک ضمنی الیکشن ہو رہا ہے۔ آپ لوگ مختلف قسم کے مطالبات لئے ہوئے الیکشن لڑنے والے اُمیدواروں سے گفتگو کر رہے ہوں گے۔ کوئی سوئی گیس کا مطالبہ کر رہا ہوگا۔ کوئی پختہ سڑک کا مطالبہ کر رہا ہوگا۔ کوئی ملازمت کی بات کر رہا ہوگا۔ کوئی جہانیاں کی دیگر ترقی کی بات کر رہا ہوگا۔ کچھ لوگ شکوے کر رہے ہوں گے کہ آج سے پہلے کیا ہوا ہے۔ پہلے اُمیدواروں نے جہانیاں میں کتنی دودھ کی نہریں بنائی ہیں، جو تم بناؤ گے۔ اس قسم کے مختلف مطالبات، سوچیں، مختلف فکر لے کر آپ کے شہر کے ووٹر ہوٹلوں پر، چوکوں پر، چوراہوں پر، دوکانوں میں محو گفتگو ہیں۔ آپ کے شہر میں کئی ایسے بینر لگے ہوئے ہیں، جن میں سیاسی مداری ایک بار پھر آئے ہیں۔ یا اس قسم کے کئی اور الفاظ بھی میرے نوٹس میں لائے گئے ہیں۔ بہر حال! آپ اس ضمنی الیکشن کی وجہ سے اپنے مختلف مطالبات پیش کر رہے ہوں گے۔ آپ کو حق ہے کہ آپ ایسے حالات میں اپنے شہر کی ترقی کی بات کریں۔ آپ کو حق ہے کہ آپ اپنے علاقائی مطالبات پیش کریں۔ آپ کو حق ہے کہ آپ الیکشن لڑنے والے اُمیدواروں کی بہتری کہ ان میں کون بہتر ہے، اس طرح آپ غور و خوض کریں۔ مجھے آپ کے ان خیالات سے کوئی لڑائی نہیں ہے۔ آپ اپنے علاقے کے حالات، اپنے ماحول اور فضا کو بہتر سمجھتے ہیں۔ یقیناً آپ اپنے علاقے کے لئے بہتر فیصلہ کریں گے۔ آپ اپنی نسلِ نو کے لئے بہتر فیصلہ سوچ رہے ہوں گے۔ لیکن جہاں آپ ان مطالبات کی بات کرتے

ہیں، وہاں ایک بات میں بھی کہنا چاہتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ ہم بے دین لوگ نہیں ہیں۔

ہم کلمہ پڑھتے ہیں۔ ہم مسلمان ہیں۔ ہم رسول کو اور قرآن کو مانتے ہیں۔ اس رسول نے، اس کتاب نے ہمیں ایک نظریہ دیا ہے۔ ہمیں ایک موقف دیا ہے کہ کتابُ اللہ اور سُنت رسول اللہ کے ہمارے کچھ مذہبی حقوق بھی بنتے ہیں۔ جن مذہبی حقوق کو پاکستان میں عرصہ بیالیس سال سے غصب کیا جا رہا ہے اور آج تک ہمارے وہ مذہبی حقوق معطل پڑے ہیں۔ آج تک ہمارے ان مذہبی حقوق پر مسلسل ڈاکہ زنی جاری ہے۔ ایک مسلمان کی حیثیت سے، ایک سنی العقیدہ ہونے کی حیثیت سے پاکستان کے ہر سُنّی بچے، ہر سُنّی نوجوان، ہر سُنّی بوڑھے، بہن، ماں کا یہ فرض بنتا ہے کہ جہاں وہ دنیوی آسائش کی خاطر مطالبات کرتے ہیں، وہاں وہ قبر کی آسائش کی خاطر بھی اپنے حقوق کی بات کریں۔

پاکستان کو معرضِ وجود میں آئے ہوئے ۴۲ سال ہو گئے ہیں۔ گویا نصف صدی ہو گئی ہے۔ ۴۲ سال کے طویل عرصہ میں سُنّی عوام کو ان کے مذہبی حقوق سے مکمل مایوس کیا گیا ہے۔ محروم کیا گیا ہے۔ بین الاقوامی اصول کے مطابق ہمارا یہ حق بنتا ہے اور بنتا تھا کہ پاکستان میں اہل سنت کی واضح اکثریتی آبادی ہے۔ اس بنیاد پر پاکستان کو سُنّی سٹیٹ بن جانا چاہئے تھا۔ ہمارا یہ بنیادی حق ہے۔ مذہبی حق ہے۔ بین الاقوامی اصول، قواعد، ضوابط ہمارے حق کی تائید کر رہے ہیں۔ ہمارا یہ حق تھا کہ پاکستان واضح سُنّی اکثریتی آبادی ہے، لہٰذا یہاں اس ملک کا صدر اور وزیر اعظم سنی العقیدہ مرد ہونا لازمی ہے۔ اہل سنت واضح طور پر یہ حق رکھتے ہیں کہ ہم جب اکثریت میں ہیں تو اقلیت کے تابع زندگی کیوں گزاریں؟ ہم جب اکثریت میں ہیں تو اقلیت کا غلام بن کر کیوں رہیں؟ ہم جب اکثریت میں ہیں تو ہم اقلیت کی ماتحتی کیوں گوارہ کریں؟

یہ ہمارا بنیادی حق ہے۔ ہمیں ۴۲ سال میں یہ حق نہیں دیا گیا۔ ہم نے حق لینے کی کوشش نہیں کی اور کسی نے ہم کو پلیٹ میں رکھ کر یہ حق دینے کی کوشش نہیں کی ہے۔

گرامی قدر سامعین! انجمن سپاہِ صحابہؓ سُنّی حقوق کی جنگ لڑنے کے لئے، مدح

اصحابؓ کو عام کرنے کیلئے، دشمنانِ اصحاب رسول کا کفر ملت اسلامیہ پر واضح کرنے کیلئے اور اصحاب رسول ﷺ، امہات المومنینؓ پر تبرّ ے کی زبان ہمیشہ کے لئے بند کرنے کی خاطر میدانِ عمل میں اُتری ہے۔ چار سال سے کم عرصہ میں سپاہِ صحابہؓ نے ملک کے طول وعرض میں اپنی شاخیں اور یونٹ قائم کئے ہیں۔ آج ہزاروں نوجوان سپاہِ صحابہؓ میں شب وروز اصحابِ رسول کے ناموس کے تحفظ کے لئے سرگرم عمل ہیں۔ ہماری جنگ اس وقت تک جاری رہے گی کہ جب تک ہم پاکستان میں سُنّی حقوق حاصل نہیں کرلیتے ہیں۔ جب تک ہم اصحابِ رسول کے خلاف نکلنے والی زبان اور اصحابِ رسول کے خلاف لکھنے والا قلم توڑ نہیں دیتے، ہماری جنگ اس وقت تک جاری رہے گی۔

الحمدللہ! ہم نے ایک بنیاد ڈال دی ہے۔ **الحمدللہ!** ہم نے بیج بودیا ہے۔ **الحمدللہ!** ہم نے سُنّی نوجوانوں کو ایک فکر دی ہے کہ آج کے جہاں اور حقوق بنتے ہیں، وہاں ایک یہ بھی حق بنتا ہے۔ جس سے عرصہ ۴۲ سال سے ہمیں محروم رکھا جارہا ہے۔

ہمارا بنیادی حق:

میں اس پر مثال کے طور پر عرض کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ پاکستان کا صدر اور وزیر اعظم سُنّی العقیدہ مسلمان ہونا ضروری ہے۔ یہ حق ہمارا وہ بنیادی حق ہے، جس سے دنیا جہان کا کوئی بھی سیاستدان اختلاف کی گنجائش نہیں رکھتا ہے۔ نہ اختلاف کرسکتا ہے۔ جہاں کے تمام فیصلے اکثریت کی بنیاد پر ہوتے ہیں۔ عدالت میں وہ فیصلہ ہوتا ہے اکثریتی، جس طرف چار جج چلے جائیں وہ فیصلہ مانا جاتا ہے۔ ایک جج اگر چار کے مخالف ہوجائے تو ایک کی بات نہیں مانی جائے گی۔ یہاں الیکشن ہورہے ہیں۔ اکثریتی ووٹوں کی بنیاد پر ممبر کامیاب ہوگا۔ اسمبلی میں اعتماد کا ووٹ ملتا ہے۔ اکثریت کی بنیاد پر صدر اور وزیر اعظم منتخب ہوتا ہے۔ عدم اعتماد کی تحریک پیش ہے، اکثریت کی بنیاد پر عدم اعتماد ہوتا ہے۔ جب ہر جگہ اکثریت کی بات مانی جاتی ہے تو پھر پاکستان میں واضح اکثریت اہل سنت ہیں۔ یہاں اکثریت کی بات نہ ماننا، یہاں اکثریت کے فکر کو تسلیم نہ کرنا یہ ایک واضح ظلم ہے جو ۴۲ سال

سے ہمارے ساتھ روا رکھا جا رہا ہے۔

ہم یہ واضح طور پر مؤقف رکھتے ہیں کہ پاکستان کا صدر اور وزیر اعظم سُنّی العقیدہ مسلمان ہونا لازمی ہے۔

ایران کی مثال واضح طور پر آپ کے سامنے ہے۔ ایران میں خمینی انقلاب لایا ہے۔

خمینی کے عقائد کیا ہیں؟

خمینی کے نظریات کیا ہیں؟

خمینی کے خیالات کیا ہیں؟

خمینی نے اصحابِ رسول کیلئے کیا لکھا ہے؟

خمینی نے رسالت پناہ کے لئے کیا لکھا ہے؟

خمینی نے کتاب اللہ پر کیا تبصرہ کیا ہے؟

خمینی نے اس دنیا میں کس قسم کے انقلاب کو برپا کرنے کی کوشش کی ہے؟

یہ وہ تفصیلی عنوانات ہیں، جس پر میں آگے چل کر کچھ نہ کچھ ضرور عرض کروں گا......

میں آپ پر واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ میں قطعاً گول مول بات نہیں کروں گا۔ مجھے آج اس چوک پر کھڑے ہو کر شیعت کے کفر......شیعت کے دجل......شیعت کی شیطنت......سے پردہ اُٹھانا ہے۔

چاہے شیعہ کا ووٹ کسی کو ملے یا نہ ملے۔ مجھے اس سے کوئی بات نہیں ہے۔ لیکن ہم ان کے کفر پر پردہ نہیں ڈال سکتے ہیں۔ میں ہر ایک سُنّی کو اس سے مطلع کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔ لازمی سمجھتا ہوں۔ اگر سُنّی قوم میری بات آج نہیں مانے گی تو مجھے خطرہ نظر آتا ہے کہ چند سالوں کے بعد سُنّی اقلیت میں ہوں گے۔ شیعہ اکثریت میں ہوں گے اور اس سنی اقلیت کا حشر پھر وہی ہوگا، جو آج سُنّی اقلیت کا حشر ایران میں ہوتا ہے۔

کفر کا پروپیگنڈہ:

قابل صد احترام سامعین: میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ خمینی نے ایران میں انقلاب

لانے کے بعد پوری دنیا میں پروپیگنڈا کیا ہے کہ میں شیعہ سُنّی مسئلہ سے بالاتر ہو کر سوچتا ہوں۔اس نے واویلا یہ کرایا ہے۔اس نے پروپیگنڈا یہ کرایا ہے کہ:

لا شیعه ولا سنیه اسلامیه اسلامیه

یہ بہت بڑا جھوٹ ہے۔حالانکہ اگر وہ واقعتاً شیعہ سُنّی سے بالاتر ہو کر بات کرتا تو اسے ایران کے آئین میں لکھانے کی کوئی ضرورت نہیں تھی کہ ایران کا صدر اور وزیر اعظم صرف شیعہ اثناعشری بن سکتا ہے۔سُنّی العقیدہ مسلمان ایران کا صدر آئین کے اعتبار سے نہیں بن سکتا۔سُنّی مسلمان ایران کا وزیر اعظم آئین کے اعتبار سے نہیں بن سکتا۔

میں آپ کو آپ کی ماں کے دودھ کا واسطہ دے کر غیرت دلانا چاہتا ہوں۔اگر ایران میں میرا ایک سُنّی مسلمان بھائی صدارت کے عہدے پر نہیں آ سکتا ہے تو پاکستان میں ایک شیعہ کس اصول کے تحت آ سکتا ہے۔اگر وہاں شیعہ اکثریت ہے تو اس لئے وہاں سُنّی صدر نہیں بن سکتا ہے۔پاکستان میں سُنّی اکثریت ہے، یہاں ایک شیعہ کیسے وزیر اعظم بن سکتا ہے۔

پھر ظلم در ظلم یہ پاکستان کی وزارتِ عظمیٰ پر ایک سُنّی مرد مسلمان کو صدارت اور وزارتِ عظمیٰ کے عہدے پر نہ آنے دیا جائے۔میں پوچھ سکتا ہوں اپنی سُنّی قوم سے کہ تم نے یہ ظلم کیوں کیا ہے؟ ۴۲ سال کے عرصہ میں آج تک تم نے اپنا یہ حق لینے کی کوشش کی ہے؟

اگر ایران میں میرے سُنّی بھائی کو کسی کلیدی عہدے پر فائز نہیں کیا جا سکتا ہے، ایران کا آئین سُنّی کو وزارت اور صدارت کے عہدے پر نہیں آنے دیتا تو کیا پاکستان کی اسمبلی یہ آئین نہ بنائے کہ پاکستان کا صدر اور وزیر اعظم سُنّی العقیدہ مسلمان مرد ہونا لازمی ہے۔میں چلتے ہوئے آپ سے سوال کرنا لازمی سمجھتا ہوں، آپ کی غیرت کو سامنے رکھ کر کہ کیا پاکستان کے آئین میں یہ ترمیم ہونی چاہیئے یا کہ نہیں ہونی چاہیئے؟ (ہونی چاہیئے)۔

صحابہؓ کے دن مناؤ:

اگر آپ پر علاقے میں برادری کی بنیاد پر لڑائی لڑتے ہیں۔برادری بنیاد پر آپ لوگ

ووٹ ڈالتے ہیں۔ یہ نہیں ہے کہ آپ اس سے بالا ہیں۔ آپ صرف قومیت کی بنیاد پر الیکشن لڑتے ہیں۔ قومیت کی بنیاد پر ووٹ دیتے ہیں۔ جس علاقہ میں جس امیدوار کی برادری اکثریت میں ہے، سیاسی جماعتیں اس کو ٹکٹ دینے کی کوشش کرتی ہیں تاکہ اس کی برادری کے ووٹوں سے ہم کامیاب ہوسکیں گے۔ اگر آپ اپنی قومیت اور عام برادری کو سامنے رکھ کر اُمیدوار کو کامیاب کرتے ہیں، کیا سُنّی ایک برادری نہیں ہے؟ سُنّی ایک قوم نہیں ہے؟ سُنّی ایک سوچ اور فکر کا نام نہیں ہے؟ سُنّی حقوق نہیں رکھتے ہیں؟ پھر آپ اس مجموعی سوچ کے مطابق کیوں کام نہیں کرتے ہیں؟

آپ مہاجر اور غیر مہاجر کی جنگ لڑ رہے ہیں۔ آپ پنجابی اور غیر پنجابی کی جنگ لڑ رہے ہیں۔ جبکہ سُنّی پنجابی غیر پنجابی کی جنگ نہیں ہے۔ سُنّی مہاجر غیر مہاجر کی تقسیم نہیں ہے۔ سُنّی ایک قوم ہے جو قرآن وسنت کے مطابق ایک واضح سوچ رکھتی ہے۔ قرآن وسنت کے مطابق ایک نظام رکھتی ہے۔ قرآن وسنت کے مطابق ایک فکر رکھتی ہے۔ قرآن وسنت کے مطابق ایک لائن رکھنے والی قوم ہے۔ آپ سب کے سب اس قومیت کی بنیاد پر ایک جھنڈے کے نیچے آ کر اپنے مطالبے کیوں نہیں منواتے ہیں؟ جن مطالبات سے ہمیں ۴۲ سال سے محروم رکھا گیا ہے۔ آخر کیا وجہ ہے کہ پاکستان میں مسٹر جناح کا دن منایا جاتا ہے، ابوبکرؓ کا دن کیوں نہیں منایا جاتا؟ وجہ کیا ہے؟ پاکستان میں مسٹر جناح کی پیدائش اور وفات کے دن منائے جاتے ہیں، ابوبکرؓ وعمرؓ کی وفات کے دن کیوں نہیں منائے جاتے؟ کیا وجہ ہے کہ پاکستان میں ڈاکٹر اقبال کا یوم منایا جاتا ہے، آخر پاکستان میں اصحابِ رسول کے دن کیوں نہیں منائے جاتے؟

صدیق اکبرؓ کے احسانات:

ہم جب اُن کے ساتھ جناح سے کہیں زیادہ عقیدت رکھتے ہیں۔ اقبال سے کہیں زیادہ عقیدت رکھتے ہیں۔ لاکھوں اقبال پیدا ہوں۔ کروڑوں جناح پیدا ہوں۔ ابوبکرؓ کے جوتے کی نوک پر مارے جاسکتے ہیں۔ آپ جناح کے لئے یہاں یوم منانے اور تعطیل

کرنے کے لئے رات دن تیار ہیں۔ آپ نے کبھی یہ سوچا ہے کہ اتنا بڑا قائد، اتنا بڑا راہنما، اتنا بڑا عظیم انسان جسے رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے انبیاء کرام کے بعد سب انسانوں سے اونچا درجہ دیا ہے۔ میں نہیں کہتا رسالت فرما گئی ہے۔ میں نہیں کہتا، نبوت کا ارشاد ہے:

افضل البشر بعد الانبیاء

کہ رسولوں کے بعد اس دھرتی پر سب سے اونچا درجہ ابوبکرؓ کا ہے۔

آخر کیا وجہ ہے کہ آپ کے ملک میں اس ابوبکرؓ کی پیدائش اور وفات پر کوئی چھٹی نہیں ہے۔ نسلِ نَو کے ذہن میں آپ نے جناح کی قیادت بٹھائی، نسلِ نَو کے ذہن میں آپ نے اقبال کی شاعری بٹھائی، نسلِ نَو کے ذہن میں آپ نے مختلف قسم کے ایام کی اہمیت بٹھائی ہے۔ آپ نے ابوبکرؓ کی اہمیت نسلِ نَو کے ذہن میں کیوں نہیں بٹھائی؟ آپ نے فاروق اعظمؓ کی اہمیت نسلِ نَو کے ذہن میں کیوں چھٹی کر کے کیوں نہیں بٹھائی؟

چھٹی ہوتی ہے تو بچے پوچھتے ہیں کہ آج چھٹی کیوں ہے؟ تو کہتے ہیں کہ آج کے دن جناح پیدا ہوا تھا۔ چھٹی ہوئی ہے۔ سکول و کالج کے بچے پوچھتے ہیں کہ چھٹی کیوں ہے؟ جواب آتا ہے کہ آج جناح کی وفات ہوئی تھی۔ آخر کبھی بچوں کے ذہن پر یہ بات بھی لاؤ کہ چھٹی ہو اور بچہ پوچھے باپ سے کہ آج میں نے سکول کیوں نہیں جانا۔ جواب ملے کہ آج ملت اسلامیہ کا عظیم قائد، رسولوں کے بعد سب سے بڑا انسان، نبی کا رفیقِ سفر، نبی کا رفیق غار، رسولوں کے ساتھ ہمیشہ کے لئے جنت میں نبی کے پہلو میں سونے والا ابوبکرؓ آج کے دن دنیا چھوڑ گیا ہے۔ اس لئے اس کی وفات پر آج تعطیل عام ہوئی ہے۔ کیا میری سُنّی قوم نے کبھی اس قائد کے لئے سوچا ہے، جس قائد نے سب کچھ رسول کے قدموں کے لئے نچھاور کر دیا تھا۔ کبھی آپ نے اس کی عظمت کو نسلِ نَو کے ذہن میں بٹھانے کا سوچا ہے۔ جس نے سب سے پہلے رسول کی رسالت قبول کی۔

جس نے سب سے پہلے نبی کی تصدیق کی

جس نے سب سے پہلے رسول کا کلمہ پڑھا

ساری دنیا نے رسول کو جانچ کر کلمہ پڑھا ہے

ساری دنیا نے رسول کے معجزے دیکھ کر کلمہ پڑھا ہے

ساری دنیا نے رسول کے دلائل دیکھ کر کلمہ پڑھا ہے

ساری دنیا نے نبی کی خطابت اور وزن دار دلائل دیکھ کر کلمہ پڑھا ہے......

چاہے علیؓ بن ابی طالب ہوں

چاہے فاروق اعظمؓ ہوں

چاہے عثمان غنیؓ ہوں

چاہے کوئی صحابی ہو

ہر ایک نے پیغمبر کی آزمائش کی ہے۔ ہر ایک نے رسول کو دیکھا ہے۔ ہر ایک نے رسول کی زندگی جانچی ہے۔

اس دھرتی پر تنہا ابو بکرؓ ہے

جس نے بغیر آزمائش کے

بغیر معجزے کے

بغیر بحث کے

بغیر مناظرے کے

بغیر مکالمے کے

صرف رسول سے اتنا پوچھا ہے کہ آپ نے دعویٰ کیا ہے۔ رسالت کا جواب ملنے پر کہ ہاں.....صدیقؓ نے ہاتھ میں ہاتھ ڈال کر زندگی بھر ساتھ نباہ کی ہے۔

غار میں ساتھ ہے

سفر میں ساتھ ہے

حضر میں ساتھ ہے

حشر میں ساتھ ہے

قبر میں ساتھ ہے

قیامت کے دن نبی ﷺ کے پہلو سے اُٹھ کر نبی ﷺ کے ساتھ آئے گا۔ دنیا دیکھے گی، کائنات دیکھے گی۔

صدیق اکبرؓ وہ عظیم انسان ہیں، وہ عظیم شخصیت ہیں، جس شخصیت کے لئے رسالت مآب ﷺ فرما گئے ہیں۔ جس شخصیت کے لئے نبوت اعلان کر گئی ہے۔

اللہ! جس نے مجھ پر جو احسان کیا تھا، میں نے اس کے ہر احسان کا بدلہ دے دیا ہے۔ حتّٰی کہ ابی طالب نے آپ کی پرورش کی تھی۔ یہاں تک کہ ابی طالب سے رشتہ مانگا۔ لیکن ابی طالب نے رشتہ دینے سے انکار کر دیا۔ رسالت مآب ﷺ نے اسی ابی طالب سے بچہ پکڑا ہے۔ گود میں پالا ہے۔ لقمے ٹھنڈے کر کے اس کے منہ میں دیئے ہیں۔ اس کی ساری زندگی پرورش کی ہے۔ جب ابی طالب کا بیٹا علیؓ جوان ہوتا ہے تو رسالت پناہ سارے اس کے احسان کا بدلہ پرورش میں اُتار کر ابی طالب کی قبر پر نبوت نے احسان چڑھا دیا ہے تُو نے بیٹی کا رشتہ نہیں دیا تھا۔ میں بیٹی کا رشتہ تیرے بیٹے کو دے رہا ہوں۔ تیری بیٹی ان عظمتوں کی مالک نہیں تھی، جن عظمتوں کی مالک میری بیٹی ہے۔

ابو طالب ہو یا اس کا خاندان، پیغمبر ﷺ کا احسان اس سے نہیں اُتر سکتا ہے۔ رسول نے اپنی لختِ جگر دے کر حیدرِ کرار کی تربیت کر کے ہمیشہ کے لئے ابو طالب کی آل پر، اس کی نسل پر احسان ڈال دیا ہے۔ یو یوں سمجھئے کہ کس نے جو بھلائی کی، رسول اس کا بدلہ اس زندگی میں دے گئے ہیں۔

واحد ایک شخص ہے۔ تنہا ایک ہستی ہے۔ تنہا ایک انسان ہے۔ تنہا ایک قائد ہے۔ تنہا ایک شخصیت ہے۔ جس کے لئے نبوت اسی دھرتی پر بیٹھ کر اعلان کرتی ہے کہ اللہ! ہر کسی کے احسان کا بدلہ دے چکا ہوں۔ ایک صدیق اکبرؓ باقی ہے۔ جس کے احسانات کے بدلے میں نہیں دے چکا ہوں۔ وہ تیرے سپرد کرتا ہوں۔

اس شان کا، اس عظمت کا تنہا مالک ابو بکرؓ ہے۔ سُنّی قوم بتلا سکتی ہے کہ اس نے اتنے

بڑے عظیم انسان کے لئے پاکستان میں کوئی تعطیل کرائی۔ پاکستان میں اس کے لئے کوئی ایسا یوم ترتیب دلایا کہ جس میں نسلِ نَو کے ذہن میں اس کی......

عظمت......شرافت......تقدس......عفت......دیانت

رفیقِ نبوت ہونے کی حیثیت سے اس کا مقام بٹھایا ہے۔ تم نے ۴۲ سال میں نسلِ نو کو اصحابِ رسول سے بیگانہ کیا ہے۔ شکا گو کے مزدوروں کا دیوانہ بنایا ہے۔ سپاہِ صحابہؓ اُٹھی ہے، یلغار بن کر اُٹھی ہے۔ جرأت بن کر اُٹھی ہے۔ تیز دھار آلہ بن اُٹھی ہے۔ ہم ان شاء اللہ پاکستان کی دھرتی پر اصحابِ رسول کے ناموں کو اتنا اونچا کر دیں گے کہ......

جناح دب جائے گا

اقبال دب جائے گا

باقی شخصیتیں دب جائیں گی

چوکوں کے نام صحابہؓ کے ناموں پر، سڑکوں کے نام صحابہؓ کے ناموں پر، شہروں کے نام صحابہؓ کے ناموں پر، حتّٰی کہ وہ دن ہم لا کر چھوڑیں گے، جس دن پاکستان کے قانون میں تحریر کر دیا جائے کہ صدیقِ اکبرؓ کا گستاخ کل بھی کافر تھا، آج بھی کافر ہے۔

ہمیں حقوق ملنے چاہئیں:

میرے سُنّی بھائیو! میں سُنّی حقوق کی بات کر رہا ہوں۔ میں نے یہ موضوع اس لئے شروع کیا ہے کہ آج کل آپ کے شہر میں حقوق کی بات جاری ہے۔ شاید اس عنوان سے آپ میں بیداری آئے۔ آپ سُنّی حقوق پر نظر رکھ کر ہمارا ساتھ دے سکیں۔

گرامی قدر سامعین! جب ہم پوچھتے ہیں کہ محمد علی جناح کو اتنی فوقیت کس لئے؟ تو ہمیں جواب ملتا ہے کہ وہ بانی پاکستان ہے۔ اس لئے اس کی عظمت ہر نوجوان کے ذہن میں بٹھانی ضروری ہے۔ اس لئے اس کا فوٹو ہر دفتر میں لگانا ضروری ہے۔ وہ ملک کا بانی ہے۔ میں پوچھتا ہوں کہ پاکستان کا بانی تو جناح ہے۔ اس لئے اس کی عظمت کو بٹھانا ضروری ہے تو......

قیصر کا بانی کون ہے؟

کسریٰ کا بانی کون ہے؟

انطاکیہ کس نے لیا ہے؟

قبرص کس نے لیا ہے؟

مصر وشام کس نے لیا ہے؟

مکہ کس نے فتح کیا؟

بیت المقدس کس نے فتح کیا؟

تم نے ایک ٹکڑا پاکستان کا لینے کے بعد، جس کے حصے علیحدہ تم نے اپنے ہاتھوں سے کئے اور آج تک تم چین کی نیند نہیں سو سکے ہو۔

اس حصے کو لینے کے بعد تم نے اس کی شخصیت نوجوان نسل کے ذہن میں بٹھادی ہے۔ لیکن جو قیصر لے کر دے گئے۔ جو مصر لے کر دے گئے۔ جو ایران لے کر دے گئے۔ جنہوں نے قبرص فتح کیا۔ جنہوں نے بیت المقدس اپنی سیرت دکھلا کر حاصل کر لیا۔ جس نے رسول کو سب سے پہلی نماز بیت اللہ میں پڑھائی تھی۔

ان شخصیتوں کے احترام کے لئے آپ کے ملک میں قانون کیا ہے۔ ان شخصیتوں کو آپ نے نسلِ نو کے ذہن میں کس طرح بٹھایا ہے۔ آپ نے ان شخصیات کا کتنا پروپیگنڈا کیا ہے۔ کتنے روڈز اور کتنے شہران شخصیات کے ناموں پر ہیں۔ بلکہ یہاں تک ظلم ہے......

یہاں سکھ کے نام سے شہر کا نام برداشت ہے

ہندو کے نام سے شہر کا نام برداشت ہے

عیسائی کے نام سے شہر کا نام برداشت ہے

لیکن اگر ہم کہتے ہیں کہ ابوبکرؓ کے نام سے "صدیق آباد" کسی شہر کا نام رکھ دیا جائے۔ حکومت کہتی ہے کہ متنازعہ نام ہے۔

ہم کہتے ہیں کہ کسی شہر کا نام "عمر آباد" رکھ دیا جائے۔ حکومت کہتی ہے کہ متنازعہ نام

ہے۔ حیرت ہوگئی، متنازعہ کیوں ہے؟

شیعہ...... ابوبکرؓ کو نہیں مانتا، عمرؓ کو نہیں مانتا۔ شیعہ کا خیال کرتے ہوئے صحابہؓ کے نام پر شہروں کے نام نہیں ہیں۔ وہی شیعہ سکھ کو برداشت کرتا ہے۔ وہی شیعہ ہندو کو برداشت کرتا ہے۔ وہی شیعہ عیسائی کے نام کو برداشت کرتا ہے۔ لیکن ابوبکرؓ و عمرؓ کا نام برداشت نہیں کرتا ہے۔ جب اس کی کیفیت یہی ہے تو پھر اس......

شیعہ کو چوک پر کافر کیوں نہ کہوں

شیعہ کو چوک پر شیطان کیوں نہ کہوں

شیعہ کو چوک پر دجال کیوں نہ کہوں

اگر اس ملک کا قانون مجھے روکتا ہے تو میں عقیدہ بیان کرنے میں وہ قانون توڑ دوں گا۔ اگر اس ملک کی عدالتیں مجھے اس عقیدے کو بیان کرنے سے باز رکھتی ہیں، میں ان عدالتوں کی بغاوت کروں گا۔ یہ میرا کل بھی عقیدہ تھا، آج بھی عقیدہ ہے۔ یہ میرا کل بھی مذہب تھا، آج بھی مذہب ہے۔ یہ میرا کل بھی دین تھا، آج بھی دین ہے۔

سنیو! یہاں ہمارے مذہبی حقوق غصب کئے گئے ہیں ۴۲ سال کا طویل عرصہ گزرنے کے بعد گزشتہ حکومت سے بڑے لے دے کے بعد یہ بات منوائی گئی تھی کہ رسول ﷺ کا گستاخ سزائے موت کا مستحق ہے۔ آج سے ۳۲ سال قبل منوائی گئی تھی۔ گویا کہ ۳۸، ۳۹ سال پاکستان کو بنے ہوئے ہو چکے تھے۔ اتنے طویل عرصہ میں پاکستان میں رسول ﷺ کی آبرو کا تحفظ کا بھی کوئی قانون نہیں تھا۔ جو حکومتیں بھی آئی ہیں، وہ کیا کرتی رہی ہیں۔ انہوں نے اس ملک کو کیا دیا ہے۔

آپ دوسرے مطالبات کی بات کرتے ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ جو مسلمانوں کا ملک ہے، لیکن اس نے گستاخِ رسول اور دشمنِ رسول کے لئے کوئی سزا تجویز نہ کی۔ کیسا مسلمانوں کا ملک ہے، اُس میں رہنے والی کیسی مسلمانوں کی قوم ہے۔

یہ اپنے رسول ﷺ کی عزت کا تحفظ تک کے لئے آئین نہ بنا سکے۔ لیکن ایک گھسا

پتا قانون بنا۔ گزشتہ حکومت میں بنا بڑی لے دے بعد بنا۔ میرے نوٹس میں ہے کہ اسمبلی میں لمبی چوڑی بحث کے بعد قانون بنا۔ اس میں لکھا گیا ہے، نبی کے گستاخ کی سزا، سزائے موت ہے یا عمر قید۔ یہ ''یا'' کس نے نکالی ہے۔ کیوں نکالی گئی ہے۔ نبی کے گستاخ کی سزا صرف سزائے موت ہے۔ اس میں یا وغیرہ کی کوئی دوسری بات نہیں ہے۔ کلیئر کٹ بات ہے۔ نبی کا گستاخ، رسول ﷺ کا دشمن اس دھرتی پر ایک لمحہ کے لئے بھی پھرنے کے قابل نہیں ہے۔

یہ لمحہ بھر کا لفظ میرا جذباتی نہیں، میں اس پر سند رکھتا ہوں۔

ایک شخص فاروقی عدالت میں آتا ہے۔ عرض کرتا ہے، میرا اس یہودی سے جھگڑا ہے۔ میں پہلے رسول اکرم ﷺ کے پاس گیا تھا، یہ کہنے والا ظاہراً مسلمان ہے۔ منافقانہ کلمہ پڑھتا ہے۔ کہتا ہے کہ میں رسول سے فیصلہ کرا آیا ہوں۔ فاروقؓ کہتے ہیں کیا فیصلہ کرا آئے ہو۔ اس نے کہا کہ نبی نے فیصلہ یہودی کے حق میں کر دیا ہے اور میرے خلاف کیا ہے۔

فاروق اعظمؓ پوچھتے ہیں کہ پھر مجھ سے کیا پوچھتے ہیں؟ کہتا ہے کہ آپ کی رائے بھی چاہتا ہوں۔ تاریخ اسلام کا سنہری واقعہ ہے۔ فاروق اعظمؓ ٹھہرے نہیں۔ انہوں نے مناظرہ نہیں کیا۔ دلائل نہیں نکالے۔ کوئی بحث نہیں کی۔ کوئی سمجھانے کی کوشش نہیں کی۔ گھر سے تلوار نکالی ہے۔ اس گستاخِ رسول، اس دشمن رسول، اس رسول ﷺ پر عدم اعتماد کرنے والے شخص کا سر قلم کر کے اس کی لاش پر کھڑے ہو کر فاروقی جلال میں خطاب کا بیٹا کہتا ہے کہ جو رسول ﷺ کا عدالتی فیصلہ نہیں مانتا، عمرؓ کی عدالت میں اس کی سزا بلا توقف کے قتل ہے۔

آج پاکستان کے آئین میں تحریر ہے کہ نبی کے گستاخ کی سزا، سزائے موت ہے یا عمر قید۔ جس کو بعض مسلمان وکلاء نے ہائی کورٹ میں چیلنج کر رکھا ہے کہ یا یہ نکالی جائے۔ رسول ﷺ کے گستاخ کی سزا، سزائے موت ہے۔ اس سے ہٹ کر کوئی اور سزا نہیں تجویز کی جا سکتی ہے۔

میرے سنی بھائیو! تم باقی حقوق کے لئے لڑتے ہو۔ رسول ﷺ کی آبرو کے لئے نہیں لڑتے ہو۔ جس کا کلمہ پڑھتے ہو۔ جس کے کلمہ کے بعد تمہیں بہن اور ماں کا تقدس بتلایا گیا ہے۔ جس کے کلمہ کے بعد تمہیں صحیح معنوں میں انسان بننے کی توفیق ہوئی ہے۔ اس رسول کی آبرو اور تقدس کی جنگ کیوں نہ لڑیں۔

رسول ﷺ کی عزت کی قانون وہ کیا بنائیں گی، جن کی خواتین آکسفورڈ یونیورسٹی میں ننگا ڈانس کرتی ہوں۔ وہ لوگ رسول ﷺ کی آبرو کا قانون کی بنائیں گے، جن لوگوں کی عزت، جن لوگوں کی خواتین صدر فورڈ کی زبان چوستی ہیں۔ وہ ملک میں رسول ﷺ کی آبرو کا قانون بنائیں گے؟ کیا تم پاگل ہوگئے ہو۔ کیا تمہاری عقلیں اس حد تک ختم ہوگئی ہیں۔

تم اس سے اندازہ نہیں لگا سکتے ہو کہ جسے شریعت کا پاس نہیں ہے، اسے رسول ﷺ کا بھی کوئی پاس نہیں ہے۔ وہ شریعت کو پاؤں کے نیچے روندتا ہے۔ اس نے رسول ﷺ کی آبرو کا، عزت اور ناموس کا کب خیال کیا ہے؟ کیا وہ لوگ ملک کے آئین میں، رسول ﷺ کی آبرو کا تحفظ کریں گے؟ جن لوگوں کی اپنی مذہبی کیفیت یہ ہو کہ ان کی نوجوان بچیاں غیر محرموں کے ساتھ ہاتھ ملاتی پھر رہی ہوں۔ کیا وہ رسول ﷺ کی آبرو کا تحفظ کریں گے؟ کیا وہ لوگ رسول ﷺ کی عزت کا قانون بنادیں گے؟

جن لوگوں کی بچی کی آج شادی ہوئی ہے۔ اگلے دن صحافی پوچھتا ہے کہ محترمہ! آپ بتلاسکتی ہیں کہ آپ کتنے بچے جنم دیں گی؟ محترمہ کو چاہئے تھا کہ تھپڑ رسید کردیتی۔ محترمہ کو چاہئے تھا کہ اُسے گھر سے نکال دیتی۔ تم کون ہوتے ہو ایک باحیا، باشرم بچی سے پوچھنے والے کہ شادی سے اگلے دن ہی کتنے بچے پیدا کرنا چاہتی ہوں؟ لیکن ایسا نہیں ہوا۔ جواب ملتا ہے کہ دو پیدا کرنا چاہتی ہوں۔

کیا یہ لوگ رسول ﷺ کی آبرو کا قانون بنائیں گے؟ کیا یہ لوگ رسول ﷺ کی عزت کا پاس کریں گے جو شریعت کو اس حد تک پاؤں کے نیچے روندتے چلے جارہے ہیں۔

کیا یہ لوگ رسول ﷺ کی آبرو کا قانون بنائیں گے۔ کیا یہ لوگ رسول کی عزت کا

پاس کریں گے۔ جو شریعت کو اس حد تک پاؤں کے نیچے روندتے چلے جا رہے ہیں۔ کیا یہ لوگ رسول ﷺ کی آبرو کا قانون بنا دیں گے؟

پھر وہی صحافی یہ پوچھتا ہے کہ آپ کے خاوند کی کیا تڑپ ہے۔ وہ کتنے بچے چاہتے ہیں۔ جواب ملتا ہے کہ وہ پانچ بچے چاہتے ہیں۔ یہ شرم ہے؟ یہ حیا ہے؟ حیادار بچی ایسے ہی بولا کرتی ہے؟ شرم والی بچی ایسے ہی بولا کرتی ہے؟ کیا ایسے لوگ برسرِ اقتدار آ کر عائشہ رضی اللہ عنہا کے دوپٹے کا تحفظ کریں گے؟ ایسے لوگ برسرِ اقتدار آ کر اہل سنت کو اُن کے حقوق دے دیں گے؟ پاگل ہو گئے ہو۔ تم عقل نہیں رکھتے ہو۔ ۴۲ سال سے میری سُنّی قوم کے حقوق پر ڈاکہ ہے۔

اقلیت کی حکومت کیوں؟

اقلیت سربراہی کر رہی ہے۔ اکثریت غلامی کر رہی ہے۔ اقلیت دندناتی ہے۔ اکثریت اس کے ظلم کا شکار ہو رہی ہے۔

انجمن سپاہِ صحابہؓ تمام سنی قوتوں کو جمع کرنا چاہتی ہے۔ پاکستان کا اقتدار ہمارا ہے۔ یہ ہماری بنیادی حق ہے۔ صدر، وزیر اعظم سُنّی ہونا لازمی ہے۔ ہم شیعہ کافر کو لمحہ بھر کے لئے اقتدار پر قابض برداشت نہیں کر سکتے۔ مجھے آپ کی سیاست سے، مجھے آپ کے الیکشن سے بات نہیں۔ آپ کی مرضی ہے، جہاں جائیں۔ لیکن سپاہِ صحابہؓ کا دوٹوک مؤقف ہے کہ بے نظیر شیعہ ہے۔ ایرانی النسل شیعہ ہے۔ اس کا تختہ اُلٹ دینا، سپاہِ صحابہؓ فرض سمجھتی ہے۔

میں یہ بات آج پہلی مرتبہ جہانیاں میں نہیں کر رہا۔ الحمدللہ! ابھی بے نظیر کو وزیر اعظم بنے صرف تین دن ہوئے تھے۔ جب میں نے پہلی تقریر کی تھی کہ یہ شیعہ عورت ہے۔ ہم اسے برداشت نہیں کریں گے۔ میری اس تقریر پر پہلا پرچہ پاکستان کی سرزمین جھنگ تحصیل شورکوٹ میں درج ہوا ہے۔ میں آج نئی بات نہیں کر رہا ہوں۔

ہم ایک فکر رکھتے ہیں۔ ہم ایک سوچ رکھتے ہیں۔

بات ایک حیادار بچی کی کر رہا ہوں کہ کون سے لوگ رسول ﷺ کی آبرو کا تحفظ کریں گے۔ حیادار بچی کی بات کر رہا ہوں کہ جن لوگوں کے ہاں بے حیائی کا یہ عالم ہے۔ وہ کب رسول ﷺ کی آبرو کا تحفظ سوچ سکتے ہیں۔ یہ ملک میں خیال کریں گے کہ پیغمبر ﷺ کی شان میں گستاخی کرنے والا اس دھرتی پر نہ پھر سکے۔ ۴۲ سال میں میری سُنی قوم نے کب اپنے حقوق کے لئے سوچا ہے۔

ایران کی مثال عرض کی تھی کہ اگر ایران کا صدر اور وزیر اعظم سُنی نہیں بن سکتا تو پاکستان میں بھی صدر اور وزیر اعظم شیعہ نہیں بن سکتا۔ بے نظیر کل بھی شیعہ تھی، اس کا نکاح ایرانی طرز پر ہوا ہے، وہ آج بھی شیعہ ہے۔ ہم تختہ اُلٹ کر دم لیں گے۔

نبی ﷺ وصحابہؓ کا تحفظ:

آپ کے نعروں سے زیادہ مقامی سیاسی فضا سے کوئی فائدہ نہ اُٹھانا چاہئے۔ ہم مذہبی بات کرتے ہیں۔ آپ نعرہ کسی دکھ کے ساتھ لگائیں۔ بات کو آگے بڑھاتا ہوں۔

میں سپاہِ صحابہؓ کے مشن کی بات کر رہا تھا کہ آج ہم ''محسنِ انسانیت کانفرنس'' منا رہے ہیں۔ محسن انسانیت کو پاکستان کے آئین میں مسلمان قوم نے کیا تحفظ دیا تھا۔ جس کی میں نے بات کی کہ آئین تو بنا۔ رسول ﷺ کے گستاخ کی سزا، سزائے موت یا عمر قید ہے۔ عمر قید والی بات ہم ختم کرانا چاہتے ہیں۔ رسول کے دشمن کی سزا صرف سزائے موت ہے۔ دوسری اس میں کوئی تاویل نہیں کی جاسکتی ہے۔ آج ایک دنیا یہ پروپیگنڈہ بھی کرتی ہے کہ دشمن رشدی نے گستاخی رسول کی تھی۔ رشدی نے گستاخی امہات المؤمنین کی تھی۔ اس کا سر قلم کرنے کے لئے خمینی نے سب سے پہلے اعلان کیا، سر لائے، میں اس کو اتنے لاکھ کا انعام دوں گا۔ اس کے چیلے چمچے آج اسے اُچھالتے ہیں۔ میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ خمینی تو ڈالروں کا اعلان کر رہا ہے۔

کیا تم اس عمرؓ کو بھول گئے، جس نے رسول ﷺ کے گستاخ کو خود اپنی تلوار سے واصلِ جہنم کیا۔ اس عمرؓ کو جس نے سب سے پہلے اس دھرتی پر رسول ﷺ کے دشمن اور گستاخ کو

خود قتل کیا تھا۔ اُسی خطاب کے بیٹے کو، اسی دامادِ مرتضےٰ کو، اسی فاتح قیصر و کسریٰ کو، اسی فاتح بیت المقدس کو، اس انسان کو جس نے سب سے پہلے نماز رسول اللہ ﷺ کو بیت اللہ میں پڑھائی ہے، کائنات کا بدترین کافر اپنی کتاب کشفِ اسرار میں لکھتا ہے کہ عمرؓ بن خطاب اصلی کافر اور زندیق تھا۔

آپ خمینی کی کشفِ اسرار اُٹھائیں۔ سنیو! پیپلز پارٹی میں ہو، چاہے تم آئی جے آئی میں ہو، چاہے تم جمعیت علماء اسلام یا جمعیت علماء پاکستان میں ہو، چاہے تم تحریک استقلال یا جمہوری پارٹی میں ہو، چاہے تم اہلحدیث ہو، بریلوی ہو، دیوبندی ہو۔ سُنّی ہونے کی حیثیت سے آپ سے فیصلہ چاہتا ہوں۔ خمینی نے فاروق اعظمؓ کو اصلی کافر اور زندیق لکھا ہے، میں اسے کافر نہ کہوں تو کیا کہوں؟

آج پاکستانی حکومت اور اس کے کارندے، پاکستانی انتظامیہ چیں بہ جبیں ہوتی ہے کہ شیعوں کو کچھ نہ کہو۔ خمینی کو کچھ نہ کہو۔ تم سے پوچھتے ہیں کہ جس خمینی نے عمرؓ بن خطاب کو اصلی کافر لکھا ہے۔ اسے کافر کہوں یا نہ کہوں؟ (کہیں)

اگر مجھے خمینی اور شیعہ کو کافر کہنے سے میرے راستے میں قانون رکاوٹ بنے، میں اس قانون کا احترام کروں یا فاروق اعظمؓ کا احترام کروں؟ بلند آواز سے بولئے ''فاروق اعظمؓ کا احترام کیجئے اور کرائیے''۔

کھل کر کہنا چاہتا ہوں کہ خمینی نے اپنی بدنام زمانہ کتاب کشفِ اسرار میں فاروق اعظمؓ کو کافر لکھا ہے۔ اس بنیاد پر میرا عقیدہ تھا اور ہے کہ دن میں ہزار مرتبہ خمینی کو کافر کہنا، دجال کہنا، مرتد کہنا ثواب ہے۔

اس کے علاوہ ایک اور نعرہ بھی ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ ان نعروں کو ملک میں ہر جگہ عام کیا جائے کہ......

دنیا میں تین بڑے شیطان:

روس............امریکہ............اور............ایران

یہ نعرہ لگاؤ۔

یہی خمینی پوری بے حیائی کے ساتھ، بدمعاشی کے ساتھ اپنی کتاب کشفِ اسرار میں لکھتا ہے کہ میں وہ رب نہیں مانتا، جس نے عثمان بن عفانؓ اور معاویہ بن ابی سفیانؓ جیسے بدقماشوں کو حکومت دی ہے۔

عثمانؓ کون ہے؟ جس کو خمینی بدقماش کہتا ہے۔

سنیو! غفلت کی چادر اُتار پھینکو۔ اپنے سیاسی نظریات سے الگ ہو کر سُنّی نقطۂ نظر سے سوچو کہ عثمانؓ کون ہے؟ جسے خمینی بدقماش کہہ رہا ہے۔

عثمانؓ وہ ہے ...... جسے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے دو بیٹیاں نکاح میں دی ہیں۔

عثمانؓ کون ہے ...... جس نے قرآن جمع کیا۔

عثمانؓ کون ہے ...... جس نے مسجد نبوی کی زمین خرید کر وقف کی۔

عثمانؓ کون ہے ...... جس نے میٹھا کنواں خرید کر مسلمانوں کے لئے وقف کیا۔

عثمانؓ کون ہے ...... جس نے اتنی دولت، اتنا چندہ جہاد کے لئے دیا۔

عثمانؓ کون ہے ...... جو ذوالنورین کہلاتا ہے۔

عثمانؓ کون ہے ...... جس نے غزوہ تبوک کے وقت اونٹوں کی قطاریں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے قربان کر دیں اور نبوت کو اعلان کرنا پڑا کہ عثمانؓ! آج کے بعد جی چاہتا ہے اللہ غلطی بھی نیکی بنا کر لکھ دے گا۔

عثمانؓ کون ہے ......

سامنے آتا ہے۔ آقا گھر میں آرام فرما رہے ہیں۔ بے تکلفی سے بیٹھے ہیں۔ پنڈلی سے کپڑا ہٹا ہوا ہے۔ پنڈلی ستر نہیں ہے۔ پنڈلی کا پردہ لازمی نہیں ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم لیٹے ہوئے ہیں۔ عثمانؓ سامنے آئے۔ نبوت جلدی سے اُٹھ کر بیٹھ جاتی ہے۔ کپڑا اوپر ڈال لیا۔ یہ دیکھ کر صدیقہ کائنات، طیبہ، طاہرہ، مقدسہ، مطہرہ جس کے لئے جبریل رب کا سلام

لائے۔ ام المؤمنین، آج کے مومنوں کی امی، حضرت عائشہؓ پوچھتی ہیں کہ آقا! اتنی جلد پنڈلی کا کپڑا درست کیوں کیا ہے؟ عائشہؓ! دیکھ! سامنے کون ہے۔ میری امی فرماتی ہیں کہ آقا صلی اللہ علیہ وسلم! عثمانؓ ہیں۔ نبوت پکار اٹھی۔ نبوت اعلان کرتی ہے کہ عائشہؓ! وہ شخص ہے جس سے عرش کے ملائکہ حیا کرتے ہیں۔ اس سے نبی کیوں نہ حیا کرے۔

ہمیں لوگ کہتے ہیں کہ یہ جھگڑے کی بات ہے۔ اختلاف کی بات ہے۔ نہ کرو۔ آج کھل کر کہتا ہوں کہ دونوں سن لیں۔ ۴۲ سال سے سُنّی قوم کے حقوق چھیننے والے حکمرانو! سن لو۔ ہمیں تبلیغ کرنے کے بجائے تم ان سے کہو کہ میاں اور بی بی دونوں اختلاف ختم کریں۔ پہلے اپنے اختلاف ختم کریں۔

لطیفہ کی بات کرتا ہوں۔

میاں ہووے پنجاب دا بی بی ہووے سندھ دی
ربا! تیرے در کولوں خیر منگدی

ویسے ہی نہیں کہہ رہا ہوں۔ میں کسی سوچ کے ساتھ کہہ رہا ہوں کہ......

میاں ہووے پنجاب دا بی بی ہووے سندھ دی
ربا! تیرے در کولوں خیر منگدی

خیر منگدی ہے۔ چونکہ تحریک عدم اعتماد پیش ہوگئی ہے۔ اب خیر منگدی نظر آرہی ہے۔ ہمیں کہا جاتا ہے کہ لڑائی بند کرو۔ ہمیں کیوں کہتے ہو کہ اتحاد کرلو۔ تم اتحاد کیوں نہیں کرتے۔ گیارہ ماہ سے ملک دیوالیہ ہوگیا ہے۔ ملک تباہی کے دہانے پر کھڑا ہے۔ تم صلح کیوں نہیں کرتے۔ تم اپنے باپ کے دشمن سے صلح نہیں کرتے ہو۔ میں صدیقؓ کے دشمن سے کیسے صلح کرلوں؟ مجھے صدیقؓ کے دشمن سے صلح کیلئے کہتے ہو۔ تم اپنی امی کے گستاخ سے صلح نہیں کرتے ہو۔ مجھے کہتے ہو کہ میں عائشہؓ جیسی امی کے گستاخ اور دشمن سے صلح کرلوں۔

کوئی عقل کی بات کرو۔ معقول بات کرو۔ میں شہر میں کھڑا ہوں۔ پڑھے لکھے طبقہ

میں کھڑا ہوں۔ ہماری ہر معقول بات کو تم فرقہ واریت کہہ کر رد کرنے کے تم عادی بن گئے ہو۔

فرقہ واریت کیا ہے؟

آج تک تم نے فرقہ واریت کا مفہوم تک نہیں سمجھا ہے۔ فرقہ کسے کہتے ہیں۔ شیعہ اینٹی اسلام تحریک ہے۔ وہ کوئی فرقہ نہیں ہے۔ میں چیلنج کرتا ہوں۔ حکومت کو بھی اور شیعوں کو بھی کہ ایک مسئلہ حکومت اور شیعہ نکال لائے کہ جس مسئلہ میں باقی تمام مسلم قوم کا اتفاق اور اتحاد ہوتا ہو۔ نکال لائے، کوئی ایک مسئلہ نکال لائے۔

میں نے اپنے اس چیلنج کی تفصیل پر گزشتہ رات بڑی لمبی تقریر عبدالحکیم ضلع ملتان میں کی ہے۔ تقریباً سوا دو گھنٹے کی۔ جس شخص کو تڑپ ہو کہ وہ تفصیل سنے، وہ کیسٹ لے کر سن سکتا ہے۔ میری صحت اجازت نہیں دیتی کہ میں اس تفصیل میں جاؤں کیونکہ وہ ایک گھنٹہ اور لے جائے گی۔ لیکن مختصر الفاظ میں شیعوں کو بھی اور حکومت کو بھی چیلنج کے ساتھ کہتا ہوں کہ مجھ کیس کر دے۔ میں عدالت میں ثابت کروں گا کہ شیعہ کا ایک مسئلہ بھی ملت اسلامیہ کے ساتھ مشترک نہیں ہے۔

حتّٰی کہ لطیفہ کا لطیفہ اور بات کی بات...... چھوٹے سے چھوٹا مسئلہ ہے استنجا کرنا۔ چھوٹے سے چھوٹا سا مسئلہ ہے، اس کے لئے ٹریننگ لینے کی ضرورت نہیں اور نہ ہی کالج اور یونیورسٹی میں داخلہ لینے کی ضرورت ہے۔

ہر شخص خود سمجھتا ہے کہ میں کیا کرنا ہے۔ اس پر شیعہ سُنّی کے ساتھ متفق نہیں ہے۔ پوری دنیا کا مسلمان عقیدہ رکھتا ہے۔ رب نے یہی حکم دیا ہے کہ پانی نہ ملے تو تیمّم کر لو۔ مگر شیعہ کی معتبر کتاب ''من لا یحضرہ الفقیہ'' میں لکھا ہے کہ جب تمہیں پانی نہ ملے تو تھوک سے استنجا کر لو۔

ذمہ داری کے ساتھ کہتا ہوں اور میں نے کئی جگہ یہ بھی کہا ہے کہ ظالمو! تھوک استنجا کے لئے استعمال کیسے ہوگی۔ پہلے اتنی اکٹھی کیسے ہوگی۔ ایک مجتہد، ایک خمینی جیسا بوڑھا تمہارا،

ایک ماہ تک لوٹے میں تھوک نکلے گی کیسے۔

ایک ہی تجویز میرے ذہن میں آئی ہے۔ ہنسانے کے لئے بات نہیں کر رہا۔ شیعہ کی غلاظت بیان کر رہا ہوں۔ شیعہ کی اسلام دشمنی بیان کر رہا ہوں۔ شیعہ کی شیطنت بیان کر رہا ہوں۔ رب کہتا ہے کہ پانی نہ ملے، تیمّم کرلو۔ یہ کہتے ہیں کہ پانی نہ ملے تو تھوک سے استنجا کرلو۔ ایک ہی صورت ہے کہ آگے خمینی یا اس جیسا کوئی گرو بیٹھے۔ اس کے پیچھے شیعہ عامل ملیشیا اور ذاکر نمبر وار قطار بنا کر تھوکتے جائیں پھر مجتہد کا استنجا ہو جائے گا۔

غلاظت ہی غلاظت۔ کفر اور کفر۔ کفر ہی کفر۔

یہ چھوٹے سے چھوٹا مسئلہ ہے۔ اس پر بھی شیعہ آپ کے ساتھ متفق نہیں ہے۔ ہماری جھنگوی زبان میں کہتے ہیں۔ "میاں ہور کجھ نہ سہی، کلمے دا بھرا تاں سہی"۔ کیا شیعہ کلمہ کا بھائی ہے؟ نہیں، نہیں، نہیں۔ پوری ملت اسلامیہ کلمہ پڑھتی ہے......

لا الٰہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ......

شیعہ کلمہ پڑھتا رہا ہے:

لا الٰہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ علی ولی اللّٰہ وصی رسول اللّٰہ و خلیفہ بلا فصل

پہلے یہ کلمہ تھا۔ خمینی کی آمد کے بعد پھر شیعہ نے اس کلمہ میں بھی تبدیلی کی ہے۔

جھنڈوں پر لکھا ہے:

لا الٰہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ علی ولی اللّٰہ خمینی حجۃ اللّٰہ

خمینی اپنی زندگی میں اپنا کلمہ پڑھوا گیا ہے۔ ملک کے اخبارات میں آیا ہے۔ تہران ریڈیو نے بیان کیا ہے۔ ایران کے جھنڈوں پر لکھا گیا ہے۔ آج موت کے بعد خمینی کی قبر کو کعبہ کی شکل دے دی گئی ہے ہفت روزہ تکبیر اُٹھائیے۔ اس نے فوٹو دیا ہے۔ اخبارات نے فوٹو دیا ہے۔ کعبہ کی شکل بنا کر سیاہ غلاف ڈال دیا گیا ہے۔ اس کی چوکھٹ اسی طرح چوم رہے ہیں، جس طرح بیت اللہ کی چوکھٹ چومی جاتی ہے۔ ایران سے آنے والے بعض دوستوں نے ہمیں یہ بھی بتایا ہے کہ وہاں یہ بھی لکھا ہے کہ...... کعبۃ اللہ مستضعفین...... کہ یہ

مجبور لوگوں کا کعبہ ہے۔

پاکستانی شیعوں نے اس بات کی تاویل کرتے ہوئے بتلایا ہے کہ ہم اُسے کعبہ تو نہیں مانتے، البتہ خمینی کی قبر کی زیارت کرتے ہوئے ہم قبر کو کعبہ کا ثواب ضرور دیتے ہیں۔

رشدی کا محافظ:

حد ہو گئی۔ یہ فتنہ ملک میں پھیلے۔ خمینی جس نے غلیظ قلم کے ساتھ، غلیظ زبان کے ساتھ اپنی زندگی میں اعلان کیا تھا کہ اللہ نے جتنے نبی بھیجے ہیں حتّٰی کہ محمد رسول اللہ تک سب کے سب ناکام واپس گئے ہیں۔ اُٹھائیے! خمینی کی کتاب "اتحاد اور یکجہتی" آپ کو اس میں کفر ملے گا۔ دنیا پروپیگنڈہ کر رہی ہے کہ اس نے رشدی کے سر قلم کرنے والوں کے لئے انعام کا اعلان کیا تھا۔

آپ نہیں سمجھے، خمینی اس میں کیا شرارت کر گیا۔

رشدی آج تک قتل ہو چکا ہوتا۔ اس نے انعام کا اعلان کر کے رشدی کو برطانیہ سے تحفظ کی دلیل فراہم کی ہے۔ اس کے بعد برطانیہ نے اس کو تحفظ دے دیا۔ اس کی جان بچ گئی۔ اس کی جان بچائی ہے۔ اگر خمینی اسے قتل کرانا چاہتا تو وہ ایران کے دو تربیت یافتہ گوریلے بھیج کر اُسے قتل کرا سکتا تھا۔ خمینی ملک کا سربراہ ہے۔ اس کے پاس اسباب ہیں۔ وہ ایک عام صحافی اور خاص صحافی کو راہ چلتے ہوئے قتل کرا سکتا تھا اور اس کے بعد ذمہ داری لے لیتا۔ لیکن اس نے ایسا نہیں کیا۔ اعلان کر کے اس کا تحفظ کیا ہے۔

اس نے ایسا کیوں کیا؟

وہ صدر صدام سے جوتے کھا چکا تھا۔ وہ عزت بحال کرانا چاہتا تھا کہ پروپیگنڈے سے عزت بحال کی جائے۔ اسے پتہ تھا کہ جس طرح رشدی نے امہات المؤمنین ؓ کی توہین کی ہے، اسی طرح شیعہ کی کتابیں امہات المؤمنین ؓ کی گستاخی سے بھری پڑی ہیں۔ کہیں سنی قوم کا ذہن اس طرف نہ مڑ جائے۔ کہیں سُنّی قوم ادھر نہ آ جائے۔ اس لحاظ سے اس نے اعلان کر کے شیعت سے رُخ موڑا ہے۔ ورنہ خمینی اندھا تھا یا اس کی قوم اندھی

ہے۔

حق الیقین کا مصنف ملعون، کائنات کا بدترین کافر باقر مجلسی لکھتا ہے کہ جب مہدی آئے گا۔ عائشہ (رضی اللہ عنہا) کی قبر کھود کر (معاذ اللہ) ان کے وجود پر کوڑے برسائے گا۔

رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی کو کوڑے؟

رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی حرم کو کوڑے؟

رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی آبرو کو کوڑے؟

عائشہ رضی اللہ عنہا رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا لباس ہیں۔ قرآن کہتا ہے کہ بیوی خاوند کا لباس ہوتی ہے۔

هُنَّ لباس لکم وانتم لباس للهن

خمینی کا سربراہ باقر مجلسی جو کہتا ہے کہ جب مہدی آئے گا اور عائشہ رضی اللہ عنہا کو کوڑے مارے گا۔ یہی خمینی رشدی کو قتل کرانا چاہتا ہے۔ سب سے زیادہ اس کا اپنا راہنما واجب القتل تھا۔ جس باقر مجلسی نے سیدہ کائنات کی یہ توہین کی ہے۔

ہم ویسے ہی شیعہ کو کافر نہیں کہتے۔ ہمارے پاس ان کو کافر کہنے کے دلائل ہیں اور میں چوک پر کھڑے ہو کر کہتا ہوں کہ میرے پاس شیعہ کے کفر پر اُحد پہاڑ سے زیادہ وزنی دلائل ہیں۔

شیعو! میں تمہیں چوکوں اور چوراہوں پر کافر کہتا پھر رہا ہوں۔ اگر تمہیں یہ میرا لفظ تلخ لگتا ہے تو پہلے خمینی کو کافر کہو۔ خمینی پر لعنت بھیجو۔ جس نے معاذ اللہ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو کافر لکھا ہے۔

مزید کہتا ہوں اگر تمہیں پھر بھی تلخ لگتا ہے۔ ہائی کورٹ میں رِٹ دائر کرو کہ یہ مولوی ہمیں کافر کہتا ہے۔ عدالت عالیہ مجھے ملزم کی حیثیت سے طلب کرے۔ میں تمہارا کفر ثابت کرتا ہوں۔ تم اپنا اسلام ثابت کرو۔ عدالت جو بھی فیصلہ کرے، اُسے تم بھی قبول کرو، اُسے میں بھی قبول کرتا ہوں۔

ہفواتِ خمینی:

سنیو! خمینی کی زندگی کا آخری کفر، جو کفر وہ لکھ کر مرا۔ اس کی موت اس کفر پر ہوئی ہے۔ اس کی زندگی کی یہ آخری بکواس، یہ اس کا وصیت نامہ ہے۔ جسے کہتے ہیں کہ یہ صحیفہ انقلاب ہے۔ خمینی کا سیاسی الٰہی وصیت نامہ ہے۔ یعنی اللہ نے اس پر اُتارا ہے۔ سیاسی الٰہی وصیت نامہ اور اس وصیت نامے کی قدر و منزلت خود بیان کرتا ہے۔ کہتا ہے کہ میری موت کے بعد اس تحریر کو کھولا جائے۔

تحریک نفاذ فقہ جعفریہ نے پاکستان میں اس کو شائع کیا ہے۔ ایران میں فارسی میں، پاکستان میں اُردو میں، عرب ممالک میں عربی میں اور انگریزی ممالک میں انگریزی میں لاکھوں کی تعداد میں یہ کفر شائع کیا گیا ہے۔

خمینی کی زندگی کی آخری کتاب، وہ اس کو لکھ کر سیل کرتا ہے اور اس کی اہمیت بیان کرتا ہے کہ اس تحریر کو میرا بیٹا احمد خمینی پڑھے۔ وہ نہ پڑھ سکے تو ایران کا صدر پڑھے۔ وہ بھی نہ پڑھ سکے تو اسمبلی کا سپیکر پڑھے۔ وہ بھی نہ پڑھ سکے تو چیف جسٹس پڑھے۔ وہ بھی نہ پڑھ سکے تو مجلسِ خبروان کا ممبر پڑھے۔ یعنی کوئی اعلیٰ عہدے پر فائز آدمی میری اس تحریر کو پڑھ کر قوم کو سنائے۔ یہ تو اس کی اہمیت ہے۔ یہ اس کی زندگی کی آخری تحریر ہے۔ اس نے اس کا نام وصیت نامہ رکھا ہے۔ میں نے اس کا نام ''کفر نامہ'' رکھا ہے۔

اس کتاب کے صفحہ ۴۶ پر وہ کھلا کفر بکتے ہوئے تحریر کرتا ہے کہ جو مجھے قوم ایران میں ملی ہے، جو رضا کار مجھے ملے ہیں، جو فوج مجھے ملی ہے، ایسے مجاہد ایسے ساتھی محمد رسول اللہ ﷺ کو بھی نہیں ملے تھے۔

میرا موقف سمجھو:

ہمیں فرقہ واریت کا طعنہ دینے والے سنیو! شیعہ کی بات نہیں کرتا۔ سنیوں کی بات کرتا ہوں کہ یہ کفر چھپتا رہے یا بند ہو؟ بلند آواز سے۔ یہ ظالم اپنے غنڈوں کو رسول ﷺ کی

جماعت پر ترجیح دے رہا ہے۔ اپنے ایرانی بدمعاشوں کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی جماعت پر فوقیت دیتا ہے۔ صرف یہی نہیں بلکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بھی توہین کرتا ہے۔ گویا خمینی بڑا قائد ہے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ جس کی جماعت زیادہ وفادار ہے۔

اس نے اپنی قیادت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑی بنا کر پیش کی ہے۔ اس سے بڑا کفر پاکستان کی دھرتی پر اور کوئی نہیں پھیلایا جاسکتا جو خمینی کے چیلے پھیلاتے ہیں۔ کہتا ہے کہ میرے ایرانی، رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی جماعت سے بڑھے ہیں۔

بلاامتیاز سیاسی جماعت پیپلز پارٹی میں کام کرنے والے سُنّی نوجوانو! تمہیں بھی تمہاری ماں کا واسطہ دے کر کہتا ہوں کہ عقیدہ مت بیچو۔

آئی جے آئی میں کام کرنے والے سُنّی نوجوانو! تمہیں بھی تمہاری ماں کا واسطہ دے کر کہتا ہوں کہ اپنا عقیدہ مت بیچو۔ تم عقیدے میں ہمارے بھائی ہو۔ عائشہ رضی اللہ عنہا تمہاری بھی امی ہے۔ میری بھی امی ہے۔ میں ہر سُنّی سپاہی سے کہتا ہوں کہ عائشہ رضی اللہ عنہا تیری بھی ماں ہے، میری بھی ماں ہے۔ میں ہر سُنّی ڈپٹی کمشنر اور ایس پی سے کہتا ہوں کہ سُنّی ہونے کے ناطے عائشہ رضی اللہ عنہا تیری بھی ماں ہے، میری بھی ماں ہے۔ اگر تُو اپنی امّی کے دوپٹے کا تحفظ اس انداز سے نہیں کرسکتا، جس انداز میں، میں کرتا ہوں تو کم از کم میری راہ نہ روک۔ مجھے میدان میں اُتر لینے دے۔

ماں کا رشتہ بڑا نازک رشتہ ہوتا ہے۔ بی اپنے نبی بھائی کی داڑھی پکڑتا ہے۔ غلط فہمی میں پکڑتا ہے۔ جواب میں بھائی کہتا ہے کہ...... یابن اُمه لاتاخر بلجتی ولا براسی ...... میری ماں جائے بھائی! میری بات تو سن لے۔ میری غلطی کیا ہے۔

بعض اوقات ماں کے رشتے کی نزاکت بھائی کے جذبات کو ٹھنڈا کرتی ہے۔ میں ہر پولیس افسر سے کہتا ہوں کہ عائشہ رضی اللہ عنہا تیری بھی امی ہے۔

عائشہ رضی اللہ عنہا میری بھی امی ہے۔ اس امی کے دوپٹے کا واسطہ دے کر کہتا ہوں، میں راہ نہ روک۔ میں صرف ایک سال میں شیعت کو ایران بھاگ جانے پر مجبور

کر دوں گا۔

میرے سُنّی بھائیو! خمینی کی زندگی کا آخری کفر کہتا ہے کہ میری ایرانی، نبی کے صحابہ (رضی اللہ عنہم) سے بڑے ہیں۔ کتنے بڑے ہیں؟ خمینی نے صدر صدام سے ٹکر لی ہے۔ کیا ایران نے عراق فتح کرلیا ہے؟ کوئی عراق کا ایک آدھ علاقہ ہی دس سال کی طویل لڑائی میں لے لیا ہو؟ نہیں، نہیں۔ مگر دوسری طرف صدر صدام نے اُسے تُن چھوڑا ہے۔

ایرانی غنڈے صدام سے شکست کھا کر آئے ہیں۔ جن غنڈوں کو خمینی نبی کی جماعت سے بڑا کہہ رہا ہے۔ اس جماعت کو عراق نے ذلیل کر کے رکھ دیا ہے۔

دوسری طرف صحابہؓ کی جماعت......

جس نے بدر فتح کیا

جس نے اُحد فتح کیا

جس نے تبوک فتح کیا

جس نے مکّہ فتح کیا

جس نے بیت المقدس فتح کیا

جس نے مصر و شام فتح کیا

جس نے عراق فتح کیا

جس نے ایران فتح کیا

جس نے افریقہ فتح کیا

صرف یہی نہیں......

جس نے بلوچستان کے علاقے کو فتح کیا

جس نے پشاور اور ملتان کو فتح کیا

جسے خدا نے "حزب اللّٰہ" کا لقب دیا

جسے خدا نے "اولئك هم الراشدون" کہا

جسے خدا نے "رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ" کہا

جس جماعت نے رب سے اعلان کروایا......

وکلا وعداللہ الحسنیٰ......

سارے نبی کے صحابہؓ جنتی ہیں۔

ان بہادروں پر، ان جنتیوں پر، ان شیروں پر، ان شیروں میں وہ شیر بھی ہیں جنہیں رسالت کہتی تھی...... سیف من سیوف اللہ...... یہ اللہ کی تلواریں ہیں۔ ان پر خمینی ایران کے غنڈوں کو ترجیح دیتا ہے۔ تیرے غنڈوں کو صدر صدام نے ذلیل کر کے چھوڑا ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی جماعت نے...... کفر...... شرک...... بدعت...... عیسائیت...... نصرانیت...... کو اس طرح ذلیل کیا ہے کہ حضرت فاروق اعظمؓ اعلان فرماتے ہیں......

اخرجوا الیہود والنصاریٰ من جزیرۃ العرب......

یہودیو اور عیسائیو! جزیرۂ عرب سے نکل جاؤ۔ یہ ہماری میراث ہے۔

میرے سُنّی بھائیو! میں کہاں تک تمہیں بیدار کروں۔ سپاہِ صحابہؓ ملک میں سُنّی انقلاب چاہتی ہے۔ سپاہِ صحابہؓ سُنّی حقوق کا تحفظ چاہتی ہے۔ سپاہِ صحابہؓ ملک میں اُمہات المؤمنین ا کے تحفظ کے لئے ملک کے قانون میں یہ تحریر کروانا چاہتی ہے کہ امہات المؤمنینؓ کے گستاخ کی سزا، سزائے موت ہے۔

سپاہِ صحابہؓ ملک میں مدح اصحابِ رسول عام کرنا چاہتی ہے۔ سپاہِ صحابہؓ اصحابِ رسول کی وقعت نوجوان نسل کے دلوں میں بٹھانا چاہتی ہے۔ سپاہِ صحابہؓ دشمنانِ اصحابِ رسول کی زبانیں بند کرانا چاہتی ہے۔ ان کے قلم توڑنا چاہتی ہے۔

بلا امتیاز مکتبہ فکر، بلا امتیاز سیاسی جماعت سپاہِ صحابہؓ کا ساتھ دو۔ اللہ تعالیٰ تمہاری عمر میں برکت دے۔

......واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین......

ضرورتِ دین در دفاع صحابہؓ

امیر عزیمت مولانا حق نواز جھنگوی شہیدؒ

ے

ترے باغی ترے شاتم اچھے نہیں لگتے
ترا سایہ نہ جن پر ہو وہ سر اچھے نہیں لگتے
ترے اصحابؓ سے مجھ کو محبت کیوں نہ ہو آقا صلی اللہ علیہ وسلم
کسے اونچے گھنے ٹھنڈے شجر اچھے نہیں لگتے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خطبہ:

بسم اللہ الرحمن الرحیم ...... لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ...... اذا رایتم الذین یسبون اصحابی فقولوا لعنت اللہ علی شرکم

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ...... اصحابی کالنجوم بایہم اقتدیم اھتدیتم

صدق اللہ وصدق رسولہ النبی الکریم

سامعین گرامی قدر! عزیز نوجوانو! مجبوریوں کے باعث کچھ عرصہ سے بعض جمعوں میں، میری غیر حاضری ہوجاتی ہے۔ جس غیر حاضری کا یہاں آپ کو احساس ہے، وہاں مجھے اس غیر حاضری کا زبردست احساس ہے۔ کوشش ہوتی ہے کہ ملک کے کسی بھی حصہ میں ہوں کہ جمعہ سے غیر حاضر نہ ہوں۔ لیکن کچھ دنوں سے اپنے مقدمات اور کچھ دیگر جماعتی مجبوریوں نے مجھے اس غیر حاضری پر مجبور کیا ہے۔ جس پر میں بہرحال معذرت خواہ ہوں اور میں یہ اُمید کرتا ہوں کہ آپ حضرات میری ان مجبوریوں کے پیشِ نظر اس غیر حاضری کو محسوس نہیں کریں گے۔ مسجد کی رونق اسی طرح برقرار رکھیں گے۔ جس طرح کہ پہلے رکھتے ہیں۔

سامعین محترم! آپ حضرات کو بخوبی علم ہے کہ میری گفتگو کا اصل مستقل عنوان مدحِ اصحابِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ میں کئی بار اس پر سیر حاصل بات کر چکا ہوں کہ اصحابِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم دین کے لئے بنیادی اور اساسی حیثیت کے مالک ہیں۔ قرآن وسنت کی صورت میں ہم اور ہمارے سمیت پوری دنیا کے مسلمانوں تک دین اصحابِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے وحی کے ایک ایک لفظ کو محفوظ کیا ہے۔ چاہے وہ وحی قرآن کی صورت میں ان کے سامنے آئی۔ چاہے وہ وحی احادیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت میں ان کے سامنے آئی۔ انہوں نے اس کا ایک ایک لفظ

محفوظ کیا ہے اور پوری دیانتداری کے ساتھ اسے محفوظ کیا ہے۔ اصحاب رسول ﷺ کی دین کو نقل کرنے کے دیانتداری کے ثبوت کے لئے میں ایک حدیث کا واقعہ پیش کرتا ہوں۔

ایک اہم نکتہ:

حضرت ابوذر غفاریؓ صحابیٔ رسول ہیں۔ رسول اکرم ﷺ سے ایک مشورہ پوچھتے ہیں۔ عرض کرتے ہیں آقا ﷺ! ایک شخص چوری بھی کرتا ہے اور زنا بھی کرتا ہے۔ کیا زانی اور چور بخشا جائے گا اور جنت میں جائے گا؟ سرور عالم ﷺ فرماتے ہیں کہ اگر مسلمان ہے، مومن ہے تو جنت میں جائے گا۔

چوری اور زنا دونوں خطرناک حد تک جرم ہیں۔ انتہائی غلیظ اور گھناؤنے جرائم میں ان کا شمار ہوتا ہے۔ دونوں جرم معاشرتی بداخلاقی میں اپنی مثال آپ ہیں۔ رسول اکرم ﷺ نے عقیدہ اُمت کو سمجھانے کی غرض سے کہ جو شخص عقائد صحیح رکھتا ہو، اس کے عقائد میں کہیں کفر اور شرک نہ ہو، ارتداد نہ ہو۔ یعنی وہ ایمان لاکر پھر مرتد نہ ہو گیا ہو۔ عقائد اگر اس کے صحیح ہیں۔ اللہ اور اس کے رسول ﷺ پر اگر وہ ایمان لائے دل سے لیکن بدعمل ہے۔ چور ہے، زانی ہے۔ نماز نہیں پڑھتا۔ روزے نہیں رکھتا۔ برائیوں میں مبتلا ہے۔ یہ بدعمل ہے۔ درحقیقت نبی کریم ﷺ ایک عقیدہ سمجھا رہے تھے کہ اگر ایک شخص کا عقیدہ صحیح ہے اور پھر اس میں یہ خرابیاں پائی جاتی ہیں تو انجام کے لحاظ سے وہ اپنے جرائم کی سزا بھگت کر ایک نہ ایک دن جنت ضرور داخل ہوگا، یہ پیغمبر ﷺ عقیدہ کی وضاحت فرمانا چاہتے تھے۔

حضرت ابوذر غفاریؓ تعجب کے انداز میں دوبارہ سوال کرتے ہیں کہ یا رسول اللہ ﷺ! اگر چہ وہ زنا کرے، چوری کرے۔ پھر بھی جنت میں جائے گا؟ تعجب تھا انہیں کہ اتنا بڑا جرم اور پھر جنت میں جائے۔ نبوت نے جواب فرمایا کہ ضرور جائے گا۔ بات ہوئی کہ پیغمبر ﷺ عقیدہ کی وضاحت فرمانا چاہتے تھے کہ بدعملی سزا کی مستحق ضرور ہے لیکن بدعملی کی بنیاد پر ابدی جہنم نہیں، ابدی جہنم بدعقیدگی کی بنیاد پر آتی ہے۔ بدعملی کی بنیاد پر انسان سزا کا ضرور مستحق ہے۔ محدود سزا ہے۔ ابدی سزا نہیں۔ ایک شخص برے کام بھی کرتا ہے۔ نماز نہیں

پڑھی تو اس کی سزا ضرور بھگتے گا۔ روزہ نہیں رکھا تو سزا ضرور بھگتے گا۔ خرچ نہیں کیا ہے طاقت کے باوجود تو اس کی سزا ضرور بھگتے گا۔ چوری کرتا ہے، جھوٹ بولتا ہے۔ بہر حال کوئی بھی خرابی کررہا ہے، جو بدعملی کی حد میں آتی ہے، وہ اپنی اس بدعملی کی سزا ضرور بھگتے گا۔ لیکن وہ سزا محدود سزا ہوگی۔ لامحدود نہیں ہوگی۔ کچھ عرصہ سزا بھگتنے کے بعد وہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت سے جہنم سے نکل کر جنت میں داخل ہوگا۔ نابالغ اولاد کی سفارش سے بھی مسلمان کو فائدہ پہنچے گا۔ باکردار باعمل حافظ قرآن کی سفارش سے بھی مسلمان کو فائدہ پہنچے گا۔ باعمل نیک اور صالح عالم کی سفارش سے بھی مسلمان کو فائدہ پہنچے گا۔

پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سفارش تو یقینی بات ہے کہ ایک شخص کو جہنم سے نکال کر جنت میں لائے گی۔ وہ تو قطعی بات ہے۔ اس پر قرآن وسنت کے بے شمار دلائل موجود ہیں۔ اس میں قطعاً شک وشبہ کی گنجائش موجود نہیں ہے۔

ایک بدعمل شخص اپنے جرم کی سزا بھگت کر جنت میں ضرور داخل ہوگا۔ لیکن اس کا یہ مفہوم نہ سمجھا جائے کہ جنت تو ضرور مل جانا ہے۔ لہٰذا جرم کرتے جائیں، نہیں۔ اس لئے کہ جہنم میں ایک منٹ، ایک سیکنڈ رہنے کی بھی انسان میں ہمت نہیں ہے۔ چہ جائے کہ ہزاروں سال جہنم میں رہے۔ مسلمان کو یہ سوچنا نہیں چاہئے کہ چلو میں جرم کرتا ہوں، بخشش ہوجائے گی۔ ہوسکتا ہے کہ اس جسارت کی بنیاد پر کہ چلو جرم کرتا رہوں بخشش ہوجائے گی، مرتے وقت اس کا خاتمہ ایمان پر ہی نہ ہو۔ ایک شرعی نقطہ نظر سے یہ فائدہ اُٹھا کر ایک جرأت کی ہے کہ بخشش تو بہر حال ہوجاتی ہے۔ عین ممکن ہے کہ رب العزت اس کو اسی حالت میں موت دے دے۔ لیکن جب ایمان پر موت نہ آئے تو بخشش کی کوئی صورت نہیں ہے۔ کوئی راستہ ہی نہیں ہے۔ اس لئے مطلوب یہ نہیں ہے کہ ایک انسان جرم ہی کرتا رہے۔ بتلانا یہ چاہتا ہوں کہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم اس کی وضاحت فرما گئے ہیں۔ حضرت ابوذر h سوال کرتے ہیں کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کہ اگر ایک شخص چوری کرے، زنا کرے پھر بھی وہ جنت میں جائے گا؟ آقا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جائے گا۔

دشمن صحابہ دوزخی ہے:

جیسا کہ میں نے عرض کیا کہ عقیدہ کی بنیادی شرط ہے کہ اگر اس کا عقیدہ صحیح ہے، ایمان صحیح ہے، اس کے ایمان میں، عقیدے میں کفر اور شرک کے گناہ نہیں ہیں، یا ضروریاتِ دین میں سے کسی چیز کا انکار نہیں ہے۔ مثلاً قیامت پر ایمان رکھنا ضروریاتِ دین میں سے ہے۔ جنت اور دوزخ پر ایمان رکھنا ضروریاتِ دین میں سے ہے۔ ملائکہ پر ایمان رکھنا ضروریاتِ دین میں سے ہے۔ آسمانی سچی کتب پر ایمان رکھنا ضروریاتِ دین میں سے ہے۔ رب العزت کی جانب سے آنے والے سچے پیغمبروں کو تسلیم کرنا ضروریاتِ دین میں سے ہے۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری رسول ماننا اور اللہ کے سوا باقی ساری مخلوق سے اعلیٰ، افضل، اکمل تسلیم کرنا یہ بھی ضروریاتِ دین میں سے ہے۔ ضرورتِ دین کا مطلب جن کو ماننا ایمان ہو اور جن کا انکار کفر بن جائے، اسے ضروریاتِ دین کہتے ہیں۔ ہر مسلمان کو معلوم ہونا چاہئے کہ کون کون سی ضروریاتِ دین ہیں کہ کہیں کسی وقت بھی وہ مغالطہ میں اس کا انکار نہ کر بیٹھے۔ ہر مسلمان کو یاد ہونا چاہئے۔ یہ وہ چیزیں ہیں کہ جن پر ہر حالت میں، ہر حال میں ایمان لانا مسلمان کے لئے ضروری ہے۔

میں عرض یہ کر رہا ہوں کہ ضروریاتِ دین میں یہ شامل ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں اور ہر شخص سے اعلیٰ اور افضل رسول ہیں۔ یعنی کہ اگر وہ صرف محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو رسول مانتا ہے، آخری رسول نہیں مانتا تو گویا اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو رسول نہیں مانا۔ یہ مسلمان نہیں کہلا سکتا۔ آخری بھی مانتا ہو، لیکن سب سے اعلیٰ اور افضل نہیں مانتا تو پھر بھی مسلمان نہیں ہے۔ یہ مطلب ہے ضروریاتِ دین کا کہ ان ضروریاتِ دین میں سے ہر چیز کو ہر وقت ماننا اور ان پر ایمان رکھنا ہر مسلمان پر لازمی ہے۔

ہر مسلمان پر یہ بھی فرض ہے کہ وہ گھر میں خواتین کو، بچوں کو، رشتہ داروں کو یہ بتلائے کہ یہ ضروریاتِ دین ہیں۔ ان پر ایمان لانا لازمی ہے۔ ان میں سے اگر کسی ایک کا بھی انکار ہو گیا تو پھر وہ شخص مسلمان نہیں ہو سکتا۔ مثلاً باقی ساری باتیں مانتا ہے۔ لیکن اللہ کے

فرشتوں کو نہیں مانتا، یہ شخص مسلمان نہیں ہوسکتا۔ باقی سب کچھ مانتا ہے لیکن قرآن کی صداقت کو نہیں مانتا، یہ شخص بھی مسلمان نہیں ہوسکتا۔ ہر چیز مانتا ہو لیکن وہ رسول اکرم ﷺ کو آخری رسول نہ مانتا ہو تو مسلمان نہیں ہوسکتا۔

ضروریاتِ دین میں سے کسی ایک چیز کا انکار کفر ہے۔ باقی چاہے ساری چیزوں کو، ساری ضروریات دین کو مانتا ہو۔ لیکن کسی ایک ضروری اسلام کے مسئلے کا انکار کر دیا تو وہ پھر مسلمان نہیں رہے گا۔ یہ وہ چیزیں ہیں جو قطعی طور پر ثابت ہیں۔ ان پر ہر مسلمان کو ایمان رکھنا، ہر اس مسلمان پر ضروری ہے، جو اپنے آپ کو مسلمان کہلاتا ہے۔

اسی طرح رب العزت کو وحدہ لاشریک ماننا، ہر چیز پر قادر ماننا اور صرف اسی ذات کو معبود ماننا۔ اس کی کوئی مثال نہیں۔ اسے عالم الغیب تسلیم کرنا۔ اسے حی اور قیوم ماننا۔ اسے ازلی اور ابدی ماننا، ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا یہ تسلیم کرنا۔ یہ یقین رکھنا کہ اس کی کوئی بیوی نہیں، کوئی بچے نہیں، کوئی اولاد نہیں، کوئی خاندان نہیں، کوئی قبیلہ نہیں، کوئی کنبہ نہیں۔ وہ بالکل ایک ہے، تنہا ہے، یہ عقیدہ رکھنا رب العالمین کے لئے ضروریاتِ دین میں سے ہے۔

اگر کوئی شخص اللہ کو مانتا ہے اور ساتھ یہ بھی کہے کہ معاذ اللہ ساتھ اس کی بیوی بھی ہے۔ جیسے عیسائی کہتے ہیں کہ حضرت مریمؑ معاذ اللہ اللہ کی بیوی ہے۔ یا اللہ کو مانتا ہے اور ساتھ کہتا ہے کہ اس کی اولاد بھی ہے۔ جس طرح عیسائی عقیدہ ہے کہ عیسیٰؑ اللہ کی اولاد ہیں تو یہ اللہ کا انکار ہے۔ یہ کفر ہے۔

ضروریاتِ دین کے ہر مسئلے کو ماننا ایمان کے لئے لازم ہے۔ اللہ کو اس کی صفات کے ساتھ مانیں کہ اس کا کوئی شریک نہیں۔ ہر ایک صفت میں بے مثال ہے۔ ہر صفت میں، علم میں، قدرت میں، عبادت میں اسے ہر چیز میں تنہا مانے اور بے مثال مانے۔ یہ وہ ضروری عقائد ہیں جن کو ماننا ضروری ہے اور جن کے بغیر آدمی مسلمان نہیں رہ سکتا۔ اگر ضروریات دین پر پورا ایمان ہے اور پھر کہیں اس کی زندگی میں بد عملی آ گئی ہو تو پھر یہ شخص اپنی بد عملی کی سزا بھگت کر ایک نہ ایک دن ضرور جنت میں داخل ہوگا۔

ضروریاتِ دین کی بات کر رہا ہوں۔ یہ بھی واضح کر دوں کہ حضرت ابو بکر صدیق h کو صحابیٔ رسول ماننا بھی ضروریاتِ دین میں شامل ہے۔

صحابی تو بہت ہیں......عمرؓ......عثمانؓ......علیؓ......حمزہؓ......طلحہؓ......ابو ذرؓ......

ابو ہریرہؓ......معاویہؓ......سعد بن ابی وقاصؓ۔

گنتے جائیں، تمام صحابی سچے ہیں۔ کوئی شک نہیں ان میں، لیکن ان صحابہ کرام j کی حیثیت کسی اور عنوان سے اپنی ایک مستقل حیثیت ہے۔

حضرت ابو بکر صدیقؓ کو صحابیٔ رسول ماننا ضروریاتِ دین میں شامل ہے۔

جس طرح......

اللہ کو ایک ماننا ضروریاتِ دین میں شامل ہے

محمد رسول اللہ ﷺ کو رسول ماننا ضروریاتِ دین میں شامل ہے

اللہ کے ملائکہ کو تسلیم کرنا ضروریاتِ دین میں سے ہے

جنت اور دوزخ کو تسلیم کرنا ضروریاتِ دین میں سے ہے

حضور ﷺ کو آخری رسول ماننا ضروریاتِ دین میں شامل ہے

اسی طرح صدیق اکبرؓ کو صحابیٔ رسول ماننا ضروریاتِ دین میں شامل ہے......

ضروریاتِ دین کیوں ضرورتِ دین بن گئے ہیں؟ اس ''کیوں'' کو سمجھانا چاہتا ہوں کہ ان کا انکار کیوں کفر بن گیا ہے۔

اللہ ایک ہے، یہ ضروریاتِ دین میں سے ہے۔ دلیل اس کی

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۚ اللّٰهُ الصَّمَدُ ۚ لَمْ يَلِدْ ۙ وَلَمْ يُوْلَدْ ۙ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ۧ ...... ہے۔

یہ واضح عقیدہ ہے۔ اس میں کوئی گنجائش نہیں کہ آدمی سوچ لے کہ شاید......!

''احد'' کا معنی ایک۔ ''صمد'' کا معنی بے نیاز۔

لَمْ يَلِدْ ۙ وَلَمْ يُوْلَدْ ۙ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ۧ

نہ وہ کسی سے پیدا ہوا نہ اس نے کسی کو جنم دیا۔

یہ الفاظ اپنی جگہ واضح ہیں۔ جن کا اور کوئی مطلب نہیں نکلتا ان کے سوا کہ اللہ ایک ہے اور وہ بے نیاز ہے۔

ضروریاتِ دین کی یہ تعریف ہے کہ وہ مسئلہ اتنا واضح، اتنا کلیئر (Clear)، اتنا دو ٹوک ہوتا ہے کہ اس میں ایک عام آدمی کو بھی مغالطہ نہیں لگ سکتا۔ کوئی شک نہیں ہوسکتا۔ کوئی شبہ نہیں پیدا ہوسکتا۔ وہ مسئلہ ضروریاتِ دین میں شامل ہوتا ہے۔ اس کا ماننا اسلام ہوتا ہے اور اس کا نہ ماننا کفر ہوتا ہے۔

جس طرح آپ اللہ کو ایک مانتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ ضروریاتِ دین میں سے ہے۔ اسی طرح محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ گرامی کا مسئلہ ہے۔ آپ کی رسالت پر بڑی واضح دلیل ہے۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قرآنی دلیل ہے۔ اس کا کوئی دوسرا مطلب نہیں نکل سکتا:

ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللّٰہ

کہ آپ آخری نبی ہیں۔ اس کا کوئی دوسرا مفہوم نہیں۔ کوئی دوسرا مطلب نہیں۔ اسی طرح قیامت کی بات ہے۔

قیامت کے لئے قرآن نے کھلا اعلان کر دیا ہے کہ اس نے آنا ہے۔ لیکن کب آنا ہے، اس کا علم صرف اللہ کے پاس ہے۔ لیکن اس نے آنا ضرور ہے۔ قیامت نے آنا ضرور ہے۔ یہ واضح ارشاد ہے۔ اس لئے یہ بھی ضروریاتِ دین میں شامل ہے۔ ملائکہ کا وجود تسلیم کرنا بھی ضروریاتِ دین میں سے ہے۔ یہ واضح الفاظ بتاتے ہیں کہ ملائکہ وجود رکھتے ہیں۔ ملائکہ ایک قوم ہیں۔ اس لئے ان پر بھی ایمان رکھنا ضروری ہے۔ جبریلؑ پر ایمان لانا بھی ضروری ہے۔ قرآن مجید نے بارہا فرمایا ہے کہ جبریل اُترتا رہا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر جبریلؑ وحی لایا ہے۔ قرآن مجید میں متعدد مرتبہ حضرت جبریلؑ کا نام آیا ہے۔ الفاظ آتے ہیں۔ یہ وہ چیزیں ہیں جو ضروریاتِ دین میں سے ہیں۔ ان پر قرآن مجید کے واضح

احکامات موجود ہیں۔

ضروریاتِ دین اسے کہتے ہیں کہ جس پر کسی شک کی، کسی شبہ کی گنجائش ہی باقی نہ ہو۔

ابوبکرؓ کی صحابیت کا منکر کون؟

سامعین محترم! اسی طرح ضروریاتِ دین میں شامل ہے یہ بات کہ ابوبکر صدیقؓ صحابیٔ رسول ہیں اور اس پر قرآن مجید کی یہ آیت مقدسہ دلالت کرتی ہے۔ یہ لفظ "صاحبہ" حضرت ابوبکرؓ کے لئے آیا ہے۔ آپ سمجھتے ہیں کہ صاحب صحابی کے لئے ہے۔ حضرت ابوبکرؓ کی صحابیت پر قرآن مجید کی واضح آیت صحابیت پر دلالت کر رہی ہے۔ لصاحبہ کا ایک ہی مطلب ہے کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ غار میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ ایک ہی مطلب ہے کہ رب العزت نے ابوبکرؓ کو صحابیٔ رسول کہہ کر ان کے متعلقہ اپنے رسول کو بات یاد دلائی ہے اور بیان کیا ہے۔

میرے نبی! وہ وقت یاد کیجئے جب غار میں فرما رہے تھے اپنے صحابی کو کہ غم نہ کیجئے۔ اللہ ہمارے ساتھ ہے۔

آج تک اللہ کی آخری لاریب کتاب میں موجود ہے۔ لہٰذا اس بنیاد پر ابوبکرؓ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا صحابی ماننا ایمان ہے۔ صحابی ضروریاتِ دین میں سے ہے۔

ابوبکرؓ کو صحابی ماننا ایمان کا جز اور ایمان کا حصہ ہے۔ جس طرح محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی ایک صفت کا انکار کفر ہے، بعینہٖ اسی طرح حضرت ابوبکر صدیقؓ کی صحابیت کا انکار کل بھی کفر تھا اور آج بھی کفر ہے۔ آئندہ بھی حضرت ابوبکر صدیقؓ کی صحابیت کا انکار کفر رہے گا۔

ضرورتِ دین:

ضروریاتِ دین، یہ وہ عقائد ہیں جو اپنی نسلِ نو تک پہنچا دینے چاہئیں۔ ان عقائد میں کوئی کھلی بات کرنا چاہتا ہوں۔ ان ضروریاتِ دین میں سے کسی ایک مسئلے کا انکار آپ میں سے کسی شخص کے عقائد میں پایا جاتا ہے تو وہ بھول جائے کہ اس کی بخشش ہوگی۔ وہ ایک مرتبہ نہیں لاکھ مرتبہ پیشانی رکھ کر نماز پڑھے۔ یہاں نہیں، مسجد نبوی میں پڑھ آئے۔ مسجد

نبوی نہیں، بیت اللہ میں پڑھ آئے لیکن ابدی جہنمی ہوگا۔ اس کی بخشش نہیں ہوگی۔ اس کے عقیدے میں ضروریاتِ دین میں سے کسی چیز کا انکار پایا جاتا ہے، جو کفر میں شمار ہوتا ہے۔ ہر ایک مسلمان کو یہ یادرکھ لینا چاہئے کہ ضروریاتِ دین کیا کیا ہیں، تاکہ کسی وقت بھی اس کے عقیدے میں ان میں سے ایک کا بھی انکار نہ آئے۔

''اللہ ایک ہے'' پختہ عقیدہ رکھنا چاہئے۔

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آخری رسول ہیں۔ ملائکہ ہیں۔ جنت ہے۔ دوزخ ہے۔ قیامت آنی ہے۔ حضرت عیسیٰؑ زندہ ہیں۔ پھر واپس آئیں گے۔ یہ بھی ضروریاتِ دین میں سے ہیں اور اسی طرح محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے افضل واعلیٰ ماننا، یہ بھی ضروریاتِ دین میں سے ہے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ کو صحابیٔ رسول ماننا یہ بھی ضروریاتِ دین میں سے ہے۔

آپ کی برادری کا کوئی شخص، آپ کا بھائی، آپ کا ماموں، آپ کا چچا، آپ کا کوئی دور کا رشتہ دار یا آپ کا کوئی پارٹنر حضرت ابوبکر صدیقؓ کو صحابی نہیں مانتا تو وہ اسی طرح کافر ہے، جس طرح ابوجہل کافر تھا۔ اسی طرح کافر ہے جس طرح ابولہب کافر تھا۔ اسی طرح کافر ہے جس طرح قادیانی کافر تھا۔ یہ اٹل عقیدہ ہے اور ضروریاتِ دین میں شامل ہے۔ تم اپنی نسلوں تک اس عقیدہ کو پہنچادو۔ اگر تم نے اپنے اس عقیدہ کی وضاحت نہ کی، ایک بار نہیں لاکھ بار بیت اللہ میں نمازیں پڑھو۔ ایک بار نہیں لاکھ بار تبلیغی جماعت کے بستر اُٹھاؤ، تم کافر ہوگے۔ کبھی بھی مومن نہیں بن سکتے۔ یہ طے شدہ بات ہے۔

میں عرض یہ کررہا ہوں کہ ہر مسلمان کو ضروریاتِ دین کو سمجھ لینا چاہئے کہ ضروریاتِ دین کیا ہیں۔ ضروریاتِ دین پر ایمان رکھنا ہر وقت، ہر لمحہ مرد وعورت، جوان، بچے اور بوڑھے کے لئے لازمی ہے۔ گھروں میں اس کی تبلیغ ہونی چاہئے۔ آپ اس کی اشاعت کریں۔ نسلِ نو کو بتائیں کہ یہ یہ چیزیں ضروریاتِ دین میں سے ہیں۔ ان پر ایمان رکھنا ضروری ہے۔ ان میں سے اگر کسی چیز کا انکار آگیا تو وہ شخص مسلمان نہیں رہے گا۔ اپنے آپ کو وہ بے شک بایزید بسطامی کہتا رہے۔ لیکن اگر اس کے عقیدے میں کسی ضروریات

دین کا انکار ہے تو ہم اسے مسلمان تسلیم نہیں کرتے۔ ہم کون ہوتے ہیں؟ قرآن وسنت اُسے مسلمان تسلیم نہیں کرتے۔ ہم نے کوئی بات اپنی طرف سے تھوڑی کرنی ہے۔ قرآن و سنت ایسے شخص کو مسلمان تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں ہے۔ جس کے عقیدے میں کسی ایک ضروریاتِ دین کا انکار پایا جاتا ہے اور بہت کوتاہی ہوتی ہے۔ اس کی بعض اوقات اپنی معلومات نہ ہونے کی وجہ سے کہ ضروریاتِ دین کون کون سی ہیں کہ اس پر آدمی ایمان رکھے، پختہ یقین رکھے۔

میں یہ عرض کر رہا تھا کہ پیغمبرؐ مسئلہ یہ سمجھانا چاہتے تھے کہ اگر وہ ضروریاتِ دین پر ایمان رکھتا ہے۔ عقیدہ اس کا صحیح ہے۔ مسلمان ہے۔ وہ اپنی بدعملی کی سزا بھگت کر جنت ضرور جائے گا۔ حضرت ابوذرؓ سوال کرتے ہیں آقا ﷺ! ایک شخص چوری کرے، زنا کرے پھر بھی جنت جائے گا۔ کیوں جائے گا؟ یہ میں نے تفصیل سے آپ کو بتلایا ہے۔

ہر نماز میں آپ پڑھتے ہیں:

اِهْدِ نَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۝ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ...... اللہ!

ہمیں وہ راہ بتلا جو سیدھی ہو۔ کن لوگوں کی راہ؟ فرمایا:

صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ

اللہ! ان لوگوں کی راہ ہم چاہتے ہیں کہ جن پر تو نے سب سے بڑا انعام کیا۔

وہ اعلان فرماتا ہے کہ نبی ﷺ کے سارے صحابی جنتی ہیں۔ یہ اعلان میرا نہیں، کسی مفتی اور کسی عالم کا نہیں۔ کسی عام کتاب کی عبارت نہیں ہے۔ جبرائیلؑ یہ لفظ لائے ہیں۔ رسول ﷺ پر اُترے ہیں۔ رب نے چودہ سو سال پہلے اُتار کر واضح اور واشگاف لفظوں میں اعلان کر دیا ہے کہ محمد رسول اللہ ﷺ کے تمام صحابی جنتی ہیں۔

رب کہتا ہے کہ میرے نبی کے تمام کے تمام صحابہ ؓ سے، میں جنت کا وعدہ کر چکا ہوں۔ اس سے بڑا انعام اور کیا ہوگا...... اور یہ وہی خالق ہے، جو اُس پیغمبر کی حمایت کے لئے اعلان کرتا ہے:

وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ ۙ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ (التوبہ:۱۰۰)

اللہ نے مہاجرین اور انصار اور ان کی پیروی کرنے والوں کی رضا کا اعلان کیا ہے۔

اور جن پر رب راضی ہو، وہ انعام یافتہ طبقہ ہے یا نہیں۔

رب کی رضا اس کائنات میں سب سے بڑی نعمت ہے۔ اس کائنات کی بات نہیں، اگلے جہاں میں بھی سب سے بڑی نعمت ہے۔

چنانچہ حدیث شریف میں آتا ہے کہ قیامت کے دن رب پوچھے گا جنتیوں سے کہ تم خوش ہو؟ کوئی اور نعمت چاہئے؟ ہر جنتی کہے گا کہ اللہ! ہم خوش ہیں۔ کچھ نہیں چاہئے اور کیا چاہئے۔ ہر قسم کی تمام نعمتیں ملتی ہیں۔ جب تمام جنتی باتفاق یہ کہہ چکے ہیں کہ اللہ! ہم خوش ہیں اور کچھ نہیں چاہئے تو رب اعلان کرے گا کہ میں تم سے راضی ہوں۔ جب رب یہ اعلان کردے گا تو تمام جنتی تڑپ اُٹھیں گے۔ اللہ جو لطف تیرے اس اعلان سے آیا ہے، وہ لطف تیری جنت کے کسی پھل میں نہیں ہے۔

یہ اعلان سب سے بڑا ہے، جو جنت میں بھی سب نعمتوں سے بڑی نعمت ہے۔

رب نے پیغمبر ﷺ کی جماعت کو اس دنیا میں دے دی ہے۔ جس کا ذکر قرآن مجید میں آیا ہے کہ......

لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ فَاَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ عَلَيْهِمْ وَاَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيْبًا ۙ ......(الفتح:۱۸)

یہ وہ انعام ہے جو سب سے بڑا ہے۔

میں عرض یہ کر رہا تھا کہ ہم رات دن میں پانچ مرتبہ مانگتے ہیں کہ اللہ ہمیں وہ راہ بتلا جو سیدھی ہو۔ اس راہ پر چلا جس پر تو نے انعام کیا ہے۔

شانِ سیدنا معاویہؓ:

رجب المرجب کا مہینہ گزرتا چلا جارہا ہے۔ معاویہ بن ابی سفیانؓ کی سیرت، کریکٹر

اور کردار مجھے جھنجھوڑتا ہے کہ کبھی میری بھی مدح کر۔ جس نے ہزاروں مربع میل کے علاقے فتح کرکے ان پر اسلام کے جھنڈے لہرائے۔ معاویہ بن ابی سفیانؓ کی کتابت وحی مجھے جھنجھوڑتی ہے کہ کبھی میرا نام بھی لو۔ معاویہ بن ابی سفیانؓ کا تدبر جھنجھوڑتا ہے کہ مسلمانوں کا اختلاف ختم کرکے دنیا کو ایک جھنڈے تلے جمع کر دیا تھا۔ کبھی میرا نام بھی لو۔ معاویہ بن ابی سفیانؓ کا کردار جھنجھوڑتا ہے کہ زہراؓ کا بیٹا، حیدر کرار کا بیٹا م، مصطفےٰ ﷺ کا نواسہ میرے ہاتھ پر بیعت کرتا، مجھے امام مانتا نظر آتا ہے، مولوی کبھی میرا نام بھی لے۔

معاویہ بن ابی سفیانؓ کا تقدس

معاویہ بن ابی سفیانؓ کی شرافت

معاویہ بن ابی سفیانؓ کا وہ رشتہ

جو رسول اللہ ﷺ سے ہے......

وہ مجھے جھنجھوڑتا ہے کہ میں اس عظیم قائد کا نام بھی لوں۔ میں اس عظیم سپوت کو، ملّتِ اسلامیہ کے اس عظیم قائد کو نذرانہ عقیدت پیش کروں۔ اس مناسبت سے کہ ۲۲ رجب المرجب کا دن حضرت معاویہ بن ابی سفیان i کی وفات کا دن ہے۔

میں آج یہ چاہتا ہوں کہ ایک بار پھر یہ بنیاد رکھ دوں کہ اصحابِ رسول ﷺ میرے اور آپ کے ایمان کا حصہ ہیں۔

رجب المرجب کا مہینہ رواں ہے۔ اس کی ۲۲ تاریخ کو معاویہ بن ابی سفیانؓ نے دنیا چھوڑی ہے۔ دار فانی کو چھوڑ کر دارِ بقا کا سفر باندھا ہے۔ اس ۲۲ رجب کو کچھ دشمنانِ دین وملت معاویہ بن ابی سفیان i کی وفات پر کونڈے کے نام پر حلوہ تیار کرتے ہیں اور پوری ملّتِ اسلامیہ کے قلب وجگر پر چھری کھینچتے ہیں۔ حتّٰی کہ میں دکھ کے ساتھ یہ کہوں گا کہ سنیو! تمہارے منبر ومحراب کے کچھ مُلّاً جنہوں نے صرف داڑھ رکھ لی اور مُلّاً ابن مُلّاً بن گئے۔ انہیں اپنے کردار وعمل کا علم نہیں تھا۔ انہوں نے اپنے نظریات ایک حلوے کی پلیٹ پر قربان کئے۔ وہ بھی اس ۲۲ رجب کو حلوے کی پلیٹ کے سامنے چوکڑی مار کر بیٹھ جاتے ہیں۔ سنیو!

تم نے اپنی نسلِ نو کا قتل عام کیا ہے، تم نے اپنے نظریات کا پرچار نہیں کیا۔

میری سُنّی بہن، میری سُنّی ماں کاتبِ وحی، عاشقِ رسول اور پیغمبر ﷺ کی زوجہ محترم کے بھائی کی موت پر خوشی کا حلوہ تیار کرتی ہے۔ جہالت میں تیار کرتی ہے۔ غفلت میں تیار کرتی ہے۔ دین نہ جاننے کی وجہ سے تیار کرتی ہے۔ سپاہ صحابہؓ اسی بنیاد پر گھر گھر، بستی بستی، قریہ قریہ، ایک ایک صحابیٔ رسول کی......

عظمت......تقدس......شرافت......عفت

دیانت......علم......فہم اور......ایثار

کو بیان کرتی پھر رہی ہے تاکہ سُنّی سُنّی بن جائے۔

صحابیٔ رسول کو اعلانیہ گالی دینے کا یہودی ایجنٹ جرأت کر رہا ہے۔ آپ نے کمالیہ کا واقعہ اخبارات میں پڑھا ہوگا۔ پورا ایک دن شہر میں ہڑتال رہی ہے۔ اعلانیہ یہودی ایجنٹوں نے اعلانیہ کفر کے ماننے والوں نے اعلانیہ اسرائیل کی یہودی لابی نے اصحابِ رسول ﷺ پر تبرا کیا ہے۔ جس تبرے کے جواب میں پورے شہر نے ہڑتال کی ہے۔ اس وقت انتظامیہ نے کمالیہ کے تین افراد کو گرفتار کیا ہے جبکہ تبرا جلوس میں کیا گیا ہے۔ جس میں بیسیوں غنڈے تبرا کر رہے تھے۔ میں وارننگ دیتا ہوں کمالیہ کی انتظامیہ کو کہ تم نے تمام غنڈوں کو گرفتار نہ کیا تو اینٹ سے اینٹ بجا دی جائے گی۔

میرے قتل کا منصوبہ بن چکا ہے:

میں دشمنِ اصحاب رسول پر واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ موت اور زندگی برابر کر چکے ہیں۔ آج میں آپ کو اس بات کا بھی گواہ بناتا ہوں کہ میں نے صدرِ مملکت کے نام درخواست لکھ دی ہے۔ معلوم نہیں کہ زندگی کب تک ہے لیکن گواہ رہیں۔ بیرون ملک میرے، مولانا عبدالستار تونسوی صاحب، مولانا منظور احمد چنیوٹی اور چند دیگر سُنّی علماء کے قتل کا منصوبہ ۲۰ فروری سے لے کر ۲۵ فروری تک کے لئے تیار ہے۔ جس پر ہم صدرِ مملکت کو مطلع کر رہے ہیں۔ لیکن یہ بھول جائے یہودی لابی کہ ہم موت سے ڈر کر تیرے کفر پر

پردہ ڈال جائیں گے۔نہیں، تُو کل بھی کافر تھا۔آج بھی کافر ہے۔

ٹھہریئے! آج مجھے بات کر لینے دیجئے۔موت اور زندگی میرے رب کے سپرد ہے۔ میں مطمئن ہوں۔میرا ضمیر مطمئن ہے کہ میں نے زندگی صحابہ j کی مدح میں اور عائشہ k کے دوپٹے کی عفت کو بیان کرتے گزار چھوڑنی ہے۔

میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ خدانخواستہ اگر ہمیں قتل کر دیا گیا۔میرے قتل میں ایوان کا ہاتھ اور پاکستانی شیعہ وڈیروں کا ہاتھ ہوگا۔یہ میرے ملزم متعین ہوں گے۔ہوسکتا ہے کہ ہم نہ رہیں۔لیکن یہ تم پر واضح ہے کہ یہ ہمارے ملزم متعین ہیں۔کوئی چھپے ہوئے نہیں ہیں۔ میرے پاس اطلاع ہے۔مصدقہ اطلاع ہے۔سازش کی اطلاع ہے۔جس پر میں نے صدر اسحاق کو خط لکھا ہے اور تفصیلات لکھی ہیں۔اس میں اس حد تک ایک اقلیت سر چڑھ کر بولنے لگ گئی ہے۔کبھی چنیوٹ، کبھی گڑھ مہاراجہ، کبھی جھنگ سٹی، کبھی کہیں گروہ بنائے جا رہے ہیں۔

ہم نے انتہائی صبر کا ثبوت دیا ہے۔ضلع کے حالات کو کنٹرول کرنے کے لئے میں آج بھی مقامی ضلع کے حالات پر تبصرہ نہیں کر رہا۔اتنا ضرور کہتا ہوں کہ اب تک کے واقعات نے یہ واضح کیا ہے کہ مقامی ضلعی انتظامیہ جانبداری کا ثبوت دے رہی ہے۔ایک بار پھر پارلیمانی لہجے میں، ایک بار پھر نرم لفظوں میں، ایک بار درخواست کے لہجے میں عرض کرتا ہوں کہ مقامی انتظامیہ کو اپنی غیر جانبداری واضح کرنی چاہئے۔اگر ہم پر مقامی انتظامیہ کی غیر جانبداری مزید چند دنوں تک واضح نہ ہوئی تو ہم انتظامیہ کے ساتھ ٹکرا جانے پر مجبور ہوں گے۔پھر کچھ خیال نہیں کریں گے کہ مستقبل میں کیا حالات ہوں گے۔ہم نہیں چاہتے کہ کوئی مسئلہ کھڑا ہو۔ہم اِن حالات میں چاہتے ہیں کہ ہم کشمیری حریت پسندوں کا پوری یکجہتی کے ساتھ، ساتھ دیں۔لیکن اگر ہمیں گھر میں پُرامن بیٹھے ہوؤں کو اور خوار کرنے کی کوشش کی گئی تو ہم ٹکرانے پر مجبور ہوں گے۔

آج بھی بغیر کسی جرم کے میرے بے گناہ ساتھی، دو قتل کیس میں بے گناہ ہیں اور چار

تعزیہ کے بناوٹی جھوٹے فضول کیس میں اندر ہیں۔ امن قائم رکھنے کی میں نے مثال پیدا کی ہے کہ تمام واقعہ کو اس طرح بنا دیا کہ ہوا ہی کچھ نہیں ہے۔ لیکن اگر انتظامیہ نے اب بھی یک طرفہ ٹریفک رکھی کہ ہمارے آدمی پکڑ دھکڑ میں پریشان رہیں اور دوسری سائیڈ کا ایک آدمی بھی آج تک پکڑا نہیں گیا۔ اگر مزید چند دنوں میں مقامی انتظامیہ نے اپنی غیر جانبداری واضح نہ کی تو پھر اس قسم کی انتظامیہ کئی بار جھنگ آئی اور ہم سے ٹکرائی اور پاش پاش ہوگئی۔ یہ دور، انوکھا واقعہ ہمارے لئے نہیں ہوگا۔ بلکہ اس وقت ہم انتظامیہ سے ٹکرائے ہیں، جب ہم اتنے مضبوط نہیں تھے۔ آج تو کچھ اسباب کے لحاظ سے ہم پہلے کی نسبت اللہ کے فضل سے زیادہ مضبوط ہیں۔

آج بھی میرے گناہ ساتھی اندر ہیں۔ کیوں اندر ہیں؟ شک کی بنیاد پر جسے چاہے پکڑ لو؟ انتظامیہ تسلیم بھی کرتی جا رہی ہے کہ بے گناہ ہیں۔ حد ہے ظلم و تشدد کی انتہا ہے۔ جاگیرداروں کے اشاروں پر ناچ کر یک طرفہ ٹریفک نہیں چلانے دی جائے گی۔

میں ایک بار پھر بہت نرم لفظوں میں مقامی انتظامیہ سے کہتا ہوں کہ اپنے رویہ میں غیر جانبداری لاؤ۔ ہمیں کوئی گلہ نہیں ہے۔ ہم یہ نہیں کہتے کہ تم ہمارے ساتھ کوئی انوکھی بات کرو۔ اگر تم نے غیر جانبداری نہ رکھی تو میں تم کو غیر جانبداری پر مجبور کر دوں گا اور ان شاء اللہ مجبور کر دوں گا۔

آپ ساتھ دیں گے یا کہ نہیں دیں گے؟ (ضرور دیں گے)

گئے چوکوں کے مناظرے۔ گئی چوکوں کی باتیں۔ یہ پرانا زمانہ تھا۔ اب عدالت میں آ ؤ طے کریں بات کو۔ اگر شیعہ نہیں آتے تو حکومت مجھ پر پابندی کیوں عائد کرتی ہے؟ مقدمات بناتی ہے۔ مجھے نقصِ امن کا پیدا کرنے کا طعنہ دیتی ہے۔ حکومت خود کیس کرے۔ شیعہ نہیں کرتے، لیکن حکومت خود کیس کرے۔ جس ضلع کا ڈپٹی کمشنر مجھ پر پابندی عائد کرتا ہے، اس لئے پابندی عائد کی ہے کہ مسلمان ہیں، میں شیعہ کے کفر پر عدالت میں دلائل دیتا ہوں۔ ڈپٹی کمشنر شیعوں کا ٹاؤٹ بن کر، چیلہ بن کر، ایجنٹ بن کر، ان کے اسلام کے دلائل

لائے۔ اگر شیعہ مسلمان ثابت ہو گئے تو میں ملک چھوڑ جاؤں گا۔ تمہیں پابندیاں عائد کرنے کی ضرورت نہیں رہے گی۔

اگر ایسا نہیں ہوتا تو میں پابندیاں توڑوں گا۔ قانون توڑوں گا۔ میں ٹکراؤں گا، جس طرح ٹکرانے کا حق ہے۔

آج تمہیں تعجب لگتا ہے۔ اس نعرے نے سپریم کورٹ کے کٹہرے میں گونجنا ہے۔

ان شاءاللہ گونجنا ہے۔ اس نعرے نے ہائی کورٹ کے کٹہرے میں گونجنا ہے۔

لوگ کہتے ہیں کہ یہ کیا کہہ رہے ہو؟......

کافر کافر کہہ کر تبلیغ کرنے کا کیا انداز ہے؟

کافر کافر کہہ کر وعظ کرنے کا کیا انداز ہے؟

کافر کافر کہہ کر تقریر کرنے کا کیا انداز ہے؟

توجہ کیجئے......

یہ انداز میرا نہیں

یہ انداز میرے کسی پیرومرشد کا نہیں

یہ انداز کسی مولوی کا نہیں

یہ انداز کسی تعصب اور ضد پر مبنی نہیں

یہ وہ انداز ہے، جو رب نے اپنے رسولوں کو سکھایا ہے......

میں رسولوں کی اتباع میں اس انداز پر کاربند ہوں۔ رب نے اپنے رسول کو سکھایا ہے کہ سامنے کافر کھڑے ہیں، تبلیغ کر اور کس طرح کر:

قُلْ يٰٓاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ ۝ لَآ اَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ ۝

مولویو!......پیرو!......مرشدو!......

میں تمہارا رضاکار ہوں۔ لیکن خدارا ظلم نہ ڈھاؤ۔

يٰٓاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ ۝ لَآ اَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ ۝

کہہ کر رسول نے تبلیغ کی ہے۔ہم بھی وہی کچھ کہہ رہے ہیں۔

او شیعو! او کافرو! تمہارا یہ عقیدہ گندہ ہے۔تم اپنی جگہ ہم اپنی جگہ

لَكُمْ دِينُكُمْ وَلِيَ دِينِ ○

قُلْ يَآاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ

نہیں کہا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے؟ خود کہا یا رب نے کہلوایا۔

تم رسول سے زیادہ اچھی خطابت رکھتے ہو؟

تم رسول سے زیادہ اخلاق رکھتے ہو؟

تم پیغمبر سے زیادہ داعی ہو؟

ادع الی سبیل ربك بالحكمة...... مانتا ہے۔

لیکن جہاں

ادع الی سبیل ربك بالحكمة

ہے وہاں اسی رسول کی شریعت میں یہ بھی ہے کہ بیت اللہ میں مشرکین کے خدا نکال۔

پیر نہیں، مرشد نہیں، خدا نکال کر، الٰہ نکال کر، ان کی ناک میں لاٹھی ڈال کر اعلان کیا ہے......

جاء الحق...... بھول کیوں جاتا ہے۔دین سمجھنے کے لئے تمام دلائل جمع کرنے پڑیں گے۔

ادع الی سبیل ربك بالحكمة

حق، ایمان لیکن یہ بھی تو نظر آتا ہے کہ پیغمبر کسی خدا کی ناک کاٹ رہا ہے۔کسی کے کان کاٹ رہا ہے۔کسی کی ٹانگیں کاٹ رہا ہے اور سب کچھ کرنے کے بعد اعلان کرتا ہے

اف لكم ولما تعبدون من دون الله

جن کے خداؤں کے ناک کاٹے تھے، ان کے جذبات مجروح ہوئے تھے یا کہ نہیں ہوئے تھے؟

ادع الی سبیل رب بالحكمة

اپنی جگہ حق ہے لیکن

جب کفر ضد پر آئے ...... پھر اس کے جواب میں یلغار ہے

جب کفر ضد پر آئے ...... تو پھر بدر ہے

جب کفر ضد پر آئے ...... تو پھر اُحد ہے

پھر اس کے خلاف اعلان ہے......

''اَخرجو الیھود والنصٰری من جزیرۃ العرب''

اُٹھو! شیعوں کو اقتدار سے دور کر دو۔

اُٹھو! شیعیت کو کلیدی عہدوں سے الگ کردو۔

یہ میرا اور آپ کا بنیادی حق ہے۔ پاکستان سُنّی واضح اکثریتی آبادی ہے۔ لہٰذا ملک سُنّی سٹیٹ ہونا چاہئے۔ صدر، وزیر اعظم سُنّی ہونے چاہئیں۔ ملک میں اصحابِ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم خصوصاً خلفائے راشدینؓ کے ایام سرکاری سطح پر منائے جانے چاہئیں۔ یہ قرارداد سے مطالبات نہیں منائے جائیں گے۔ اس کے لئے ہتھکڑی اور بیڑی پہننا ہوگی۔ اس کے لئے کفن پہننا ہوگا۔ جس دن میری قوم یوں کھڑی ہوگئی، وہ دن شیعہ کا پاکستان سے بھاگنے کا آخری دن ہوگا۔

یہ آج کی گفتگو ان شاء اللہ یادگار گفتگو رہے گی۔ میں ہر تقریر زندگی کی آخری تقریر سمجھ کر کرتا ہوں۔ شاید پھر زندگی نہ رہے۔ میرا دعوٰی یاد ہے؟ میں نے ابھی آپ سے فیصلہ لینا ہے اور فیصلہ دینے سے پہلے کوئی شخص نہ جائے۔ اگر پاکستانی شیعہ اور پاکستانی حکمران طبقہ مجھ سے اس لئے نالاں ہے کہ میں خمینی کو کافر کہتا ہوں تو مجھے بتلاؤ کہ جس خمینی نے فاروق اعظمؓ کو، فاتح قیصر و کسریٰ کو، فاروق صرف فاتح ہی نہیں، انہوں نے قیصر جوتے کی نوک پر رکھ کر یوں اُڑا دیا تھا جیسے چٹیل میدان میں فٹ بال کھیلا جاتا ہے۔

اس فاروقؓ کو

اس مرادِ مصطفٰے کو

اس بیت المقدس کے فاتح کو اور

اس شخص کو جس نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے پہلی نماز بیت اللہ میں پڑھائی ہے، خمینی اصلی کافر لکھے اور تم اسے شیخ الاسلام کہو؟ میرا دین صاف ہے۔ میرا عقیدہ صاف ہے کہ جس خمینی نے فاروق اعظمؓ کو کافر لکھا ہے، اس خمینی کو دن میں ہزار مرتبہ کافر کہنا بلکہ کالا کافر کہنا ایمان ہے۔ خمینی مرتد...... مرتد...... مرتد...... مرتد...... مرتد......!

سنی نوجوانو!

اپنی ماؤں سے دودھ معاف کروالو اور انہیں کہہ دو کہ ہم پاکستان کے دستور میں اپنی ماؤں کے تقدس، تحفظ کے لئے......

وہ مائیں جو پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت ہیں

وہ مائیں جو پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی ناموس ہیں

وہ مائیں جو پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا تقدس ہیں

ان کے لئے ہم پاکستان کے آئین میں لکھائے بغیر اب چین کی نیند نہیں سوئیں گے۔ نبی کی بیویوں کی توہین کفر ہے اور توہین کرنے والا سزائے موت کا مستحق ہے۔ جب تک پاکستانی حکومت اب یہ ترمیم نہیں لاتی ہے، نہ ہم چین سے بیٹھیں گے، نہ چین سے حکومت کرنے دیں گے۔

یہ ہونا چاہئے یا کہ نہیں؟ (ہونا چاہئے)

آپ ساتھ دیں گے......دیں گے

ہتھ کڑی پہننا پڑی پھر......ساتھ دیں گے

بیڑی پہننا پڑی پھر......ساتھ دیں گے

......واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین......